U56353 12-12-09

Title - GULDASTA-E-SAFAR HUMAYUN

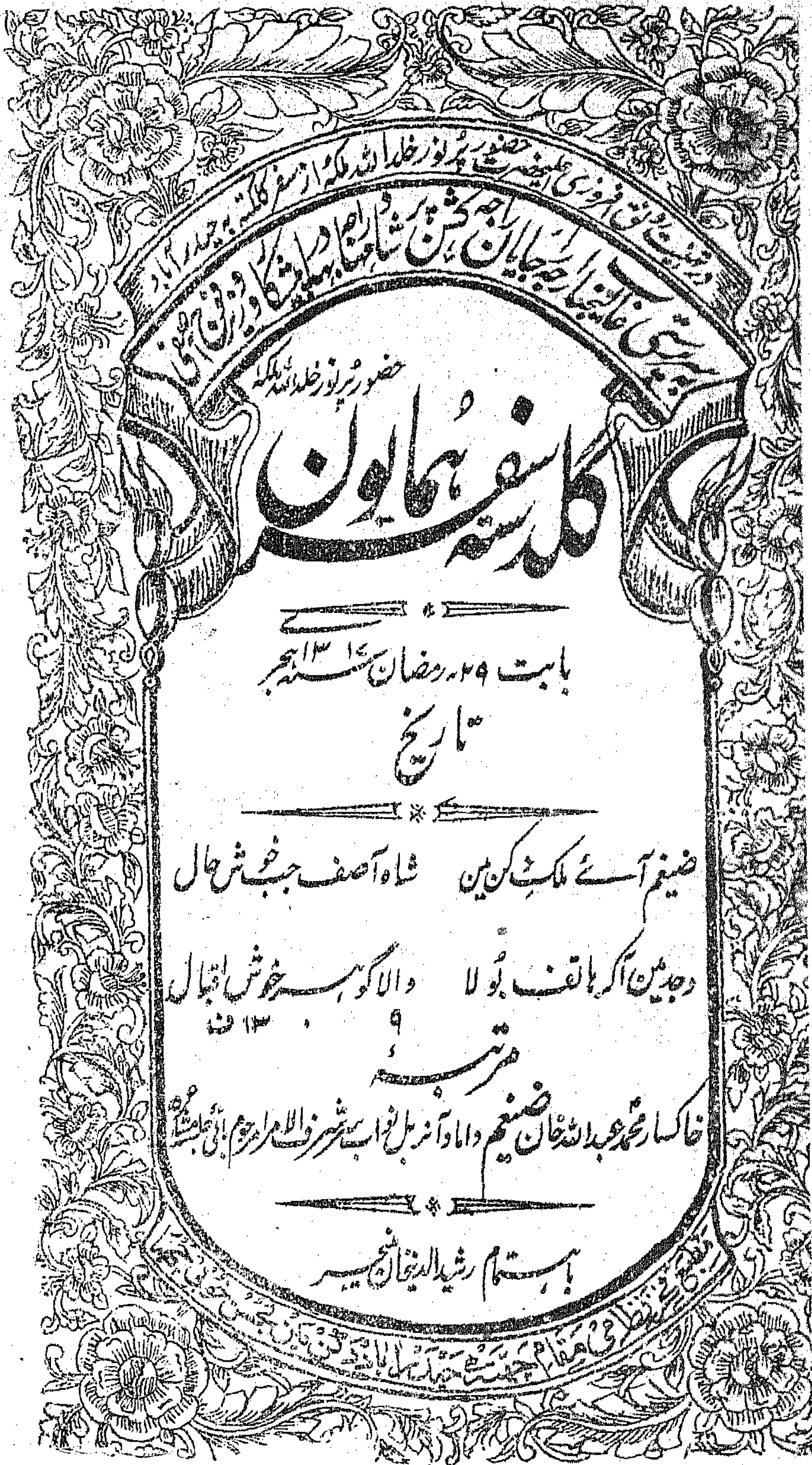
Creator - MURATTIBA Mohd. Abdullah Khan Zaigham

Publisher - Nizami Press (Hyderabad).

Date - 1317 H

Pages - 134

Subjects - Urdu Shayari - Majmue.



در تہنیت تشریف فرمائی اعلیحضرت حضور پرنور خلد اللہ ملکہ از سفر کلکتہ بہ حیدرآباد

بخدمت عالیجناب مہاراجہ راجایان راجہ کشن پرشاد بہادر پیشکار و وزیر

حضور پرنور خلد اللہ ملکہ

گلدستۂ ہمایون

بابت ۲۹ رمضان سنہ ۱۳۱۷ ہجری

تاریخ

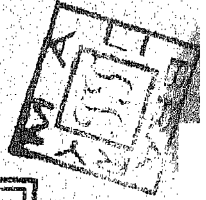
ضیغم آئے ملک دکن میں　　شاہ آصف جب خوش حال

وجد میں آکر ہاتف بولا　　والا گوہر خوش اقبال

مرتبہ

خاکسار محمد عبداللہ خان ضیغم داماد آنریبل نواب سر شمس الامراء مرحوم

باہتمام رشید الدین خان منیجر



ناظرین والاتمکین

ہمارے آقائے ولینعمت اعلیحضرت حضور پر نور خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ سفر کلکتہ سے رونق افروزی کے
تہنیت مین رعایائے جان نثار اور خیرخواہان دولت نے جسقدر خوشی منائی اور اپنی
اپنی جان نثاری کا ثبوت دیا ظاہر ہے ۔ خاکسار ضیغم سے بھی جو اپنے آقائے
نامدار پر جان و دل نثار کرنے کے لئے ہر دم مستعد ہے اس عمدہ موقع پر خاموش نہ رہا گیا
اور ایک مشاعرہ کا جلسہ اس مبارک تہنیت مین بہ سرپرستی عالیجناب مہاراجہ پیشکار بہادر
وزیر افواج آصفی قرار دیا ۔ تاکہ شعرائے نامی بھی اس مسعود وقت کو ہاتھ سے نہ دین
اور اپنے آقا و مالک کی مدح سرائی مین حصہ لین ۔ پس مصرعہائے طرح اردو و فارسی
شعرا کی خدمت مین پیش کئے گئے ۔ **اردو** ۔ آئے حضور بلدہ مین کیا دہوم دہام سے
فارسی ۔ شہرا مژدہ ببلغ دکن بہار آمد ۔ ۱۵ شوال سنہ الیہ کو بڑی دہوم دہام سے مشاعرہ
ہوا ۔ روشنی اور چاء وغیرہ کے علاوہ چالیس پینتالیس شعرا مدعو تھے ۔ چونکہ مشاعرہ خداوند نعمت
خلد اللہ ملکہ کی تشریف آوری کی تہنیت مین تھا ۔ ہر شخص نے وفور مسرت سے اپنے اپنے
حوصلے کے موافق مدح سرائی کی ۔ اسلئے سب کا کلام بلا انتخاب درج گلدستہ کیا گیا ۔ البتہ جو
غزلین عاشقانہ رنگ مین تھین وہ قلم انداز کی گئین ۔ مناسب سمجھکر اس گلدستہ مین حضرت ظل سبحانی کے سفر مبارک
کے مختصر حالات بھی لکھدئے گئے تاکہ ناظرین کو اسکے دیکھنے مین زیادہ دلچسپی ہو ۔ یہ مضمون اکثر
اخبارات سے لیا گیا اگر واقعات مین کوئی غلطی ہو اوسکی معافی کا خواستگار ہون
یہ گلدستہ اس سفر مبارک کی یادگار مین شعرا اور شائقین کو مفت تقسیم ہوگا ۔

خاکسار محمد عبداللہ خان ضیغم داماد آنریبل نواب سر شرف الامرا مرحوم

M.A.LIBRARY, A.M.U.
U56353



۵۶۳۵۳
CHEKED 16 JUN 1972



حضور پرنور خلد اللہ ملکہ

مختصر حالات سفر ہمایون

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دکن کے رہنے والے اپنی خوش قسمتی پر کیونکر ناز نہ کرین۔ اللہ جلشانہ نے انکو ایسے بادشاہ کی رعایا ہونے کا فخر عطا کیا ہے جسکے عدل و انصاف کا ایک عالم معترف ہے۔ جسکی داد و دہش کا دور دور شہرہ ہے۔ جو شرفا نوازی اور غربا پروری مین اپنا آپ ہی نظیر ہے۔ اور جسپر فراست و دانائی کا خاتمہ ہے۔ وہ کون ہے۔ ہمارا آقائے ولینعمت رستم دوران ارسطو زمان سکندر شوکت سلیمان حشمت نظام الدولہ نظام الملک آصف جاہ **نواب میر محبوب علیخان بہادر** فتح جنگ۔ جی۔ سی۔ ایس۔ آئی۔ خلد اللہ ملکہ۔ جسکے عہد حکومت مین رعایا شاد و آباد ہے۔ کیا مجال کوئی کسی پر ظلم کر سکے۔ کیا طاقت ایک دوسرے سے سختی اور جبر سے پیش آئے۔ **ابیات ضیغم**۔

نظر مہر اوسکی جسپہ پڑے	گل سے گلشن ہو ذرے سے زردار
ہے سخاوت کو ذات پاک پہ ناز	دیا اتنا نہیں ہے جسکا شمار

عہد مین اوسکے سب ہین خرم و شاد | کیا امیر و غریب کیا سردار
ہے عدالت مین رونق گلزار | معدلت کی ہے چار سمت پکار
چمن عدل کی جو بو پھیلی | فتنہ جل کر ہوا درخت چنار
ظلم و جور و جفا و فتنہ و شر | خلق سے نیست ہو گئے اکبار
اب کہان ہے وہ گرم بازاری | اے زبردست زیردست آزار
ختم ہے شہ پہ خلق و حلم و کرم | سچ تو یہ ہے کہ ہے عجب سرکار

المختصر ایسے بادشاہ عالیجاہ پر جو بہمہ صفت موصوف ہے رعایاء حیدر آباد جسقدر فخر کرے زیبا ہے اور جسقدر ناز کرے بجا ہے حضرت ظل سبحانی سنہ ۱۳۰۱ ہجری مین مسند حکومت پر جلوہ افروز ہوے اور زمام انتظام ملک اپنے دست مبارک مین لی ۔ اوس زمانہ سے اب تک ہمارے بادشاہ عادل کا خیال ہمایون ہر دم اور ہر لحظہ رعایا پروری اور ملک داری ملک کی بہبود کی طرف ترقی پذیر رہا اور انشاء اللہ ہمیشہ رہے گا ۔ رعایاے حیدر آباد بھی اپنے بادشاہ عالیجاہ اور اس عہد حکومت سے جسقدر خوش و خرم ہے ۔ ظاہر ہے ۔ چنانچہ سالگرہ مبارک کے جلسون مین اور حضرت ظل سبحانی کے سفر کلکتہ سے مراجعت فرمانے کے ایام مین سب نے جس عمدہ پیرایہ مین خوشی منائی اور اپنی جان نثاری کا ثبوت دیا اوسکا اندازہ امکان تحریر سے باہر ہے ۔

لارڈ رپن بہادر پہلے گورنر جنرل ہین جو سنہ ۱۳۰۱ ہجری مین حیدر آباد تشریف لائے اور حضور پر نور خلد اللہ ملکہ کے مہمان رہے ۔ اونکے بعد لارڈ دفرن بہادر لارڈ لینڈڈون بہادر ۔ لارڈ ایلگن بہادر یکے بعد دیگرے رونق افروز حیدر آباد

ہوتے رہے۔ ان بہادران موصوف کے خیر مقدم مین ہمارے آقاے
ولی نعمت کی جانب سے جس وہوم دہام سے مہمان داری اور تواضع ہر موقع
پر ہوئی۔ اتبک پبلک کے پیش نظر ہے۔
یہ پہلا مرتبہ ہے۔ کہ عالیجناب لارڈ کرزن بہادر گورنر جنرل کشور ہند نے
باظہار خلوص ہمارے حضور پر نور خلد اللہ ملکہ کو مدعو کرنے کا فخر حاصل کیا۔
اور اس ملاقات سے معزز مہمان اور معزز میزبان کو جسقدر خوشی حاصل ہوی
اظہر من الشمس ہے۔
اعلیحضرت خلد اللہ ملکہ نے کلکتہ کے سفر کا ارادہ مصمم فرمایا۔ اس سفر سے
جان نثاران خداوند نعمت کو کسقدر تشویش تھی اور اپنے آقاے نامدار
کی جدائی کسیکو ایکدم کے لئے بھی گوارا نہ تھی مگر خداوند نعمت نے بمقام باغ عام
رعایا کے اڈریس کے جواب مین سب کی تشفی فرماکر زبان مبارک سے ارشاد
فرمایاکہ "مجکو میرے معزز دوست ولیسرائے ہند بہادر نے بخلوص دل مدعو
کیاہے جسکو مین نے بخوشی منظور فرمایا انشا اللہ اس سفر سے بہت جلد
واپس ہونگا"۔
حضرت ظل سبحانی کے اس ارشاد سے سب کو اطمینان کلی حاصل ہوگیا۔
آخر کار خداوند نعمت کے تشریف لیجانے کا روز بھی آگیا۔ ۹ ڈسمبر سنہ ۱۸۹۹ع
م ۵ شعبان سنہ ۱۳۱۷ ہجری روز سہ شنبہ صبح کے سات بجے حضرت ظل سبحانی
معہ پرنس ولیعہد بہادر دام اقبالہ۔ اسپشیل ٹرین پر سوار ہوکر کلکتہ روانہ ہوئے۔
حیدرآباد کے اسٹیشن پر اراکین سلطنت اور عہدہ داران ریاست اور رعایائے

جان نثار کا ہجوم تھا۔ ہر شخص پر اپنے آقائے نامدار کی جدائی شاق۔ چہروں سے رنج و ملال کے آثار ظاہر تھے۔

یہ سین نہایت غمگین اور دلونکو ہلا دینے والا تھا۔ اسپیشل روانہ ہوتے ہی ہر شخص کی زبان سے بیساختہ یہ شعر نکلا۔ بہ سفر رفتنت مبارکباد۔ بسلامت روی و باز آئی۔

حضرت ظل سبحانی کے ہمرکاب جو امرا و مصاحبین تھے اونکے اسما گرامی یہ ہین۔

نواب مدار المہام بہادر۔ نواب سر خورشید جاہ بہادر۔ نواب افسر الدولہ بہادر۔ مولوی احمد حسین صاحب پرائیوٹ سکرٹری۔ نواب فصیح الملک بہادر داغ دہلوی۔ نواب داور الملک بہادر۔ نواب اسد یار الدولہ بہادر۔ نواب عثمان یار جنگ بہادر۔ نواب لقمان الدولہ بہادر۔ نواب ناصر نواز الدولہ بہادر۔ نواب افضل نواز جنگ بہادر۔ نواب اقبال یار جنگ بہادر۔ نواب ممتاز یار جنگ بہادر۔ حکیم بادشاہ علیخان۔

حضرت ظل سبحانی کی اسپیشل ٹرین دو بجے گلبرگہ شریف پہونچی جملہ عہدہ داران ضلع اسٹیشن پر حاضر تھے ایکدن ایک رات اعلیحضرت خلد اللہ ملکہ نے گلبرگہ شریف مین قیام فرمایا۔ دوسرے روز آٹھ بجے شب کے گلبرگہ شریف سے اسپیشل روانہ ہوئے۔

اکولہ ملک برار کا اسٹیشن جھنڈیون اور بیرقون سے خوب سجایا گیا تھا حضرت ظل سبحانی کی سواری مبارک وہان پہونچی مسٹر کرافرڈ کمشنر برار کی طرف سے ڈنر ہوا معزز احکام مقامی بھی اسٹیشن پر موجود تھے۔ حضرت ظل سبحانی کی اسپیشل تخمیناً ۲۵ منٹ یہان ٹھہری۔

علاقہ برار جو سرکار نظام کا ملک ہے اور ایک مدت سے سرکار عظمت مدار کے

تحت مین بطور امانی ہے وہانکی پچیس تیس ہزار رعایا اپنے قدیم مالک کے دیکھنے کے اشتیاق مین اسٹیشن لکاپور پر جمع ہوئے جب اسپیشل وہان پہونچی تو ہر شخص نعرہاے بلند سے دعائین دیتا تھا حضرت ظل سبحانی اپنی جان نثار رعایا کا سلام دونون ہاتو سے لیتے تھے اور زبان مبارک سے فرماتے تھے کہ ریل سے دور رہو اپنی جانونکو بچاؤ ۔ مگر اوسوقت بوجہ وفور انبساط کے کسیکو کچھہ نہ سوجتا تھا ۔ ہر شخص یہ پکارتا ہوا ۔ کہ محبوب الدولہ کی فتح ۔ محبوب الدولہ کی فتح ۔ ہمکو یعنے (ٹرار) کو پہر واپس لیلو ۔ ڈبہ کے پاس گھسا چلا آتا تھا ۔ کچھہ جان کا خوف وخطر دل مین نہ لاتا تھا ۔ حضرت ظل سبحانی اپنی رعایا کی جان نثاری اور جوش مسرت ملاحظہ فرماکر نہایت محظوظ ہوئے اس مقام پر قریب دس منٹ اسپیشل ٹہرکر روانہ ہوئی ۔

یہی کیفیت تمام سرحد برار کی تھی ۔ کلکتہ تک اکثر اسٹیشن خوب آراستہ و پیراستہ تھے ۔

نواب مدار المہام بہادر اور نواب سر خورشید جاہ بہادر جو پہلے سے دوسری اسپیشل پر کلکتہ جاچکے تھے ۔ کانا کے اسٹیشن پر ٹہر گئے جب حضرت ظل سبحانی کی سواری مبارک وہان پہونچی ۔ بہادران موصوف کی دونون گاڑیان حضوری اسپیشل مین لگادی گیئن ۔

۲۳ ڈسمبر ۱۸۹۵ء م ۱۹ شعبان ۱۳۱۳ھ ہجری روز شنبہ کو چھہ بجے شب کے حضرت ظل سبحانی معہ صاحبزادہ والا قدر معہ تمام ہمراہیون کے بخیر وعافیت رونق افروز کلکتہ ہوے ۔

یہان کا سین نہایت پر لطف اور قابل دید تھا۔ اسٹیشن ہوڑا رنگ برنگ کی جھنڈیون اور بیرقون سے آراستہ۔ پلیٹ فارم پر سرخ قالین کا فرش نہایت خوشنما معلوم ہوتا تھا۔ ریلوی پولیس۔ اسٹیشن سے ہوڑا کے پل تک دورویہ صف بستہ کھڑے تھے۔ جو ستنی پلٹن را ہوت کی ایک کمپنی کا گارڈ آف آنر۔ اسٹیشن کے اندر اور ایک گارڈ آف آنر اسٹیشن کے باہر حضرت ظل سبحانی کی سلامی اوتارنے کے لئے موجود تھا۔ یہان بھی حضرت ظل سبحانی کے جمال مبارک دیکھنے کے شوق مین اسقدر مخلوق جمع تھی جسکی انتہا نہین۔ جہانتک نظر کام کرتی تھی آدمی ہی آدمی دکھائی دیتے تھے۔ ہر شخص اعلیحضرت خلد اللہ ملکہ کے نظارہ کا مشتاق چشم براہ تھا۔

سر ٹیورپ چلی بلوڈن رزیڈنٹ حیدر آباد۔ میجر بیرنگ ملٹری سکرٹری ویسرائی گشتو رہند۔ لارڈ سفک ایڈیکانگ ویسرائے بہادر۔ مسٹر وڈ انڈر فان سکرٹری وغیرہ وغیرہ کل معززین اور عہدہ داران کلکتہ واسطے استقبال کے اسٹیشن پر حاضر تھے۔ جب اعلیحضرت فلک شوکت اسٹیشن ہوڑا پر رونق افروز ہوے۔ رزیڈنٹ صاحب حیدر آباد نے ملٹری سکرٹری اور ایڈیکانگ اور انڈر سکرٹری وغیرہ کی اعلیحضرت خلد اللہ ملکہ سے معرفی کرائی۔ اوسکے بعد اعلیحضرت گارڈ آف آنر کو ملاحظہ فرما کر ویسرائے بہادر گشتو رہند کی خاص بگھی مین معہ شہزادہ والاتبار سوار ہوئے۔

ملٹری سکرٹری اور ایڈیکانگ ویسرائے بہادر روبرو خواصی مین بیٹھ گئے۔ سواری مبارک بڑی تزک اور احتشام سے معہ اسکاٹ دیسی کیاولری کے

فرودگاہ ہیٹر روڈ کو روانہ ہوئے۔ تمام معززین اور رؤسا کی سواریاں ہمراہ رکاب تھیں۔ سواری مبارک کا جلوس قابل دید اور لائق نظارہ تھا۔ کیونکہ رات شب ہو جانے کی وجہ سے نہ تو سلامی کی توپیں سر ہو سکیں اور نہ مشتاقین کی آنکھیں حضرت کے جمال مبارک کو اچھی طرح دیکھ سکیں۔

۲۴ ڈسمبر ۱۸۹۹ء م ۲۰ شعبان ۱۳۱۷ہجری اتوار کے روز ویسرائے بہادر کیطرف سے ۔ ارل آف سفکس اور کپتان ناکس ایڈیکانگان ویسرائے بہادر کشور ہند اعلیحضرت خلد اللہ ملکہ کی مزاج پرسی کو آئے۔

۲۵ ڈسمبر ۱۸۹۹ء م ۲۱ شعبان ۱۳۱۷ہجری روز دوشنبہ کو اعلیحضرت نے بوجہ عام تعطیل اور تکان سفر کے آرام فرمایا۔ قریب شام کے سواری مبارک واسطے ہواخوری کے نکلی تھی۔ ۲۶ ڈسمبر ۱۸۹۹ء م ۲۲ شعبان ۱۳۱۷ہجری روز سہ شنبہ کو ویسرائے بہادر کشور ہند نے دربار فرمایا۔ ملٹری سکرٹری اور ایڈیکانگ معہ چھوکڑی سرکاری کے فرودگاہ اعلیحضرت پر حاضر ہوئے۔ اعلیحضرت بڑی شان وشوکت سے گورنمنٹ ہوس کو روانہ ہوئے۔ سواری مبارک کے جلو میں حضوری باڈی گارڈ خاص تھا جو حیدرآباد سے عمدہ اور مکلف ڈریس سے آراستہ ہو کر پہلے روانہ ہو چکا تھا۔ اور گورنر جنرل ویسرائے بہادر کے بھی چند سوار ہمراہ رکاب تھے۔ سواری مبارک سوا بارہ بجے دن کے گورنمنٹ ہوس کو پہونچی۔

نواب مدار المہام بہادر۔ نواب امیر کبیر بہادر۔ سر چیلپے بلوڈون بہادر۔ نواب افسر الدولہ بہادر۔ نواب لقمان الدولہ بہادر۔ مولوی احمد حسین صاحب پرائیوٹ سکرٹری۔ سواری مبارک کے ہمراہ تھے۔

سواری مبارک کے پہونچتے ہی بینڈ باجا بجنے لگا = مسٹر ووڈ انڈر فارن سکریٹری اور ایک دوسرے اڈیکانگ ویسرائے بہادر کے بگہی تک پیشوائی کو آئے زینہ پر سر جالس سیانگ پیشوائی کو کہڑے تھے = اعلیحضرت کے ہمراہ تخت گاہ کے کمرہ تک گئے = اس جگہ ویسرائے بہادر واسطے اقبال کے تشریف لائے اور اعلیحضرت کو بڑی عزت و حرمت کے سات لیجاکر تخت پر جلوہ افروز ہوئے = ہمارے آقائے ولینعمت نے داہنے بازو جلوہ فرمایا نواب امیر کبیر بہادر عقب مین اپنی خدمت خاص پر مورچل لیکر کہڑے ہوگئے =

نواب مدار المہام بہادر اور صاحب رزیڈنٹ حیدرآباد اور دوسری عہدہ داران اسٹاف علی قدر مراتب داہنے بازو کرسیون پر بیٹھے =

نواب ویسرائے بہادر کے بائین جانب عہدہ داران اسٹاف اور ممبران کونسل نے اجلاس فرمایا = تہوڑی دیر تک ویسرائے بہادر اور حضور نظام خلد اللہ ملکہ سے گفتگو رہی = پہر عطر وپان کی تواضع ہوی =

اور اعلیحضرت معہ ہمراہیان اسٹاف اپنے قیام گاہ پر تشریف لائے = وقت ورود اور مراجعت کے اکیس اکیس توپونکی سلامی قلعہ فورٹ ولیم سے سر ہوئی =

اوسی روز شب کو گورنمنٹ ہوس مین بڑی دہوم سے اعلیحضرت خلد اللہ ملکہ کی دعوت ہوئی = ایک بیتکلف ڈنر اور ایونینگ پارٹی دیگئی = ڈنر پر کل اعلے عہدہ دار اور لیڈیان کثرت سے مدعو تہین = نواب گورنر جنرل معہ لیڈی صاحبہ = نواب لفٹنٹ گورنر بنگال معہ لیڈی صاحبہ بہی ڈنر مین

شریک تھے =

ڈنر کے بعد گورنر جنرل ویسرائے بہادر کشور ہند نے مختصر اسپیچ دی اور حضور پر نور خلد اللہ ملکہ کی سلامتی کا جام نوش فرمایا =

اسپیچ گورنر جنرل ویسرائے ہند بہادر

اعلیحضرت کلکتہ کے قیام تک شادان و فرحان رہینگے اور تمام حاضرین کی بھی یہی خواہش ہے کہ اعلیحضرت سات ہنسی خوشی کے قیام فرمائین = حضور نظام ہندوستان کے منجملہ دوسرے با وقعت اور سر برآوردہ رؤسا کے ایک رئیس ہین جنہون نے بہت سے ویسرایونکو اپنے ملک حیدرآباد مین مدعو کیا۔ مگر مین پہلا ویسرائے ہون کہ مجکو حضور نظام کی مہمانی کا افتخار حاصل ہوا = مجکو امید ہے کہ حضور نظام کا آئندہ زمانہ کامل مسرت کے ساتہ چلے گا = اور انکا نام آئندہ نسلون مین یادگار رہے گا کہ یہ وہ نظام ہین جنہون نے اپنے ملک مین ایک قائم رہنے والی بھلائی کی تھی =

بعدہ حاضرین مین نے بڑے جوش و خروش کے ساتہ اعلیحضرت خلد اللہ ملکہ کی سلامتی کا جام نوش کیا =

پھر ہمارے آقائے ولنعمت حضور پر نور خلد اللہ ملکہ اوٹھ کھڑے ہوئے اور جناب ویسرائے بہادر اور حاضرین جلسہ سے مخاطب ہوکر فرمایا =

اسپیچ اعلیحضرت حضور پر نور خلد اللہ ملکہ

جناب ویسرائے بہادر نے جن مہربانی کے الفاظ مین میرا جام سلامتی نوش فرمایا ہین اوسکا شکریہ ادا کرتا ہون =

آپ کا پہلا عنایت نامہ مجکو پہونچا اوسکے ہر ایک فقرہ سے محبت اور اخلاق کی بو آتی تھی اوسنے مجکو آپکی ملاقات کا اسقدر جہ شائق کر دیا کہ میری خواہش یہی رہے جہانتک ممکن ہوسکے جلد آپ سے ملاقات کرون = اور جب آپکی طرف سے مجکو دعوت پہونچی تو مین نے بوجہ بالاکمال مسرت سے اوسکو قبول کیا اس امر کے اظہار کی مین کم ضرورت پاتا ہون کہ جو آپ کے عنایت نامون سے میرے دلپر اثر ہوا تھا = جب مین کلکتہ پہونچا تو اوس دلی اثر کی پوری تصدیق ہوئی = مین نے وراثتاً جو خطابات پائے ہین اون مین سے اوسی خطاب کو بہتر خیال کرتا ہون جسکو تاریخ نے ادا کیا ہے = ہر مجسٹے فیتھ فیل آئی (دوست باوفا ملکہ معظمہ) کہلانے کو مین اپنا کمال باعث فخر و مباہات سمجھتا ہون = میری دوستی تین چیزون پر شامل ہے = میرا خزانہ = میرا لشکر = میری خاص یہ تلوار = جب کبھی سلطنت ملکہ عالیہ کے حفاظت کے لئے ضرورت ہو یہ تینون چیزین مدد کے لئے حاضر ہین = خدا ملکہ عالیہ کی عمر مین برکت دے اور اونکا سایہ عاطفت رعایائے ہند پر قائم و دائم رکھے =

ڈنر کے بعد ایوننگ پارٹی ہوئی اور قریب بارہ بجے شب کے جلسہ برخاست ہوا =

۲۷ دسمبر ۱۸۹۹ء م ۲۴ شعبان ۱۳۱۷ہجری روز چہارشنبہ کو اعلیحضرت خلد اللہ ملکہ کا مزاج کسیقدر کسلمند رہا اسلئے سواری مبارک کہین رونق افروز نہین ہوئی =

۲۸ ڈسمبر ۱۸۹۹ء م ۲۴ شعبان ۱۳۱۷ہجری روز پنجشنبہ کو اعلیحضرت خلد اللہ ملکہ نواب

لفٹنٹ گورنر بنگال کی ملاقات کو ہمراہی نواب مدار المہام بہادر نواب سر خورشید جاہ بہادر نواب افسر الدولہ بہادر تشریف لیگئے۔ شام کو نواب لفٹنٹ گورنر بنگال نے اعلیحضرت خلد اللہ ملکہ سے بازدید کی ملاقات کی۔

اسی تاریخ اعلیحضرت خلد اللہ ملکہ نے ریاکن اینڈ کمپنی کی شاپ اور جانسن اینڈ ہاف ٹون لوٹو گرافی کے کارخانہ کی سیر فرمائی۔

۲۹ دسمبر ۱۸۹۹ء مطابق ۲۵ شعبان ۱۳۱۷ھ ہجری روز جمعہ گورنر جنرل ویسرائے بہادر آف انڈیا۔ واسطے ملاقات بازدید کے فرودگاہ اعلیحضرت خلد اللہ ملکہ پر تشریف لائے۔ وقت معینہ سے پہلے نواب مدار المہام بہادر نواب سر خورشید جاہ بہادر نواب افسر الدولہ بہادر۔ نواب وقار الملک بہادر۔ گورنر جنرل ویسرائے ہند کو ہمراہ لانے کے لئے گورنمنٹ ہوس کو تشریف لیگئے۔ ایک بجے دن کے ویسرائے بہادر کشور ہند بہمراہی سر ولیم کننگھم فارن سکرٹری۔ مسٹر وڈ واند فارن سکرٹری معہ دیگر معززین یورپین کے گورنمنٹ ہوس سے روانہ ہوئے۔ قلعہ فورٹ ولیم سے ۳۱ ضرب توپ کی سلامی سر ہوئی۔

جب ویسرائے کشور ہند بہادر کی سواری مقام فرودگاہ اعلیحضرت خلد اللہ ملکہ پر پہونچے۔

اعلیحضرت خلد اللہ ملکہ اور مسٹر چچلے پلوڈن نے ویسرائے بہادر کا استقبال کیا۔ اور ملاقات کے کمرہ میں لیگئے۔ اعلیحضرت حضور پر نور کے داہنے جانب ویسرائے بہادر کشور ہند تشریف فرما ہوئے۔ اور عہدہ داران گورنمنٹ ہوس وغیرہ اپنے عہدہ کے موافق بیٹھہ گئے اعلیحضرت بائیں جانب

پرنس ولیعہد بہادر = مسٹر بلوڈن = نواب مدارالمہام بہادر = وغیرہ علی قدر مراتب بیٹھے = تھوڑے دیر تک معزز مہمان اور معزز میزبان مین بڑے لطف و محبت کی گفتگو رہی = ویسرائے بہادر نے اعلیحضرت کے اسٹاف کے افسرونکی خوبصورت وردیون کی بہت تعریف کی = مسٹر بلوڈن رزیڈنٹ حیدرآباد نے حضوری اسٹاف کے ہر ایک کو نام بنام پیش کیا = سب نے ویسرائے بہادر کشور ہند کو نذرین دین =

بعد مراسم عطر و پان دربار برخاست ہوا ویسرائے بہادر تشریف لیگئے = اسوقت بھی ۳۱ ضرب توپ کی سلامی ہوئی =

یہ ملاقات نہایت لطف انگیز اور مسرت خیز تھی = نواب افسرالدولہ بہادر نے نہایت عمدہ انتظام کیا تھا =

۳۰ دسمبر ۱۸۹۹ء م ۲۶ شعبان ۱۳۱۷ھ ہجری روز شنبہ کو اعلیحضرت حضور پرنور نے ویسرائے بہادر سے ۴۳ منٹ تک پرایوٹ ملاقات فرمائی = اس ملاقات مین صرف مسٹر لارنس پرایوٹ سکرٹری باریاب تھے =

۳۱ دسمبر ۱۸۹۹ء م ۲۷ شعبان ۱۳۱۷ھ روز یکشنبہ کو اعلیحضرت نے میوزیم (عجائب خانہ) اور زوالاجکل گارڈن کی سیر فرمائی = تین بجے مہاراجہ کوچ بہار اعلیحضرت کی ملاقات سے مشرف ہوئے = پھر ایک ڈپوٹیشن مسلمانان کلکتہ کی طرف سے پیش ہوا جسکے سکرٹری مسٹر عبدالرحمن خان بارسٹرایٹ لا تھے = دوسرا ڈیپوٹیشن خدمت اقدس حضور عالی مین گذرا = اسکے سکرٹری نواب امیر حسین خان بہادر تھے = تیسرا ڈیپوٹیشن نواب محسن الملک بہادر سکرٹری کالج علیگڈہ

پیش کیا اور ایک مختصر مضمون بھی کالج کے متعلق عرض کیا ۔

یکم جنوری ۱۹۰۰ء م ۲۸ شعبان ۱۳۱۷ھ روز دوشنبہ کو اعلیحضرت خلد اللہ ملکہ نے ہارٹ کمپنی اور کوک کمپنی کے طویلونکو ملاحظہ فرمایا اور چند گھوڑے خریدے ۔ اسی تاریخ اعلیحضرت خلد اللہ ملکہ مہاراجہ کوچ بہار کی بازدید کے ملاقات کیلئے علی پور تشریف لے گئے ۔ پانچ بجے نواب ویسرائے بہادر کی خاص کشتی پر سوار ہو کر سات بجے تک دریا کی سیر فرمائی ۔ دس بجے شب کو خاص اسپیشل پر سوار ہو کر نہضت فرمائے بنارس ہوئے ۔

۲ جنوری ۱۹۰۰ء م ۲۹ شعبان ۱۳۱۷ھ روز سہ شنبہ کو ۹ بجے شب کے اسپیشل ٹرین بنارس پہونچی ۔ رات بھر اعلیحضرت نے اسپیشل ٹرین ہی مین آرام فرمایا ۔ صبح کو مہاراجہ بنارس معہ پولٹیکل ایجنٹ اور دوسرے معززین بنارس کے اسٹیشن پر آئے ۔ اور اعلیحضرت کو ہمراہ لیئے ہوے قیام گاہ شاہی تک تشریف لائے تھوڑی دیر تک اعلیحضرت اور مہاراجہ بنارس سے گفتگو رہی پھر بعد ادائی مراسم مہاراجہ بنارس رخصت ہوئے ۔ پانچ بجے شام کے اعلیحضرت مہاراجہ بنارس کے بازدید کے لئے رام نگر تشریف لے گئے ۔ گیارہ بجے شب کے بنارس سے جانب حیدرآباد روانہ ہوئے ۔

۴ جنوری ۱۹۰۰ء م ۴ رمضان ۱۳۱۷ھ ہجری روز شنبہ کو پانچ بجے سواری مبارک گلبرگہ شریف مین داخل ہوئی ۔ حکام اور رؤسا معہ صوبہ دار صاحب کے اسٹیشن پر حاضر تھے ۔ اسٹیشن نہایت خوبی کے ساتھ آراستہ کیا گیا تھا ۔ حضرت خواجہ بندہ نواز گیسودراز قدس سرہ العزیز کی درگاہ شریف مین آٹھ نونیاز ین بڑی ہوم دہام

کی ہوئین سیکڑون بیلے کی بخت ہوی لاکھون غربا نے بریانی اور مزعفر خوب شکم سیر ہوکر کھایا ہزارہا مخلوق دور دور سے اپنے آقاے نامدار کے دیکھنے کے لئے آ گئے تھے حکام مقامی کا انتظام بہت عمدہ رہا۔ حضرت ظل سبحانی اکثر برآمد ہوکر نشانہ اندازی وغیرہ فرماتے تھے بارہا سواری مبارک بغرض تفریح نکلتی تھی۔ جسکے دیکھنے سے مشتاقین جمال مبارک خوش ہوتے تھے یہان بھی حضرت ظل سبحانی کی اوقات بے بہا کا زیادہ حصہ امور ریاست کے انتظام مین صرف ہوا بہت کچھ تحریر فرمایا جسکا ظہور غالباً ہوگا۔ ۲۵ روز تک گلبرگہ شریف مین قیام رہا۔

۲۸ رمضان ۱۳۱۱ہجری روز سہ شنبہ کو منجانب حکام گلبرگہ بڑے دھوم سے جلسہ ہوا۔

اعلیحضرت ظل سبحانی کے خدمت اقدس مین اڈریس پیش ہوا جسکے جواب مین حضرت ظل سبحانی نے اپنی زبان مبارک سے یون ارشاد فرمایا۔

سپیچ اعلیحضرت خلد اللہ ملکہٗ

اے میرے کارگذار عہدہ داران صوبہ گلبرگہ شریف۔

مین نے تمہارا صداقت شعار اڈریس بہت دلچسپی کے ساتھ سنا جن ترقیون کا تمنے ذکر کیا ہے مین نے اونکے نمایان آثار ہر طرف یہان دیکھکر بہت خوش ہوا اور خداتعالی کا شکر تہ دل سے ادا کرتا ہون کہ اُسنے اپنے فضل و کرم سے میری عہد حکومت مین میری ریاست کے اس حصہ کے رعایا کو اسقدر خوش حال فرمایا اور اس خوش حالی کے ذرایع تم جیسے عہدہ داران ریاست بازکو گردانا مجھے تم سے قوی

امید ہے کہ تم اس ترقی کو اور آئندہ کوششون کو مقدمۃ الجیش سمجھوگے اور جہانتک ہوسکے رعایا کی صلاح و فلاح کے کامون مین اور زیادہ ترقی کرنے و کرانے کا کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کروگے۔

اے جہاجنان و باشندگان شہر گلبرگہ شریف۔

مین تمہارے اڈریس کو بھی بہت خوشی کے ساتھ لیتا ہون اور تمہارے حسن عقیدت کی بڑی قدر کرتا ہون مجھے اسکی سماعت سے بہت اطمینان ہوا کہ تم میری گورنمنٹ کے قوانین و انتظام کو نہایت سودمند سمجھتے ہو اور امن و آسایش سے اپنی اوقات بسر کرتے ہین۔

اے میرے ہونہار طلباے گلبرگہ شریف۔

مجھے تمہارے اڈریس کے سننے سے بھی بڑی خوشی حاصل ہوئی جیساکہ تم نے بیان کیا ہے۔ مجھے تم سے ایک خاص دلچسپی ہے کیونکہ تمہاری اس عمر مین عمدہ تعلیم ہونے سے آیندہ کے لئے میری ریاست کی بہبودی کی مجھے بہت بڑی امید ہے۔

اے میری عزیز رعایا اور وفادار عہدہ دارو۔

اس سال بارش کے کمی کے آثار اودھر اودھر راستہ مین دیکھکر مجھے بہت افسوس ہوا کہ غریب رعایا کو گرانی غلہ کی وجہ سے غالبًا تکلیف ہوگی مگر مین تمکو تشفی دلاتا ہون کہ مین اور میری گورنمنٹ اسباب سے بیخبر نہین ہین اپنے روانگی کے قبل مین نے غریب رعایا کو کام ملنے اور انکے کام سے بالآخر ریاست کو عام نفع ہونیکی غرض سے ذرایع آبپاشی کی تعمیر و مرمت جو طرف

شروع ہونیکی اجازت دیدی ہے اور خاص خاص مقامون مین متفرق سڑک وغیرہ بنانیکی تجاوینہ منظور کئے ہین کہ قلیل تنخواہ والے ملازمین کو بھی اضافہ حتی الامکان بطور امداد دیا جاتا ہے۔ محفوظ جنگلون مین اور خاص میرے شکارگاہون مین بھی زراعت کرنیوالے اور مویشی چرانیکی اجازت بھی حتی الوسع دیگئی ہے اور تمام ایسے امدادی کامونکے عام نگرانی کے لئے مسٹر ڈنلاپ جیسے تجربہ کار عہدہ دار متعین کئے گئے ہین اور انشاء اللہ تعالے حیدرآباد کو واپس گئے بعد میری توجہ اس خاص کام کیطرف پوری طور سے مائل رہیگی بہر حال مجھے امید قوی ہے کہ انشاء اللہ تعالی انسان سے جسقدر بدبختگامی کے تکالیف رفع ہوسکتے ہین انکے رفع کرنیمین اور جسقدر عام آسایش کے ذرایع مہیا کئے جاسکتے ہین انکے بہم پہونچانے مین بعونہ تعالی مجھے اور میرے عہدہ دارون سے کوئی کوتاہی ہرگز نہو گی ہم اپنے کوششون مین سرگرم رہینگے اور اونکے کوششون مین کامیاب ہونے کے لئے خدائتعالی کے فضل وکرم کے امیدوار رہین اور اسکے بزرگان دین سے مدد چاہتے ہین مجھے یقین کامل ہے کہ ہماری کوششین کبھی بیکار نہ ہونگے کیونکہ تمہارے اس متبرک شہر مین ایسے بڑے ولی اللہ کا مزار مقدس ہے جنکی زندہ ولی ایک عالم مین مشہور ہے اور جنکی تائید قلبی کا ہر اعلی وادنی امیدوار ہے حضرت خواجہ بندہ نواز قدس سرہ کبھی اپنے معتقدین کے خواہشات قلبی کو برلانے اور انکی دعائے دلی کو بارگاہ ایزدی مین مقبول کرانے سے باز نہ رہینگے جیسا ایک مطلع ہے۔

فیض گستر ہے خواجہ بندہ نواز
بندہ پرور ہے خواجہ بندہ نواز

۲۹ رمضان ۱۳۱۷ہجری روز چہارشنبہ ۔

یہ روز سعید روز عید سے بڑھکر تھا جسکو دیکھو مارے خوشی کے جامہ مین نہین
سماتا تھا وفور مسرت سے ہر شخص کی باچھین کھلی جاتی تھین اپنے آقائے نامدار کے
دیدار مبارک دیکھنے کی ادنی و اعلی سبکو یکسان خوشی تھی بلدہ مثل عروس نوبہار کے
آراستہ تھا۔ اسٹیشن حیدرآباد سے چومحلے اور ملک پیٹہ تک عجیب پرلطف سمان
نظر آتا تھا جابجا کمانین نہایت خوبی سے بنائی گئی تھین ۔ ہر جگہ روشنی کا انتظام
قابل دید تھا سڑکون پر دو طرف جھنڈیون اور بیرقونکی کثرت سے اور زیادہ رونق
ہوگئی تھی سیکڑون جگہ حضرت ظل سبحانی کی خیر مقدم کی تہنیت مین قطعے تاریخین
نہایت عمدہ خوشخط نصب تھین ۔ بلدہ عجیب پرلطف منظر بنا ہوا تھا جسکے دیکھنے
سے رعایا کی جان نثاری اور حضور پرنور خلد اللہ ملکہ کی ہر دل عزیز ہونیکا پرا ثبوت
ملتا تھا ۔

۲۹ رمضان ۱۳۱۷ھ روز چہارشنبہ کو تمام امیر امرا و عائد وغیرہ تین بجے سے
اسٹیشن حیدرآباد پر جمع ہوگئے ۔ ہر شخص حضرت ظل سبحانی کی تشریف آوری کا
منتظر کھڑا تھا ۔ ٹھیک چار بجے اعلیحضرت خلد اللہ ملکہ کی اسپیشل ٹرین داخل حیدرآباد
ہوئی ۔ شاہ عالیجاہ گاڑی سے برآمد ہوگئے ۔ ۲۱ ضرب توپین سلامی کی سر ہوئین
اسٹیشن کے پلیٹ فارم پر رعایا کی طرف سے اڈریس پیش کئے جانیکا انتظام ہوا تھا
عمدہ تکلف فرش پر دو طلائی کرسیان رکھی گئی تھین اور شاہ جمجاہ معہ شہزادہ
ولیعہد بہادر تشریف فرما ہوئے ۔ سب نے نذرین دین ۔ راجہ شیو لال ۔
موتی لال نے پھولون کے ہار پیش کئے ۔ رعایا کی طرف سے شیخ نعیم الدین صاحب نے

اعلیحضرت خلد اللہ ملکہ کی حضور مین یہ اڈریس پڑھکر سنایا ۔

اڈریس منجانب رعایای حیدرآباد

قطعہ

میر محبوب علیخان شاہِ ما | از سفر با فتح و شان آیدہمی
شاہ ماہ است و دکن ہست آسمان | ماہ سوے آسمان آیدہمی
قفل نصرت را پدید آمد کلید | گنج شوکت را نشان آیدہمی
طالع اہل دکن بیدار شد | ابر نیسان دُر فشان آیدہمی

اے ہمارے بادشاہ ظل اللہ ہم جان نثار رعایا جنکو حضور عالی نے بسا اوقات میری پیاری رعایا کے لقب سے یاد فرماکر معزز و مفتخر فرمایا ہے حضور عالی کے سفر نصرت اثر کے اختتام کے محمود و مسعود موقع پر بکمال ادب و تعظیم اون مسرت و انبساط کے جذبات کو ظاہر کرنیکی اجازت کے خواستگار ہین جو کہ ذات ہمایون کو اپنے درمیان پاکر ہمارے دلون مین جوش زن ہین ۔

قطعہ

آیا ہے موسم بہار بدلا ہے رنگ روزگار | ہے تر و تازہ برگ و بار ملک دکن ہے لالہ زار
خسرو کشور دکن آتے ہین جانب وطن | شکر خدای ذوالمنن آے ہمارے تاجدار
جھومتی آتی ہے صبا سبزہ ہے لہلہا رہا | نکلے لئے نئی ادا سرو و صنوبر و چنار
گل کے ہے زیب تن قبا غنچہ ہے مسکرا رہا | ہوگئی معتدل ہوا ابر کرم ہے قطرہ بار
نشۂ محبت مین چور گاتے ہین شاخ پر طیور | نغمۂ مدحت حضور مل کے خوشی سے بار بار

دور خسران کا جا چکا اب ہی عمل بہار کا	تشکر جناب کبریا آئے دکن کے شہریار
فضل خدا سے ذوالجلال شہ کا ہے شریک حال	شہ کے عدو ہوں پائمال شاد ہوں جان نثار

آئے ہمارے شہریار گر دون رکاب حضور عالی کا اپنے دارالسلطنت سے باہر تشریف لیجانا گو وہ ایک قلیل مدت ہی کے لئے کیوں نہو مگر ہم خانہ زادوں کے لئے موجب اضطراب تھا کیونکہ ہم جان نثاروں کے جوش جان نثاری کا یہ تقاضا ہے کہ ہر وقت اپنے آقائے رعیت پناہ کی جلو مین وفادارانہ ثابت قدم رہین اسلئے سایۂ عاطفت سے ہمکو ایک روز کی دوری بھی سخت ناگوار تھی گو پیر و مرشد نے جس مسعود سالگرہ مبارک کے جلوس بانچ ماہ مین ہم غلاموں کو زبان الہام بیان سے دعوت نواب ولیسرائے بہادر کشور ہند کی نسبت اطمینان فرما دیا تھا تاہم اس چند روزہ دوری کو بھی ہم غلام اپنے لئے بیچین کرنے والی سمجھکے حضور عالی سے بوقت عزم کلکتہ بذریعہ عرائض التماس کرنیکی جرأت کی تھی کہ ہم کو بھی ہمرکاب رہنے کی عزت عطا فرمائے جائے لیکن حضور عالی نے از راہ ہواہب خسروانہ نہایت شفقت آمیز اور مرثت وہ الفاظ مین ہم خانہ زادوں کو شرف فہمایش صدور فرمایا کہ مین تمہاری اس عقیدتمندانہ درخواست کی قدر کرتا ہوں بالفعل تمہارے ساتھ چلنے کی ضرورت نہین پائی جاتی اسلئے بفحوائے الامر فوق الادب - ہم غلاموں نے سکوت اختیار کیا مگر ہم خانہ زادوں کی آنکھین ادہر ہی لگی ہوی تھین اور ہم کمال اشتیاق کے ساتھ بصحت و عافیت حضور کی مراجعت فرمائی کے منتظر تھے -

حضور عالی کا ہم جان نثاروں کے مجمع مین اسوقت تشریف فرما ہونا ایسا ہے کہ

تشریح کا حکم رکھتا ہے ہمارے دلون کے پژمردہ اور مرجھاے ہوے پودے
اس زندگی بخش ابر کرم کے چھینٹون سے تر و تازہ ہو گئے ہین اور آج جوش مسرت
اور اطمینان کے پھل لدے ہوے پائی جاتی ہین ہم خانہ زادان نہایت اشتیاق
کیساتھ چشم براہ ہو کر حضور عالی کی سلامتی اور عافیت کے منتظر رہے ہین اور جو
خبرین کہ وقتاً فوقتاً ہم غلامونکو اوس نشاط و اطمینان قلبی کے متعلق ہوتے رہے ہین
اونکین سنکر ہم غلامون کو جو مسرت اور شادمانی ہوئی اوسکا اندازہ بیان سے
باہر ہے —

اے ہمارے آقا سے نامدار آپکے ظل ہمایون کی دوری مین صرف وہ وقت
ہم غلامون کو مسرت بخش گذرا جبکہ جنٹے پرورشٹ کا وہ اطمینان بخش جواب آپنے
نواب ویسراے بہادر ہند پٹیالہ جسکا ہر لفظ لاقیمت دکوہر ہے بہادر دلی دوستی
سرکارین سے ملوا اور تمام ہندوستان کو نور وفا سے منور کرنیکی الاتہا جسکے انتر وفا
شعار نے باوجود بعد ہمارے جوش غلامی کو وہ چند کردیا اور آپکے ہر خزدام کے
دل و زبان سے نعرہ جوش و صداے احسنت بلند ہوئی حضور عالی نے نواب ویسراے
بہادر کشور ہند کے اسپیچ کے جواب مین زبان الہام نشان سے تقریر فرماتے وقت
یہ بیان فرمایا کہ حضور کو ملکہ عالیہ قیصر ہند کے ساتھ جو مخلصانہ اتحاد موروثی ہے وہ تین
چیزون پر مشتمل ہے یعنے حضور کا خزانہ اور فوج اور حضور کی ذاتی تلوار ہم خانہ زادونکو
یقین واثق ہے حضور عالی کو یہ بیان کرتے وقت پورا اطمینان تھا کہ جب امداد کا
حضور نے وعدہ فرمایا اوسمین حصہ لینے کے لئے ہم خانہ زاد رعایا ہر طرح سے
شامل و آمادہ ہین اور ہم مین سے ہر شخص اس مقصد کی تکمیل کے لئے پوری طرح پر

حاضر ہے کیونکہ پیر و مرشد کا مقصد ہمارا مقصد ہے۔ پیر و مرشد کی خوشی مین ہماری
خوشی شامل ہے اور ہماری جانین پیر و مرشد کی ملک ہین۔

ہم خانہ زاد ونکو گوارہ نہین کہ اب حضور عالی یہان زیادہ توقف فرمانے کی
زحمت برداشت فرمائین لیکن اسقدر ہم اور عرض کرنیکی جسارت کرتے ہین کہ
حضور عالی کو اپنے دار السلطنت مین واپس تشریف فرما ہونے کا خیر مقدم کہنے کے
ساتھ ہماری یہ دعا ہے کہ خداوند جل و علا حضور عالی کے عہد حکومت کو امتداد امن
کامرانی اور فلاح کی برکتون سے الا مال کرے اور اپنے ربانی خزانہ کی بے بہا
دولت کا ابر حضور پر برسائے۔ آمین ثم آمین۔

قطعہ

آصف عالی مقام پہنچے ہین آکر وطن — آج تو جتنا ہو خوش ہے تجھے زیبا دکن
تو ہے چمن کے مثال حضرت آصف ہین سرو — سرو خرامان چلا آتا ہے سوئے چمن
کہتے تجھے انجمن حضرت آصف کو شمع — آج ہوئی شمع پھر زیب دہ انجمن
لکھتے تجھے تن اگر جانئے آصف کو جان — جمع ہوئے ہین بہم بار دگر جان و تن
آنے سے تیرے شہا آج ہی گھر گھر خوشی — جوش مسرت سے ہین پیر و جوان نعرہ زن
سر سے جو اوٹھی بلند موج و سرور و نشاط — صفحہ ہستی سے محو ہوگئے رنج و محن
رایت فتح و ظفر مژدہ جنبان ہے آج — شوکت و فر کا ہما شہ پہ ہے پر تو فگن

قطعہ

شاہا اساس ملک تو استوار باد — عمر تو ہمچو دور فلک پایدار باد
ہر آرزو کہ در دل اندیشہ بگذرد — ہمچون عروس ملک ترا در کنار باد

آمین آمین آمین۔

اسکے بعد ہمارے آقاے ولینعمت خلد اللہ ملکہ نے زبان مبارک سے نہایت دلپذیر تقریر ارشاد فرمائی۔

اسپیچ اعلیحضرت خلد اللہ ملکہ

بمقام ریلوے اسٹیشن حیدرآباد

میری عزیز رعایا اور وفادار دوستو۔

میرے سفر سے خیر خوبی کے ساتھ واپس آنیکی نسبت تمکو خوشیان مناتے ہوے دیکھکر میرے دل سے بے تحاشہ یہی دعا نکلتی ہے کہ خداتعالے اپنے فضل و کرم سے تمکو اسیطرح ہمیشہ خوش دیکھنے کی خوشی مجھے عطا کرتا رہے۔

اس موقع پر شاید تمکو اس بات کے سننے سے بھی خوشی ہوگی کہ نواب ویسرائے بہادر نے خاص طور سے اور باشندگان کلکتہ نے عام طور سے میری خاطر و مدارات اور میری آسایش و سیر کا کوئی دقیقہ اُٹھا نہ رکھا اور مین اس سیر و سیاحت سے بہت مسرور و محظوظ ہوا۔

میرے سفر کلکتہ کے متعلق تمہارے ابتدائی اضطراب و اندیشہ نے مجھپر بخوبی ظاہر کیا۔ کہ تمکو میرے ساتھ کیسی کمال درجہ کی محبت و عقیدت ہے کیونکہ یہہ محبت کا خاصہ ہے کہ اپنے محبوب کی نسبت ذری ذری بات بھی بہت بڑی سمجھی جاتی ہے اگرچہ تمہارا اضطراب و اندیشہ تمہاری صداقت و وفاشعاری کو عملی طور سے مجھے بخوبی جتایا تھا۔ بازہم یہ اندیشہ تمہارا کوئی صحیح نہ تھا۔ اسکو دفع

کرنے کے لئے مین نے باغ عامہ مین اپنے سفر کا ذکر چھیڑ کر تمکو اطمینان دلایا تھا کہ یہ محض دعوت و مدارات مروت و اخلاق کی بات نتھی - اب تمہارے اڈریس سے واضح ہے کہ تمنے ٹھیک طور سے معلوم کرلیا ہے کہ میرے سفر کا مآل کیا تھا میری بڑی خواہش تھی کہ مین بطور خود سلطنت برطانیہ کے ساتہ اپنی تاریخی وفاداری کا اظہار نہ صرف عملاً کرون - بلکہ علانیہ تقریراً بھی ایسے مقام وموقع پر کرون کہ اسکی شہرت دور دور تک ہونیکی وجہ سے میری دوست گورنمنٹ کی تائید چوطرف سے ہوتی رہے - عالیجناب ملکہ عالیہ سلمہا اللہ تعالی کے ساتہ میرا موروثی اتحاد جو ہمیشہ رہا (اور انشاء اللہ تعالی آیندہ بھی روز افزون رہیگا) اوسکا اقتضا یہی تھا جبکہ برطانیہ کو آفریقہ مین اپنے رعایا کی حفاظت کیلئے شر وفساد مٹانا ضرور ہے - ایسے موقع مین جسقدر ہوسکے مین اقوال وافعال سے سلطنت برطانیہ کو پوری کمک دینے پر اپنی آمادگی ومستعدی علانیہ ظاہر کرون سچا دوست وہی ہے جو وقت پر کام آئے - مین بہت خوش ہوا کہ تم بھی اسکو اچھی طور سے پاگئے ہو - اور اپنے اڈریس مین میری اسپیچ کلکتہ کا ذکر کرکے تمنے نہایت صداقت شعاری کے ساتہ بیان کیا ہے - کہ جس امداد کا مین نے وعدہ کیا تھا اوسمین تم اپنا حصہ لینے کے لئے بالکل تیار و آمادہ ہو - مجھے تم سے یہی امید تھی (اور ہے) کہ تم میرے ساتہ ہر امر مین شریک رہوگے - میرے مقصد کو اپنا مقصد سمجھوگے - اور میری خوشی کو اپنی خوشی مین - تمہارے اسبات کی بڑی قدر کرتا ہون اور تمکو یقین دلاتا ہون کہ جیسے وفادارانہ خیالات تم میری نسبت رکھتے ہو - ویسے ہی محبانہ خیالات مجھے

تمھارے نسبت ہین اور ہمیشہ رہینگے تمھاری آسایش و عام بہبودی اور ہر حال مین تمھاری خوشی مجھے ہمیشہ بدل منظور رہیگی ۔

قطعۂ آصف

اے میرے خیر خواہ رعایای جان نثار
مین خوش ہوا اور ایک زمانیکو ہے خوشی
مین کیا کہون کہ کیسی مدارات میری کی
دعوت مین رات کے تھے شہر مین جھاڑ کنول
جو لطف و لیسرا سے ملکے مجھے ہوا
ہمکو ہمین گے یاد یہ مہمان نوازیان
جا جا کے سیر گاہونکی مین نے جو سیر کی
بنگال و بمبئی کے گورنر بھی تھے وطن
جیسا ہون دوست دولت برطانیہ کا مین
کلکت و لیسرا کے دم سے ہی فیضیاب
ہوتی ہے قدر کان جواہر سے کوہ کی
چھلتی نہین کسی کی محبت کسیکے ساتھ
ہوتی ہر ایک کی بھی دعا دل سے مستجاب
بعد خزان بہار کا آنا ضرور ہے

مجھکو ہوا تحمل بھی مبارک ہو یہہ سفر
دعوت جو وليسرا نے کی میری خوبتر
اعزاز و آبرو کا کیا پاس کس قدر
ہر سال سے زیادہ یہ جلسہ تھا روشن پر
اس کیفیت کے لکھنے کو زیبا ہی صرف زر
کب ایسا میزبان ہو فراموش عمر بھر
میرے گمان سے لطف ملا مجھکو بیشتر
اونسے ملا وہ دونون ہین خوش خلق و نامور
میری زبان سے میرے قلم سے ہی مشتہر
رونق پذیر شہر ہے آباد گھر کے گھر
کچھ قدر سحر کی نہین جسمین نہ ہو گہر
ہر ایک کے ہی دیدہ و دل پر نہ مجھے نظر
لا کہون دعائین جب ہون تو کیونکر نہو اثر
میری مراجعت سے نہ کیون خوش ہو شہر

آصف کی یہ دعا ہے رعیت میری رہے
خوشحال و خوش معاش و خوش اطوار و خوش سیر

پھر سواری مبارک بڑے تزک و احتشام سے شہر کو روانہ ہوئی باڈی گارڈ کا رسالہ اور تمام ملٹری افسران فل ڈریس میں حضرت ظل سبحانی کے جوکڑی کے جلو میں تھے ۔ یہ جلوس اور شان و شوکت دیکھکر فرط خوشی سے ہر شخص کی زبان پہ یہ شعر جاری تھا ۔ ؎

تم سلامت رہو ہزار برس	ہر برس کے ہوں دن پچاس ہزار

الغرض سواری مبارک بصد کروفر محلے مبارک میں داخل ہوئی ۔
شب کو کثرت روشنی سے حیدرآباد اک بقعۂ نور نظر آتا تھا ہجوم خلائق سے شانے سے شانہ چھلتا تھا راستہ بمشکل ملتا تھا ۔
سبحان اللہ کیا روز سعید تھا جسکی نظیر حیدرآباد کی تاریخ میں ملنا غیر ممکن ہے ۔ اللہ جلشانہ ہمارے آقائے ولینعمت اعلیحضرت حضور پرنور خلد اللہ ملکہ اور پرنس ولیعہد بہادر دام اقبالہ کو باین شان و شوکت ہمیشہ قائم رکھے اور ان کے عمر و دولت و حشمت میں دن دونی رات چوگنی ترقی ہو ۔

این دعا از من و ز جملہ جہان می آید

چونکہ نواب مدارالمہام بہادر سرکار عالی دام اقبالہ کلکتہ کے سفر میں حضور پرنور خلد اللہ ملکہ کی ہمرکاب تشریف لیگئے تھے بدینوجہ تا واپسی نواب ممدوح ۔ مہاراجہ کشن پرشاد بہادر وزیر افواج آصفی منصرم مدارالمہام ہے اور نہایت عمدگی سے اس خدمت کو انجام دیا ۔ کالی کے اسٹیشن پر اللہ جلشانہ نے ہمارے آقا ولینعمت کی اسپیشل کو میل ٹرین کی تصادم سے محفوظ رکھا ۔ وجہ یہ ہوئی کہ ایک میل ٹرین دو منٹ سے خلاص ہو کر سٹری پر آگئی جسپر اعلیحضرت خلد اللہ ملکہ کی اسپشل کھڑی تھی ۔ مگر ڈرائیور کی کوشش سے میل ٹرین گاڑی اسپیشل سے دس قدم کے فاصلے پر روک لی گئی ۔ حافظ حقیقی ہمیشہ ہمارے آقا نامدار کو ہر بلا اور آفت سے اسیطرح محفوظ رکھے
آمین ثم آمین

خاکسار محمد عبداللہ خان ضیغم

مبارکباد و تواریخ عالیجناب راجہ راجایان مہاراجہ پیشکار بہادر وزیر افواج سرکار عالی تلمیذ حضرت آصف خلد اللہ ملکہ

قدوم شاہ تجھے اے دکن مبارک ہو — یہ سرفرازی فخر زمن مبارک ہو

چہک کے کہتی ہے گلشن میں عندلیب چمن — دکن کو شاہ نے مجھے یہ چمن مبارک ہو

ادھر بسنت کی آمد ادھر ہے آمد شہ — بہار باغ کو شہ کو دکن مبارک ہو

چمن کو نغمۂ بلبل ہو سرو کو قمری — بہار گلشن و سرو و سمن مبارک ہو

دکن میں سکہ آصف ہی جب تلک جاری — الٰہی ملک کو اوسکے چلن مبارک ہو

سرور و عیش ہمیشہ ہوں میمنت شہ کو — عدوے شاہ کو رنج و محن مبارک ہو

حضور آئے رعیت دکن کی ہے شادان — سفر سے آئے قیام دکن مبارک ہو

مدد ہو پنجتن و چار یار کی دائم — حضور آپکو یہ نورتن مبارک ہو

عنایت شہ آصف ہے شاد کو حاصل — حضور کو کرم ذو المنن مبارک ہو

تواریخ

جو آکے گلگشت حضرت آصف — با نشاط اور با سرور آئے

خیر مقدم کی غرض کی تاریخ — با مراد دلی حضور آئے

ایضاً

سفر سے با فر و شادمانی — دکن میں شاہ نظام آئے ١٣

کہا یہ تاریخ سال آمد — حضور عالی مقام آئے

ایضاً

ہمراہ شاہ دکن آئے آج — ولیعہد جم مرتبت نوجوان ١٣

نئے سال تاریخ پر نور شاد — لکھو نور چشم خدیو جہان

ایضاً

للہ الحمد آئے بعد سفر — قدوۂ سو شان ذکا آمد ١٣

سنہ میمنت لکھواے شاد
زبدۂ مومنان نظام الملک

ایضاً

چو شد رونق افروز بلدہ نظام
بدو آمد امروز جام دکن ۱۳۱۷

چہ خوش سال تاریخ گفتم شاد
عزیز خلایق نظام دکن

ایضاً

آمدی خوش نظام سفر فر
از سفر با ہزار جاہ و جلال

شاد و شاد السنت جملہ خلق دکن
خوش نظام آمدید گفتیم سال ۱۳۱۷

اعلیحضرت حضور آصف جاہ
زمین منصور اسے خدا دایم

سال آمد کہی یہ فصلی مین
دولت عبیر تا ابد قایم ۱۳۰۹ ف

رباعی

از سفر آمد چو آصف شاد شاد
شاد بہرو شادمان و بامراد

شاد این مصرعہ دعائیہ بگفت
کشور شاہ دکن آباد باد

عالیجناب راجہ راجان مہاراج آصف نواز ونت راجہ مرلی منوہر بہادر صاحب مہاراجہ صاحب کا عالی

آئے حضور بلدہ مین اک دھوم دھام ہے
کیا خوب روشنی سے بڑا انتظام ہے

فرطِ خوشی سے مست ہراک خاص و عام ہے ۱۳۱۷
منہ سے لگا ہوا سے عشرت کا جام ہے

شاداب ہے شگفتہ ہے کیا گلشن دکن
باغِ بہشت سے نہیں اسمین کلام ہے

ہان ساقیا پلاوے مے مدحتِ نظام
ہمکو تو اوس کے پینے کی عادت مدام ہے

مشہور خلق ہے یہ سخاوت حضور کی
معدوم اب جہان سے حاتم کا نام ہے

لطف و کرم مین خلق مین انصاف و عدل مین
بے مثل و بے عدیل یہ شاہ نظام ہے

کلکتہ سے حضور جو تشریف لائے مین
مسرور و شاد آج رعایا تمام ہے

تعریف مین کسکی ہم اشعار کیا لکھین
ہمکو تو اپنے شاہ کی مدحت سے کام ہے

مانند خضر آصف سادس کی عمر ہو
رفعت دعا ہماری یہی صبح شام ہے

ضیغم۔ خاکسار محمد عبد اللہ خان دادا آنریبل نواب بشیر الامرا مرحوم بانی جلسہ مشاعرہ

روز افزون ہے تری شوکت شاہی کیسی
شامل حال ہے تائید الٰہی کیسی

آمد شاہ کی کیا دھوم ہے اللہ اللہ
ہے رعایا کو خوشی نا متناہی کیسی

دیکھنے کے لئے مخلوق ہے اُمڈی آتی
بھیڑ سے بھیڑ ہے ہر سمت الٰہی کیسی

جان سے بڑھکے نہ کیون شہ کو رعایا سمجھے
قدر تلوار کی کرتے ہین سپاہی کیسی

چاند سا چہرۂ پر نور نظر جب آیا
صدقے ہونیکو طبیعت مری چاہی کیسی

تو سلامت رہے با عز و وقار اے آصف
زیب دیتی ہے تجھے مسند شاہی کیسی

کوکب عدل ترے عہد مین چمکا کیسا
ظلم و بدعت کی ہوی دور سیاہی کیسی

کیون نہ اقبال مین دولت مین ترقی ہو مدام
تجھپہ ہے رحمت حق نا متناہی کیسی

تو علو العزم ہے ثابت یہ ہوا کرزن پہ
شان و شوکت نے تری دی ہے گواہی کیسی

لب پہ آیا نہ ذرا شکوۂ بدعہدئ غیر
تو نے دشمن سے بھی کی اللہ نباہی کیسی

غیب کی مار پڑیگی ترے بدخواہون پر
دیکھنا آئیگی اک روز تباہی کیسی

وہ ترا رعب ہے اے شاہ کہ تیرے آگے
آنکھ اُٹھتی ہی نہین شوخ نگاہی کیسی

تیرے ہی واسطے شایان ہے یہ آصفجاہی
ہے ترے رخ سے عیان شان الٰہی کیسی

بادۂ مدحت آصف سے ہین ہون مست مدام
جانتا ہی نہین ہوتی ہے جماہی کیسی

نظر لطف ہو اے شاہ دکن ضیغم پر
واجب الرحم ہے گھیری ہے تباہی کیسی

از جناب حبیب صاحب کنتوری

نکیون نا امید لیکر ساز عشرت یان حضور آئے ۔ مبارکباد گاتے جنت الماوی سے حور آئے

نظام الملک آصفجاہ سادس کو زمانہ مین ۔ جو دن آئے تو مثل عید و نوروز السرور آئے

ہوئے کلکتہ مین حضرت وزیر ہند کی مہمان ۔ افق تک مہر سان طے کرکے جلدی راہ دور آئے

لگائین کیون نہ مردم خاک پائی شاہ آنکھون سے ۔ منور کرکے عالم ہر نظر مین شکل نور آئے

دعا یہ ہے حبیب مدح خوان کی رات دن حق سے ۔ قدوم شہ کے نیچے فرق ارباب غرور آئے

مسیحی سال نو اقبال کو خادم بنا لایا ۔ یہی کہتے ہوئے آپس مین سب اہل شعور آئے

نہین باقی سیہ رو (جائے ادبار) اس قلمرو مین ۔ سنالا اوسکو بیت السلطنت مین جب حضور آئے

۱۹۰۰ء

مائل - جناب ڈاکٹر احمد حسین صاحب

قطعہ تاریخ

کلکتہ کی سیر کرکے مائل ۔ سلطان فلک مقام آیا

نظرین کہتے ہین دیکھا یدل ۔ گلبرگہ کو وہ نظام آیا

۱۳۱۷ھ

ایضاً

جمال شاہ سے گلبرگہ کا ہر ذرہ چمکتا ہے ۔ بلائین دور سے لے طور یہ ہے وہ تجلی گاہ

ادب دل مین و عالب بسنے گھر گھر خوشی گھر گھر ۔ یہی شہرا یہی چرچا ہے کلکتہ سے آئے شاہ

زیارت کے لئے آصف یہان تشریف لائے ہین ۔ کہ گلبرگہ کے اک گنبد مین ہے خواجہ سا حق آگاہ

عجب کیا گر کرین بندہ نواز آئینہ ہر لکو ۔ نظر آتے ہی چمکے برق کے مانند برگ گاہ

گل گلزار وحدت سے نکلے ہر انسان مہک اوٹھے
سراپا مین ہو رنگ لاالہ بو سے الا اللہ

یہ وصف پاک خواجہ سنکے میری شعر سے اہل
سخندانون کے دل ہاتھون مین پکڑ لیوین لیے نکلے آہ

سخندان قدردان شیرین بیان شیرین زبان آصف
تعجب کیا عجب کیا گر صلہ دے مجکو خاطر خواہ

سواری بادشہ کی روز شنبہ وقت عصر آئی
حضور آتے ہی یہی ثابت ہوا منزل سے نکلا ماہ

سلام عہدہ داران روزہ داران لیکو عزت دی
جبین خوش خوش ہین شہ کو خضر کی عمر دے اللہ

یہ میرا مرغ دل صدقے کا طائر بنکے اوڑ جائے
میری نظرین تصدق ہون میری آنکھین ہون فرش راہ

مجھے ہے چارم ماہ مبارک عید سے بہتر
کہی تاریخ آج آئے نظام الملک آصفجاہ

۱۳۱۴ھ

قطعہ

اہل گلبرگہ پہ اب پڑتی ہین شہ کی آنکھین
کیون نہ قربان ہو اک اک کی نظر آنکھون پر

ہے یہی زمزمہ ہر ہر کی زبان پہ آئل
قدم حضرت آصف مرے سر آنکھون پر

ایضاً

تار و پود نظر حور و پری فرش مین ہو
آصف وقت سلیمان زمن آتے ہین

سیلیے گلبرگہ مین جنت کا چمن یا اللہ
میر محبوب علی شاہ زمن آتے ہین

ترکی قصیدہ فارسی از جناب عالیشان ضیا صاحب امیر الشعرائی ہند خطاب یافتہ از گورنر جنرل ہند لارڈ میو صاحب بہادر منصبدار علاقہ دیوانی

در آ در آ بتن ای جان کہ یار باز آمد
بیا بیا کہ ببالین نگار باز آمد

گرہ ز چین گیسوے مشکین یار بکشاد است
کہ بوے نافۂ مشک تتار باز آمد

بشوق نغمہ کہ بر شاخ گل ز بلبل
کہ جانب چمن آن گلعذار باز آمد

شکیب جان حزینم نموده رنجه قدم — قرار بخش دل بی‌قرار باز آمد

مطلع ثانی

بباغ ملک دکن نو بهار باز آمد — بشاخهای کهن برگ و بار باز آمد

بکوچه کوچه بگوید سروش از عشرت — که از سفر شه والاتبار باز آمد

بچشم منتظر پاسبان سرمهٔ طور — غبار توسن آن شهسوار باز آمد

سزد رود که سلیمان برای استقبال — از آنکه آصف گردون وقار باز آمد

بخانه خانه نباشد چگونه آرایش — چرا که زینت ده این دیار باز آمد

شهی که جانب کلکته رفته بود امروز — بفتح با سپه بی‌شمار باز آمد

هزار مدح گرفته ز قیصر لندن — نظام ملک بصد افتخار باز آمد

ز هند خسرو دوران مراجعت کرده است — که ماه مصر بکنعان دیار باز آمد

گشاده باد ایام از طرب آغوش — که دولت ابدی در کنار باز آمد

ز سیر هند بیا نشسته تهمتن وش — هژبر جسته که از مرغزار باز آمد

باوج چرخ بنازد همی زمین دکن — بتخت خود که شه نامدار باز آمد

شنیده تا خبر مقدمش من مضطر — قرار با دل سیماب وار باز آمد

بیا بیا که روانی ز کالبد رفته — بپای بوس تو ای شهریار باز آمد

درون بزم من از مقدم تو در گردش — پیاله‌های می خوشگوار باز آمد

خیام خویش زدی تا میان گلبرگه — بهار در چمن روزگار باز آمد

بگو چه گوید شکیب مبارکباد
بخانه خانه بگو شهریار باز آمد

گرامی جناب شیخ غلام قادر ضا شاعر خاص حضوری۔

بر اوج چرخ بخند ای دکن که شاه رسید — در آ برقص طرب ای فلک که ماه رسید

زمانه گفت فلک را که چیست قصد نشاط — ستاره گفت که آصف به تختگاه رسید

نگاه کن که بهشت است این بآن گوید — بیا بیا که ولیعهد بادشاه رسید

چه روز خوش چه مبارک سحر بود که اثر — بدست بوس دعاهای صبحگاه رسید

هزار شکر ز کلکته در دکن امروز — ستاره مرتبه شاه جهان پناه رسید

بآرزوی قدمبوس پیر مرشد خویش — حریف میکده و شیخ بارگاه رسید

بدست عقل عنان ادب نگهداریم — ز بیم بوسه رکابش بهر راه رسید

ز علم و فضل شهنشاه نکته سنج مپرس — که نکته تا ته آگاهیش گواه رسید

ز دولتی مضمون نظم و نثر نظام — بگوش چرخ فلک شور واه واه رسید

دلی نماند گرفتار آه در عهدش — مگر بزلف بتان پیچ و تاب آه رسید

قدح کشیم و ز شاخ امید گل چینیم — که سرنگون شده حاسد بقعر چاه رسید

بجان مدعی افسوس خورد خوشی بیش — همان رسید که از برق با گیاه رسید

ز بخت و دولت ما بندگان چه میپرسی — کلاه گوشه ما تا باوج ماه رسید

بقالب تن بیجان ما روان دگر — ز آمد آمد محبوب کجکلاه رسید

خدایگانا جم جا گرامستم سوزا — منم اسیر نگاهی که گاه گاه رسید

تصرفت نظرت خاک را کند اکسیر
نظر بحالِ گرامی که دادخواه رسید

قصیدهٔ فارسی از جناب محمد عبد الواجد صاحب ضیا فرزند و تلمیذ مولانا محمد عبد العلی صاحب خضا والا مرحوم مدرس اول فارسی سٹی ہائی اسکول تیہرگٹی۔

خزان برفت چو شاه ستوده کار آمد — ہزار مژده بباغ دکن بهار آمد

نسیم صبح بصد عز و افتخار آمد — که سوی کشور خود شاه کامگار آمد

بصد هزار نوا طوطی و هزار آمد — که بادشاه فلک قدر و نامدار آمد

فلک هم از ره انصاف و حق گذار آمد — محب قیصره محبوب باوقار آمد

عدوی شاه بگیتی حقیر و خوار آمد — که شاه با همه اعزاز و افتخار آمد

دکن بناز که سوی تو شهریار آمد — فلک ببال که سلطان اقتدار آمد

ز فوز او بجهان و بجان قرار آمد — دعای پاک دلان زمان بکار آمد

بیار باده تو ای ساقی بهشتی روی — که جام باده ز دست تو خوشگوار آمد

رسید شاه ز کلکته خوشدل و خرم — برای اهل دکن عیش بی شمار آمد

شه است رحمت باری و کشت زار دکن — خوشا که رحمت حق سوی کشت زار آمد

بزرگ مرتبه گردید نامور بجهان — که حشم ملک نظل خدا دوچار آمد

چگونه مدح سرای چنین شهی نشوم — اساس ملک ازین شاه استوار آمد

زهی بزرگ نژادی که از نهایت عزم — جهان ستان جهانگیر و بختیار آمد

چو او نخاسته یک شهریار دانشمند — نه مثل او بجهان هیچ تاجدار آمد

زمانه خرم و شادان شود ازین مژده — شنیده ام که ز او دستند او برار آمد

قرار از دل اهل وطن جدا بوده — ولی چو شاه رسیده دگر قرار آمد

برای خیر سگالان دو عید پیدا شد
چو عید با شه ذیجاه کامگار آمد

دکن چو باغ بود شه چو بلبل خوشگوی
بسوی باغ دکن گوئیا هزار آمد

چو شاه باز سیاحت مراجعت فرمود
امید رفته احباب در کنار آمد

به عقد و سلک ثریا بصد هزار خلوص
فلک بروی زمین از پی نثار آمد

بیار باده بلا انتظار ای ساقی
که آنچه مقصد ما بد بانتظار آمد

شه نظام نژاد و شه نظام نهاد
بصد وقار برفت و بصد وقار آمد

زمانه گفت بیا زود شه ولیعهدش
ستاره در بر مهتاب تا بدار آمد

بناز ملک که آن کوکب سعید رسید
بناز تخت که این صاحب اختیار آمد

بتخت خویش دگر باره با مسرت و عیش
حلیم و عادل و ذیجاه و هوشیار آمد

بیار باده گلرنگ ساقیا امشب
که دور دور نشاط است و هم نگار آمد

بهر طرف که نظر میکنم همه عیش است
ز هر کنار بگوشم رسد بهار آمد

مسرتی بدل آورد عهد خوش فرجام
که شاهزاده بشاه جهان تبار آمد

جهان عدل و سخای وقار ملک رسید
محب دولت و قوم و نکو شعار آمد

چو ابر آب فشانند بر سر راهش
که راه نیز چو آئینه بی غبار آمد

ز روشنی و چراغان بی حساب شمار
فلک بآتش رشک حسود نزار آمد

ز لارڈ کرزن جهان نواز عدل شعار
براه معدلت و فضل روزگار آمد

چو شاه جانب باغ دکن رسید بعیش
نهال عیش ز الطاف حق ببار آمد

بهر کجا که بد اندیشه بود در عالم
برنگ خاطر خصمان او فگار آمد

ز فیض مدحت شاه است اینکه میگویند
که شعر من همه شیرین و آبدار آمد

ورین چکامه ز اشعار غالب دهلی / که ملک شعر و سخن را بزرگوار آمد

روا بود که کنم درج زانکه آن ابیات / بجا بمدحت این شاه کامگار آمد

به تیغ و گنج بود کارساز دشمن و دوست / همین اوست که یاری ده بسیار آمد

زهی بملک ستانی سکندر ثانی / که گوهرت شرف دوده و تبار آمد

چو مدح شاه نوشته نمیشود واجد / قلم ز خجلت این عجز شرمسار آمد

دعای شاه بود کار اهل عالم و بس / بشکل دست برای همین چنار آمد

دعای شاه بصد سوز و صدق میگوید / ولی نه درخور آن بنده خاکسار آمد

اگرچه لائق آن نیستم ولی گویم / دعای بنده ترا بهترین حصار آمد

خدا بشاه دهد عمر خضر و جاه کیان / اساس ملک ازین شاه پایدار آمد

بیا بمحفل شاه و بخوان قصیده تو / که واجد اگه عیش در کنار آمد

ز قدردانی شاه و ز کوشش ضیغم / ازین مشاعره آبی بروی کار آمد

چگونه یاد نماند بصفحه ادوار / چنین مشاعره کز لطف بیشکار آمد

زائر قصیده فارسی از جناب حاجی احمد حسین صاحب سابق تحصیلدار حال وظیفه خوار ساکن جهنجلگوره

هزار مژده بباغ دکن بهار آمد / ازین بهار گل خرمی ببار آمد

دمید صبح سعادت چو عید ماه صیام / سرور و سور بهر ملک و هر دیار آمد

رسید مژده درین روزهای عشرت خیز / دو عید فرخ و فرخنده آشکار آمد

یکیست عید صیام و دگر بود عیدی / که عید ما همه بر مقدمش نثار آمد

چه عید عید مبارک پس از سفر بظفر / بملک خویش ز کلکته شهریار آمد

جهان ببان سپهر و دکن چو برج شرف | بدین سبب رخ شرف شاه مهروار آمد
بحکم آنکه سفر را نتیجه از ظفر است | ازین سفر چه کالبش ظفر نثار آمد
خوشا سفر که برآنحضرت رعیت او | چو قول حضرت ممدوح سازگار آمد
بماه روزه شب قدر گرچه نهان است | برون آمدن شاه آشکار آمد
شد از مراجعت شاه شاد هر یک کس | چو قول شاه پس از مهرگان بهار آمد
شنیدم از پی کسب شرف بدرگاهش | دو دار و دولت و اقبال و اقتدار آمد
جوی چو خاک درش بهای آن افزون | هزار بار ز لولوی شاهوار آمد
نظام ملک سلیمان سریر آصف جاه | که دیو حادثه از هیبتش فرار آمد
کشیده غاشیه بر دوش آسمان هلال | که شخص همت او بر فلک سوار آمد
سپاس نعمت او فرض هست بر همه جا | پس از فریضه اگر شکر کردگار آمد
سماک او نرسد ظلمت فتور از آنکه | ز رای روشن او گرد آن حصار آمد
شکفتگی رخ او بوقت زرپاشی | بسا خوشست بفصل خزان بهار آمد
زهی رفیع مکانی که با همه رفعت | فلک بظل حصار تو بنده وار آمد
همیشه مهر نهد سر بر آستانهٔ تو | که اوج چرخ ز قصر تو مستعار آمد
نظام ملک توئی و امام شرع توئی | که ملک و شرع ز دست تو پایدار آمد
بغیر رای تو چون کار شرع پیش نرفت | لشرع رای رزین تو پیشکار آمد
بحار را گفت آمد آنچنان نسبت | چنانکه نسبت یک قطره با بحار آمد

مطلع

زر و گهر ز سخای تو سبله وقار آمد | گل و بهار ز خلق تو شرمسار آمد

همیشه فرض بود شکر بخشش تو ازانکه
ز فیض بخشش تو شکر کردگار آمد

به پیش عزم تو افلاک را سکون باشد
به پیش حزم تو اطباق را مدار آمد

بغور قدر تو اوهام مستهام بود
بفکر بذل تو افکار مستعار آمد

بوصف طبع روانت ز شاعران جهان
ز بحر شعر همه شعر آبدار آمد

شها تویی که ز مهمانی مبارک تو
بوشیرای همه عز و افتخار آمد

به میزبان تو جام سلامتی تو
چو آب خضر همه نوش و خوشگوار آمد

کنم حمایت قیصر به تیغ و گنج و سپاه
تراست قول مر این قول استوار آمد

چنانکه در دل تو دوستی قیصر هست
ز کلک تو ز زبان تو آشکار آمد

ق

ازینکه دولت برطانیه بدولت تو
همیشه از سر اخلاص دوستدار آمد

بجا شده است ز نواب ویسرای هند
بحضرت تو که اعزاز ها بکار آمد

نبود حصر صفات حمیده ات ممکن
درین قصیده ازین وجه اختصار آمد

بغیر جان و سخن هیچ نزد زائر نیست
بحضرتت همه این خشک و تر نثار آمد

پئ درازی عمرت پئ بلندی قدر
کنم دعا که اجابت ز کردگار آمد

همیشه قدر تو چون چرخ سربلند بود
عدو جاه تو چون خاک خوار و زار آمد

همیشه باش بکار خدا و خلق خدا
مجیب هست خدا و دعا بکار آمد

تو باش خرم و دلشاد با ولیعهدت
همین دعا بدب اهل این دیار آمد

ایضاً قطعهٔ تاریخ از جناب ناشر

شہنشاہ ملک دکن از سفر — چو آمد بملک دکن کامیاب
بہ اہل دکن سال آن بر زبانست — کہ آمد بہ برج شرف آفتاب
۱۴ ۱۳ھ

۴ عرشی۔ جناب ابو الخیر محمد عبد السلام صاحب

مژدہ اے دل موکب مسعود سلطانی رسد — بندہ پرور میرسد الطاف سلطانی رسد
انتہا ہرگز ندارد سلسلات جود او — این تسلسل وا نتا تا دور امکانی رسد
اہل بینش ایسج آمد دشمنان گفتند دوست — گوہر شہوار باتیر سخن رانی رسد
از در داد سخن بیاہی عرشی گوش دل — درج گوہر بار اصداف سخندانی رسد
مشکلے را سہد آن مشکل آسان کے زنند عزم ہم — کے بدشواری کار سخت آسانی رسد
بر طریق پیش گوئی داد عرشی این نوید — حاسدان را سر بہ زیر ظل سبحانی رسد
۱۴ ۱۳ھ

ولہ

ز کلکتہ آمد بنارس رسید — وز انجا بہ گلبرگہ گشتہ قیام
چو عرشی سروشانش برید — ندا شد ز گلبرگہ آمد نظام
۱۴ ۱۳

ولہ

تو گل باغ و مراد و میمنت — آمد اے عرشی چو جان اندر تنت
بلبل طبعم بزد این چہچہہ — نو بہار آمد بہ بیت السلطنت
۱۴ ۱۳ف

ولہ

شاہ شاہان بہ تختگاہ رسید — راحت جان بہ تختگاہ رسید
سنہ آمد بگفت عرشی ما — گنج احسان بہ تختگاہ رسید
۱۹۰۰ع

ضیا — قصیدہ از ارشاد جناب مرزا نصیر الدین صاحب ضیا شاہزادہ دہلی

سرگرم نظام آج ہوا ہے عسس عیش
کہتا ہے کہ ایک ایک کو ہو دسترس عیش

اب نشو و نما سے ہو تر و تازہ گلستان
بھرتی ہے اب باد بہاری نفس عیش

جھونکے کو ہوا کے ہے یہ قدغن کہ عیان ہو
پتے کے کھڑکنے سے صدائے جرس عیش

گل کھینچ وہان لائے جہان قید ہو بلبل
ہو قید قفس کی اوسے قید قفس عیش

ہر نخل کہن سبز ہو ہر خشک چمن تر
ہر باغ کو رونق سے ہے دسترس عیش

بلبل کا نشیمن ہے نئے تنکوں سے چمن کے
اوسکے لئے ہو ہر خس ناکارہ خس عیش

بس قفل طلا یہ کہ خزان کا نہ گذر ہو
ہے فصل بہار کو یہ حکم عسس عیش

تا ہو کرے تمکو ڈرانے سے نشاط آج
تا ہو لئے کچل ڈالے الم کو فرس عیش

اے قافلہ ساز خوشی سوے دکن چل
دیتا ہے یہ رہ رہ کے صدائیں جرس عیش

اب عیش ہی ہر عیش کے ہو اول و آخر
اب عیش ہی آفاق میں ہو پیش و پس عیش

سب شاد ہوں یوں شاد ہوں اونکے ہو کہ اعلی
باقی نہ رہے دل میں کسیکے ہوس عیش

ہر خون کا قطرہ ہو خمخانۂ مسرت
ہر ایک رگ جسم ہو نہر ارس عیش

ہو زندگی خضر سے بیش اک دم عشرت
ہو عمر مسیحا سے فزون اک نفس عیش

دشمن کو بھی جو ملے محروم نہ رہ جائے
اوسکو وہ میسر ہو جو ہوتا ہے بس عیش

آراستہ ہر راستہ ہوں کوچہ و بازار
جنت کا مزہ آئے ہو یوں شہر میں عیش

ہو روشنی ایسی کہ ہو آنکھ کو چکا چوند
القصہ ہو ہر طرح کی پوری ہوس عیش

رہ جائے خوشی کا نہ دقیقہ کوئی باقی
سامان مہیا ہوں وہ سب جو ہوں بس عیش

ارس نام دریا

ہر جا ہے ہو باران طرب خیز کی بارش — ہر سمت ہو طغیانی و سیل آرس عیش
ہے والیئ شہ کی خوشی شاد ہو مخلوق — بھرتا پھرے دنیا مین طرارے فرس عیش
شہ کون نظام دکن و آصف ذیجاہ — محبوب علیخان جسے ہے دسترس عیش
یہ نام سنا جب تو کہا مین نے وہ مطلع — رہنے دے صلا جسکا نہ دلین ہوس عیش

ارس نام دریا

مطلع ثانی

اے شاہ ہمیشہ ہو تجھے دسترس عیش — آفاق مین جولان رہے تیرا فرس عیش
اللہ تجھے خیر سے کلکتہ سے لایا — با عزت و توقیر و بصد دسترس عیش
ق
تھے قبل سفر جلسے تری سالگرہ کے — نکلی تھی ہر اک شخص کے دل کی ہوس عیش
بعد اوسکے تری بازلیپی کی ہین یہ ہوین — ہے جشن پس جشن تو ہے عیش پس عیش
ہے لائق شہ جشن تو شہ جشن کے لائق — ہے عیش کش شاد تو ہے شاہ کش عیش
سلطان دکن آئے خوشی خلق منائی — آوازیہ دیتا ہے نقیب جرس عیش
مین روح ہون کہتی ہے یہ باد طرب انگیز — مین ہون دم عیسے یہ ہی قول نفس عیش
حورین یہ دعا کرتی ہین اللہ سے ہر وقت — ہمکو بھی دکن بھیج جو نکلے ہوس عیش
رہ رہکے اس اقلیم مین آتی ہے مسرت — ہر پہر ترے ملک مین ہی بازپس عیش
ق
جو اوٹھے کہین سے تو کہین اور ہو آباد — تا ہو نہ پریشان یہ ہی نظم عسس عیش
جو دوستونکے دل سے نکلتی ہے شب و روز — وہ رہتی ہے ادا اکی دلونمین ہوس عیش
اللہ رے تری بخشش عام اے شہ فیاض — جو ہے وہ غنی سبکو ہے اب دسترس عیش
نعمت ہو اگر لاکھ طرح کی کہین موجود — دیکھے بھی نہ اوس سمت یہان کی مگس عیش

کس معنی لائق

انعام ترا رافع آز و طلب زر ۔ اکرام ترا دافع حرص و ہوس عیش
گر عیش کو دنیا مین کمی زر کی ستائے ۔ بنجائے ترا دست کرم دادرس عیش
ہر تن مین لہو تن کا ہے رنگ گل عشرت ۔ ہر جسم مین ہر ایک نفس ہے نفس عیش
ہے قافلۂ آمد شہ کوس مسرت ۔ آوازہ خوشی کا ہے صدائے جرس عیش
پہر پایا تو پایا یہین مخلوق نے آرام ۔ پہر نکلی تو نکلی یہین آکر ہوس عیش
کسطرح نہو امن کہ اقلیم سے تیری ۔ کرتا ہے بدر دزد الم کو عسس عیش
نابید ہے اب باد سموم غم و اندوہ ۔ چلتی ہے زمانے مین نسیم نفس عیش
جو عیش ہے پریون کو گلستان ارم مین ۔ وہ عیش ہے اس عیش کے نزدیک اخس عیش
ہر روح ہر اک تن مین ہے آسودہ و بشاش ۔ اوسکو قفس جسم ہے گویا قفس عیش
ق
سب چیز مہیا ہے مزے تو بھی اوڑا شیخ ۔ جنت کی ہوس ہے عبث اے بوالہوس عیش
ہے نعمت جنت سے سوا ملک دکن مین ۔ ایک ایک جو عشرت و ایک اک عدس عیش
ق
ہر شے کا سوا رتبہ زیادہ ہوئی عزت ۔ توقیر فزا ایسی ہوئی بازپس عیش
تنکے کو بھی تنکا نہین کہتا ہے کوئی آج ۔ نام اوسکا بھی اعزاز نے رکھا ہے خس عیش
اعدا کو ترے قہر ہے گرداب مصیبت ۔ ہے لطف ترا بہر احبا ارس عیش
گر معرکۂ جنگ کی آندہی کہین اوٹھے ۔ تو ہے وہ جری سمجھے اوسے اک الفرس عیش
ہے تیغ تری ایسی کہ جس تیغ کے آگے ۔ دل ہی مین عدو کے رہی دلکی ہوس عیش

قطعہ تعریف اسپ

جاتا ہے جہان اسکا قدم ہوتی ہے شادی ۔ ہے اشہب خوش گام ترا یا فرس عیش

اخس یعنی کمین تہ

ارس نام دریا ہے

یا ہے یہ نسیم سحر و باد بہاری — یا بوئے چمن نکہت گل یا نفس عیش
ہے فیل بھی تیرا وہ بلند اور وہ مسعود — دیکھے سے بڑھے ہے عمر بھی دسترس عیش

قطعۂ دعائیہ

اب خالق عالم سے دعا ہے یہ ضیا کی — جبتک ہے ترے فیض سے خلقت کو مس عیش
جبتک ہے بقا سے طرب و راحت و آرام — جبتک ہے زمانے مین قیام قفس عیش
جبتک ہے یہ آباد یہ انسان زمین پر — جبتک ہے انسان کو حرص ہوس عیش
جبتک ہے جہان اور جہان مین ہے مسرت — تو مسند شاہی پہ ہو با دسترس عیش
اولاد تری شاد رہے فضل خدا سے — ہر ایک کا ہر ملک مین کھنچے فرس عیش
جو دوست ہون پہل پائین مزے لوٹین خوشی کے — جنت کی ہوا سے ہو سوا ہر نفس عیش
اعدا کو سوا خار الم ہو نہ میسر — اس گلشن عالم مین کبھی اک خس عیش
دشمن ترے ناشاد ہون احباب مین شاد — ق — انکو ہو اگر عیش تو انکو ہوس عیش
یہ اس سے رہین گے کبھی محروم — اونکو نہ ہو ہی اور نہ ہو دسترس عیش
چھائے اونکو دور فلک رنج پس رنج — دے انکو خدا و نہ جہان عیش پس عیش
یہ آٹھ پہر وصل سے ایسے رہین مسرور — اونکو نہ ہو خواب مین بھی دسترس عیش
جسطرح گذشتہ سے زیادہ ہے تجھے آج — آئندہ ہو اس سے بھی سوا دسترس عیش

رسالۂ قصیدہ و رباعیات از منشی محمد وجیہ الدین صاحب ولد محمد بہاؤالدین صاحب مرحوم ابن شیخ نصیر الدین خان بہادر مغفور

تہنیت سفر ہمایون

۱۷ ۱۳۰۳

تاریخ ہجری

میر محبوب علیخان بهادر جمجاه — بهر فتح و ظفر جانب کلکته رود

سال فرخ برسا گفت سروش غیبی — سفر شاه مبارک شود و نیک بود

۱۳۲۳ ۱۶

تاریخ عیسوی

نیکو سفرت باد بشوکت یا رب — باشی بکمال جاه و دولت یا رب

تاریخ رسا گوید عیسی آمین — آئی بخوشی - روی سلامت یا رب

۱۹ ۶

خیر مقدم بادشاهی -

۱۳۲۳ ۱۶

قصیده

الحمد لمن اظهر نعماه و انعم — والمنة لله که عیش آمد و شد غم

سبحانک ما اعظم شانک که رسا — شد عیش فراگرد جهان را خوش و خرم

در خنده هر گل ز فراوانی عشرت — هر غنچه ز افراط مسرت شده مبسم

گل گل شگفته دل پژمرده بلبل — سنبل شده آراسته با گیسوی پرخم

صد مژده بهار آمده از دهر خزان رفت — صد شکر که سرسبز بود گلشن عالم

قربان تو ای آمد ایام مسرت — گردم سرت ای رفتن دوران غم و هم

صد شکر بخواب آمد و طالع بیدار — آمد نظرم ماه لقا نور مجسم

غارت گر دین آفت جان سفله ایمان — صد دل برد از دست بیک غمزه بیکدم

برق نگهش صاعقهٔ وادی ایمن ‌ ‌ لو ز رخ او برق سر طور مسلّم

از گیسو و رخسار عیان تازه طلسمے ‌ ‌ با هم سحر و شام شده چون خط توام

کرده دو جهان را نظرش بسمل و بیتاب ‌ ‌ بسته دل و جان در گرهٔ گیسوی پرخم

چون یک نگه آید بر من دیدمش او را ‌ ‌ سر تا بقدم شان خداوند دو عالم

بیتاب مرا کرد چو ارمان وصالش ‌ ‌ در پاش بصد شوق سر انداخته آندم

گفتم که بده بوسه بآغوش بیایے ‌ ‌ نوشان و بنوشش از کف من باده دمادم

خندید و مرا گفت منم صورت مقصود ‌ ‌ خواهی چو مرا کن صفت محسن عالم

در پرده نهان چیست عیان کیست چه پری ‌ ‌ اوصاف ملایک همه در صورت آدم

رنگ چمن حسن گل گلشن خوبی ‌ ‌ خورشید من ماه دکن مهر معظّم

والا حسب اعلیٰ نسب و نیک شمایل ‌ ‌ خوش صورت خوش سیرت خوش خلق بهم

چون خلق خدا خلق نگوید کسے اوست ‌ ‌ رزّاقی خلاق من الله مسلم

اوصاف جمیلش بجهان شهرهٔ آفاق ‌ ‌ اعطاف جلیلش پی هم دیده بهم

در دعوت گرزن که بکلکته شده بود ‌ ‌ او رفت و بیامد بصد اعزاز در این دم

عشرتکده در شک چمن ملک دکن شد ‌ ‌ از تهنیت مقدم سلطان مکرّم

او هست سخی ابن سخی عادل و باذل ‌ ‌ آوازهٔ جودش بزند خنده بحاتم

در شش جهت و عالم این شهرهٔ هزارش ‌ ‌ یکتاے زمان کرد خداوند دو عالم

ناطق چو خدا کرد بکن نطق دل آویز ‌ ‌ خاموش نشینی تو چرا صورت ابکم

مداح چنین شو که شوی قابل مدحت ‌ ‌ کن وصف کریمے که شوی خود تو مکرّم

استی چو سخن سنج سخن گوی بمدحش ‌ ‌ کن نظم قصیده چو در عقد منظم

گفتم بجوابش که شنو مطلع تازه — در مدحت آن جان دکن آن شه اعظم

مطلع

ای صاحب جود و کرم و غیرت حاتم — تشنه شده فیض تو جهانگیر بعالم

ای حضرت محبوب علیخان شه اعظم — تو دافع شر هستی و تو خیر مجسم

علم و عمل و حلم و تحمل خرد و فهم — داری همه آنچه که ضرورست تا دم

از اسم تو شد درهم و دینار گران قدر — از نام تو شد زیب نگین زینت خاتم

هر ذرهٔ خاک در تو رو کش خورشید — گردون بزمین بوسی دهلیز شده خم

بینی ز صفائی دل خود انچه ندیده — از آینه و جام خود اسکندر و هم جم

از ریو شود مثل تو کی حاسد و مکار — کی دیو سلیمان شود از دزدی خاتم

شمشیر گرفته چو روی جانب میدان — از خوف تو مریخ سر چرخ کند دم

مثل تو ندیدیم جوانمرد و شجیعی — در قصه شنیدیم مگر جرأت رستم

از فضل خدا لطف تو بهر کس و ناکس — محسن همه خرسند و احسن بمقدم

شده بهره ور آن شخص که پیش تو رسیده — سیراب شد آنکس که در آمد بلب یم

بیگفتن سایل شوی آگه ز سوالش — گویا که بحال دل او قلب تو ملهم

دانندهٔ اوصاف تو هر بنده و من نیز — خواهندهٔ الطاف تو هر راجی و من هم

تو چشمهٔ خورشیدی و من ذرهٔ ناچیز — از بزم تو محرومم و از لطف تو محرم

شافی است پی درد دلم داروی لطفت — کافی است مرا منظر رحم تو [illegible]

تو قبلهٔ حاجات همه محو طواف است — تو مرکز و گردت چو خط دایره عالم

سنجتی صفت مهر منور همه را نور
هر ساله و هر ماه و هر روزه و هر دم

آن نور چه نور است فروغ کف جود
چون معجزهٔ حضرت موسی نشود کم

بی رنج رسد گنج به هر ذره شب و روز
منوار مرا هم که هوا خواهم و خادم

هر خم بیمین ز دل تو کفم گیر و مدد کن
تا پر شود از لعل و گهر دامن حالم

بگذار رسا حسن طلب را و دعا کن
تا آن دست دعا دست طلب بکن ابندیم

عثمان علیخان که ولیعهد شه ماست
یارب صد و سی سال باند خوش و خرم

هم هست دعایم که کف ظل الٰهی
چون تاج بود بر سر شهزادهٔ اکرم

یارب بجهان خضر صفت زنده بماند
محبوب علی شاه دکن عدل مجسم

تاریخ محمدی

محبوب علیخان بهادر شه آصف
در دعوت کرزن شد و آمد ببشاشت

دل شاد شده گفت رسا این نبوی سال
ای آمدنت موجب آیین مسرت

۱۳ ۲۸ م

تاریخ هجری

بیامد از سفر الحمد لله
شه ما میر محبوب علیخان

رسا گفته است این تاریخ نیکو
مبارک باد آمد ظل یزدان

۱۳ ۱۷ ه

ایضاً

بدعوت رفته نزد لارڈ کرزن
شه آصف بفضل ایزد آمد

رسا سالش دم رونق فزائی
سلامت رفت هم باز آمد آمد

۱۳ ۱۷ ه

ایضاً

بکلکتہ برفتہ در دکن باز — نظام الملک آصف جاہ آمد
رسا سالش شنیدم از دل خود — مبارکباد ظل اللہ آمد
۱۳۱۷ھ

اردو تاریخ محمدی

آئی تن مین دکن کے جان دکن — اور آنکھون مین نور دل مین سرور
ای رسا لکھہ محمدی تاریخ — ہو مبارک کہ آج آے حضور
۱۳۲۸ھ

ہجری

ای رسا فضل خدا سے جس گھڑی — آے کلکتہ کو جا کر شہریار
منہ سے قمری کے سنا بلبل نے سال — شہر گلشن بنگیا آئی بہار
۱۳۱۷ھ

ایضاً

خدا کے فضل سے دعوت مین جا کر لارڈ کرزن کی — دکن کو شاہ آے آج ظل اللہ آئے آج
رسا تاریخ کا مجکو خیال آتے ہی ہاتف نے — دیا مژدہ نظام الملک آصفجاہ آئے آج
۱۳۱۷ھ

ایضاً

سلطان دکن سکندر آئین — رشک جم و غیرت فریدون
جسکی صورت پہ حسن قربان — جسکی سیرت پہ خلق مفتون

فہم و خرد و ذکا پہ جسکے — صدقے ہوئی فطرت فلاطون
ہے گرہ شکوہ حلم جسکا — جو فضل و کمال کا ہے گردون
ہر نظم مین نثر مین یگانہ — الہام خدا ہے جسکا مضمون
اللہ رہی فصاحت و بلاغت — سحبان ہے قربان طبع موزون
ہین اہل فرنگ رائے سے دنگ — قانون مین جسکے خیر مشحون
عادل باذل کریم راحم — محسن جسکا زمانہ ممنون
چرخ رفعت کے مہر تابان — درج شفقت کے در مکنون
ذرہ جسکے عقب کا خورشید — قطرہ جسکے کرم کا جیحون
ہو عمر دراز شہ کی یارب — ہو شان و شکوہ روز افزون
حکم اسکا روان ہو شش جہت مین — زیر فرمان ہو ربع مسکون
کلکتہ کو جاکے آرہے ہین — صد شکر خدائے پاک و بیچون
جب سال ورود شاہ آصف — چاہا دل نے رسا کے مشغلون
ہاتف نے کہا کہ مژدہ اے دل — آمد ہے حضور کی ہمایون

۱۳ ھ ۱

تاریخ فصلی

ہوا دل باغ باغ آیا گلِ باغِ جہانبانی — گل مقصود سے اب بھر گیا دامن ہمارا ہی
ہزاروں میں تری تاریخ فصلی ہے رسا ایک — کہ یہ شہر دکن اب بن گیا گلشن بہار آئی

۱۳۰۵ ف

ایضا

ولیسرائے ہند کی دعوت میں جاکر آ گئے
ہی رسا تاریخ فضل خوب ہی تو نے کہی

میر محبوب علیخان خسرو انجم سپاہ
آئے کلکتہ کو جاکر شاہ والا بارگاہ
۱۳ ف

نذر سلطان عالی دودمان دکن ہے
۱۳ھ ۱۶

القاب شہیر دربار شاہی
رسا کن عرض دیدہ روی تہنیت

جو بہر نذر آصف جاہ آمد
مبارک جشن عید الفطر باشد
۱۳ھ ۱۶

رُباعی

اعلیحضرت رہیں سلامت یارب
قائم رہے آباد رہے شاد رہے

زاید ہو حشم بڑھے حکومت یارب
یہ ملک یہ مالک یہ ریاست یارب

آمین ثم آمین

عظیم جناب نواب محمد عظیم خان بہادر نبیرۂ خاص نواب عظیم الدولہ بہادر والفقار جنگ رئیس کرناٹک

عجب شہر ہے اور عجب شہریار
نظارہ ہے مہر و یو کا دیدنی
نظام دکن کی توجہ سے خود
خدا یار ہے تا بروز قیام
ملے لارڈ کرزن سے جاکر نظام
کہا دل نے از روے دو ر عظیم
۴

دل ہند میں ہے مقام دکن
کہ صبح بنارس ہے شام دکن
نہو کسطرح انتظام دکن
قیام نظام و قیام دکن
بڑا اس سے وہ چند نام دکن
گئے اور آئے نظام دکن
۱۳ھ ۱۳
۴

۱۳ھ ۱۶

سخی - رباعیات از جناب نواب میر خیرات علیخان صاحب یادگار خاندان خواجہ حیدر علی صاحب آتش مرحوم

پر نور رہے رخ سے مکان عالی — ہو صورت خضر عمر جاودان عالی
یہ آٹھون پہر دل سے سخی کی ہے دعا — شادان رہین صبح و شام بندگان عالی

رباعی

ہین شاہ دکن شعر و سخن مین یکتا — ہر بیت مین کیونکر نہو مضمون تازا
کیا فکر ہے کس حسن کی بندش ہے سخی — جو دل سے سنیگا وہ پھڑک جائیگا

رباعی

کیا شاہ دکن آئے کہ دل شاد ہوا — سنسان تھا شہر خوب آباد ہوا
غم نکلے غبار وحشت عالم سے سخی — صد شکر ہے صد شکر ہے برباد ہوا۔

متین - قصیدہ فارسی از جناب سید حسن صاحب الہ آبادی ساکن جلال کوچہ حیدرآباد دکن

صبا گذشت خزان فصل نو بہار آمد — بگو بساقی مہوش کہ وقت کار آمد
بسوی شاہد گلزار لالہ جام گرفت — شگوفہ شیشہ بکف سوی مرغزار آمد
کشید گل ز طرب جام صحت نرگس — ہوائے فصل بہارش چہ سازگار آمد
ز فیض باد اگر نار گل شود چہ عجب — کہ خشک ہیزم صحرا بہ برگ و بار آمد
سرایت نم وجودش بہار رانگر — کہ خون تازہ بہ رگہای کوہسار آمد
چہ یاسمہا کہ ز فیض ہوا نہ شد امید — چہ غنچہا کہ نشد گل نہ گل بہ بار آمد
چہ سحر کرد نسیم این بہر دو زلف عروس — کہ غنچہ نگہش نافہ تتار آمد

نگر بهار باین فر و این سر و سامان
بخیر مقدم سلطان کامگار آمد

بخواند طوطی طبعم چه مطلع رنگین
که مرحبا ز لب مست و هوشیار آمد

مطلع ثانی

بشهر خویش ز کلکته شهریار آمد
هزار مژده بباغ دکن بهار آمد

مبارک ای گل و نسرین گلستان دکن
که شاه آمد و مانند نو بهار آمد

مبارک ای دکن ساکنان مالک دکن
که بوی خیر ز اوضاع روزگار آمد

نثارتی برسان ای صبا به خاص و عام
که آصفی چو سلیمان روزگار آمد

رواست گر چنین مژده بر فلک تازم
که شاه آمد برغم روزگار آمد

شهی که خاک در او ز بس تعلی جاه
برای تارک خور تاج افتخار آمد

چگونه تاب جمالش بیاورد مردم
که چون نگه برخش رفت داغدار آمد

بحیرتم که چه تمکین و این چه تاثیرست
ببین که شعلهٔ جواله را استقرار آمد

روان خلق بدورش چرا نیاساید
که سایه اش همه الطاف کردگار آمد

چرا بسایه اش از عافیت بسر نبریم
که عدل و رحم بدامانش پود و تار آمد

بهر زمین که نسیم لطف تو وزید
طبیعت گل تر در مزاج نار آمد

بخاصیت همه آتش مزاج شد کافور
سموم قهر تو هر جا که شعله بار آمد

زمین ز ضرب گران تو برقرار بماند
فلک ز بیم سنان تو بیقرار آمد

بفوج شاه مه و مهر نیزه دار شدند
وزیر صیغهٔ جوشش چو پیشکار آمد

ز تیغ لشکریانش بترس ای گردون
که نیست این سپر نیلی تو کار آمد

زبان من نه اگر تیغ آبدار تو بود — چرا جهان سخن زیر اختیار آمد
ز جود بے حد تو چه شرح بنویسم — که الف را بمقام احد شمار آمد
ز خال دست سخاے تو یافت این تاثیر — که صفر را پس صفر آینده شمار آمد
اگر بمن نظر لطف او فتد چه عجب — که یک جهان ز کرامت وظیفه خوار آمد
من از کجا و ثناے شه دکن ز کجا — که مدح شاه دکن حسب بیکبار آمد
بشرح متن ثنایش قلین همی ارزد — اگر مداد ز قلم بیشه و بحار آمد
دعاے دولت سلطان خلاصه سخن است — که عدل گستر و بے مثل و باوقار آمد
دهاد خالق اکبر عروج روز افزون — که او سزاے همه اوج افتخار آمد

قصیده جناب سید احمد صاحب دهلوی مؤلف فرهنگ آصفیه وغیره

لله الحمد شه خوش سفرم باز آمد — شمع جود و سخا بحر کرم باز آمد
آنکه غایب ز نظر بود چو ماه گردون — رو و شه جلوه کنان در نظرم باز آمد
آنکه از فیض سحاب کرم و رافت او — شد دکن از قدمش رشک ارم باز آمد
اندران دم که لگدکوب تمنا بودم — شکر لله که آن تاج سرم باز آمد
اے رفیق دکن از قحط فراغت بادت — کابر بارنده دینار و درم باز آمد
شکر ایزد که ولیعهد بهمراهی شاه — بفراغت و سلامت بحرم باز آمد
بلده را از در و دیوار بلند بود صدا — بود تاریک شب من قمرم باز آمد

سیّدا سر بسجود آر بدرگاه اله
که شه ما بدعاے سحرم باز آمد

شایق از جناب ابو الیحیا السید اعظم علی رضا قادری صاحب نبیسہ نواب محبوب نواز الدولہ بہادر مفتی اول بلدہ
در فارسی تلمیذ مولانا ترکی صاحب

قطعہ اردو

اے شہنشاہ دکن ذی مرتبت — ہے فہیم و عاقل و با تمکنت
ہے دعا شایق کی افزون ہو مدام — حشمت و اقبال و جاہ و سلطنت

ایضاً

عالی ہمم شجیع و فریس شہِ دکن — لو آگئے سفر سے وہی جمع الصفات
ملکِ دکن مین اسلئے شایق ہر ایک جا — ہر روز روز عید ہے ہر شب شبِ برات

رباعی اردو

اے آصفِ ذیجاہ خوش اسلوب ہین آپ — ہر برہمن و شیخ کے مطلوب ہین آپ
کیونکر نہ شجاعت ہو جہان مین مشہور — اے شاہ دکن علیؑ کے محبوب ہین آپ

قطعہ تاریخ اردو

نہ پوچھ ای دل تو مجھسے اشتیاق آمد سلطان — وہ صورت چاند سی دیکھون مری آنکھون مین نور آئے
جو کلکتہ سے آئے حیدرآباد دکن مین شاہ — کہی تاریخ شایق نے مبارک ہو حضور آئے

۱۳۰۹ ف

قطعہ تاریخ فارسی

آنکه در رتبه رشک خاقانست | وانکه در شوکت است همسر جم
آنکه در سیرتست مثل ملک | وانکه در بخشش است ابر کرم
کیست یعنی نظام ملک دکن | گوهر تاج خسروان عجم
بانگ گردید چون ز کلک ستم | با شه ایران نشاط جاه و حشم
فکر از مقدمش چو شادی کرد | گفت هاتف نظام سیف و قلم

۱۳۱۷

قصیده فارسی

۳

ای ثنایت برون ز امکان است | مدح وصفت نه تاب لسان است
گر کف جودت است ابر کرم | موج عدل تو بحر عمان است
چون نه آید صفت ز دشمن | بر سرت ظل شیر یزدان است
مینویسم ترا چو آصف جاه | چرخ گوید که این سلیمان است
تا عیان شد خدنگ هیبت تو | فتنه پنهان بچشم فتان است
چون تو دیدم نه در جهان فیاض | نسبت از حاتمت نه شایان است
روز رزم حریف در میدان | نصرتت یار و فتح اقران است
اختر بخت تو درخشان باد | شمس تا بر سپهر رخشان است
یاورت باد دست حق دائم | گر کفت یار با غریبان است
در جهان باش آن ولی عهدت | بر زمین تا فلک نمایان است

لطف فرما بحال شایق زار
کاین دعا گویت از دل و جان است

شوق جناب غلام محمد رضا صاحب حیدرآبادی صیغه‌دار محکمهٔ معتمد عدالت و کوتوالی

بجهان زمانه نوی شده تو بر قصص چرخ کهن درا
بنوای مطرب خوش نوا بسر بزم ساقی من درا

تو بهار گلشن آرزو دل نخل بند اسیر تو
به شمیم کاکل مشکبو بفضای صحن چمن درا

به نگاه ناز خرد ربا به ادای غمزه دل فزا
بخمار نرگس فتنه زا بشکست سیب ذقن درا

چو چمن تو مرغ چمن مرو همی گویمت سخنی شنو
بخوشی ز جامه برون مشو به ردای گل بدن درا

رخ صاف آئینه در نظر و عکس لف سانگر
ز خطای اهل حلب گذر بسواد ملک ختن درا

همه تن فدای تو جان ما همه راست ورد زبان ما
تو بسان جان و روان ما به بدن بدن درا

تو مراد خاطر جزو کل بود از تو رونق جام مُل
چو نسیم صبح بهار گل بچمن درا بچمن درا

قد و قامت تو دهد خبر تو نشاخ دهر همی ثمر
بسریر ملک نکو اثر بطراز شمع و لگن درا

بود از تو رونق ملک و دین شتو باد فضل خدا قرین
تو بکامیابی دلنشین بمیان ملک دکن درا

تو خجسته گوهر آدمی بخصال گرچه فرشته
بنزد جهان بتو گفتنی که بیان بیان بوطن درا

تو ضیای محفل خسروی تو فروغ شمع سکندری
بشنو ز ما همه سروری نه بی خسرو و سکندرا

ز سفر گرفته ظفر شگون همه دشمنان تو سرنگون
ز تو جلوه‌ها به برون درون ز شکوه تا جم بوطن درا

بشه آنکه ظل خدا توئی همه سایه‌ات بسر گدا توئی
بجلوس گاه شهنشهی چو هلال سایه فگن درا

ظفر و طلب بسر کار کن تو ثنای خصم خراب کن
بکشاد کار شتاب کن چو علی قلعه شکن درا

تو شه ستوده صفات ما چه کند راست لب دعا
بمصاف کن تو سمندرا انگلوی خصم کمندرا

همه زیر حکم جهانیان که شده است تام تو نقش جان
بسر تاج و خاتم خسروان چو نگین لعل یمن درا

[illegible]
همه جمع گرد [illegible] تو [illegible] درا

ہمہ بہر مقدم تو شہای شوق دیدہا کردہ وا — تو طفیل حضرت بو العلا بدعای شاہ حسن درا

گہر سخن ز تو چیدنی ہمہ منتظر بہ شنیدنی — عجب از تو شوق نگفتنی بہ شکست قفل دہن را

بنشین و سکوت و خموشیہا چو عطا شدہ است بان ترا — سر بزم اہل سخن سرا بہ سخن درا بہ سخن درا

ہمہ دف زنان ہمہ صف زدہ کہ شدند جمع بہ یکدہ — بخدا زمانہ نوی شدہ تو برقص چرخ کہن درا

خلیل — از جناب حاجی محمد ابراہیم صاحب خانساماں منشی خانہ سرکار

شاہ آصف پہ ہے خواجہ کی عنایت کیسی — ملگئی دونون جہان کی انھین نعمت کیسی

روشنی تیری ہے اے شمع ہدایت کیسی — آج کافور دکن سے ہوئی ظلمت کیسی

شاہ آصف کو رعیت سے ہے الفت کیسی — فضل ایزد سے ہے سرسبز ریاست کیسی

دل ہی واقف ہے کہ ہوتی ہے قناعت کیسی — یہ جو ہو جود ہو ہو پہر خواہش دولت کیسی

تو نے مخلوق پہ بیحد جو کئے ہین احسان — دیکھ تو تجھ پہ ہے اللہ کی رحمت کیسی

یہ غریبون کی دعاؤن کا اثر ہے کہ نہین — تیری بنگال مین ہوتی رہی عزت کیسی

تو نے جو کام کئے نیک کئے دنیا مین — تیری مشہور جہان مین ہے حکومت کیسی

شاہ آصف سے جو آنکی خبر سنلی ہے — شاد و خرم نظر آتی ہے رعیت کیسی

شکر اس نعمت بیحد کا کرون کیونکر خلیل — پائی اس عہد ہمایون مین ہے راحت کیسی

جلی — از جناب نواب میر مصطفی علیخان صاحب ہمشیرہ زادہ نواب حیدر نواز جنگ بہادر [illegible]

رباعی

سلطان دکن آئے بڑی عزت سے — کس شان سے کس جاہ سے کس شوکت سے

اقبال و ظفر دو نو جلو مین ہین جلی — نکلا تھا سکندر بھی نہ اس حشمت سے

طلعت جناب ابوالفیض محمد عنایت خان تلمید الانا موثر کی ملقب بامیر الشعرا باکا خان طلب در مدائح حضرت فردوسی طوسی رحمة الله علیه

رسید مژده بگوشم که شهسوار آمد
ز سیر هند شهنشاه ذی وقار آمد

بنال ای دل بیمار کز برای شفا
ز اوج چرخ مسیحای روزگار آمد

نهفت ماه رخ خود ز بدر سیمایش
خجل ز عارض او مهر تابدار آمد

دو نیم فرق حسودان نه چون کند ضربش
که کم نه تیغ کف او ز ذوالفقار آمد

ز دست خویش بده مرهمی نهاد نظام
ز تیغ ظلم به پیشش چو دلفگار آمد

کدام چون تو شهنشاه نامدار آمد
کدام مثل تو در دهر تاجدار آمد

زهی زمانه عدل تو ای خدیو جهان
بجز طلب که مرا یار در کنار آمد

زهی زمان سیاست که برگ گل گردید
بپای دشمن تو زردی چو نوک خار آمد

ببزم شاه کنون این غزل بخوان طلعت
که نغمه سنج نه چون تو یک از هزار آمد

غزل

اگرچه بعد خزان در چمن بهار آمد
مگر نه بر سر بالینم آن نگار آمد

ز غمزه گاه تفنگی زند گهی تیری
کدام جور که بر من ز دست یار آمد

نه مثل لعل لب تو عقیق در یمن است
نه هیچو کاکل تو مشک از تتار آمد

خدای را بسوی عاشق ای صنم بنگر
ز راه دور که پیش تو ای نگار آمد

بجز تمنا نمایم شکایت دلدار
اگرچه در پس بسیار انتظار آمد

چگونه مست نباشم ز چشم میگونش
که کس نه از در میخانه هوشیار آمد

چو داغهای محبت را شمردم ای مهوش
فزون ز انجم افلاک در شمار آمد

ببینہ تیر نگاہش خورم غزال صفت	شنیدہ ام کہ سوار م پئے شکار آمد
بیا بشوق بگو بار دیگر اے طلعت	ہزار مژدہ کہ از ہند شہریار آمد
کنم نثار دل و جان چو عاشق جان باز	بران سرے کہ از و شاہ این دیار آمد

سخا از جناب میر پورش علیخان صاحب انضا آنریری مجسٹریٹ ضلع اطراف بلدہ خلف جناب ویشا گرد نجم احبا

خوش خلق خوش اخلاق سکندر حشمت	حاتم کا ہے کیا ذکر یہ ہین ذی ہمت
یہ بحر سخاوت ہین سخا کیا کہنا	سایل کو غنی کرتے ہین اعلیحضرت

سلام جناب سید خواجہ معین الدین صاحب چشتی رفیع دفتر محکمہ ناظم بندوبست ملک سرکار عالی

ہر دم خیال ساقی عالیمقام ہے	منہ سے لگا ہوا مئے کوثر کا جام ہے
دل مست تیری یاد مین ساقی مدام ہے	محفل مین اپنے دور مئے لالہ فام ہے
ای غم ہو دل سے دور کہ تجکو سلام ہے	اب ہکو اپنے شاہد عشرت سے کام ہے
کیا جانفزا یہ ملک حضور نظام ہے	عیش و نشاط ہی مین بسر صبح و شام ہے
ہر ایک دل نسیم طرب سے ہے باغ باغ	ہر سمت ہر زبان پہ عشرت کا نام ہے
آپس مین کہی جاتی ہے مخلوق دیکھئے	ملک دکن مین آج بڑی دہوم دہام ہے
ملک وزیر ہند سے شاد ان سے دکن	آیا وہ جسپہ عظمت شاہی تمام ہے
ہر اک طرف مراجعت شاہ کا ہے جشن	ہر کوچہ دکن مین نیا انتظام ہے
اوڑ ناوہ ہیر تو نکا چراغونکی وہ بہار	دن ہے جو روز عید شب قدر شام ہے

قطعہ

ہاں عندلیب نطق سنبھلکر چہک ذرا
اے خامہ سر سے چل یہ ادب کا مقام ہے

اے فکر آج جودت طبع رسا دکھا
مد نظر مدیح شہ خاص و عام ہے

وہ کون بادشاہ دکن کعبۂ امید
محبوب خاص شیر خدا جنکا نام ہے

ملک دکن ہے عدل سے امن و امان کا گھر
باقی ہے خلق چین عجب انتظام ہے

سارے یلان دہر شجاعت سے دنگ ہین
ذات اسکی رشک رستم و سہراب سام ہے

جسدن سے انکا رعب بنا شحنۂ دکن
پابستۂ فریب جعل کا معدوم نام ہے

ظالم کا نام صفحۂ ہستی سے مٹ گیا
اس دور مین تو دل بھی کسیکا نا حرام ہے

عقل و خرد جو انکے مشیر و ندیم ہین
حق ہے معین فتح مدار المہام ہے

ہمکو یہ مدح ظل خدا سے شرف ملا
ہر بیت اس قصیدہ کی بیت السلام ہے

بس اے سلام روک قلم کر دعاے ثنا
خاموش کیون ہے یہ دم ختم کلام ہے

کر عرض بارگاہ خدا مین کہ اے مجیب
جبتک کہ آسمان و زمین کو قیام ہے

جبتک کہ مہر و ماہ سے گردون ہے جلوہ گر
جبتک جہان مین حسن و محبت کا نام ہے

آصف ہو زیب تخت حکومت بہ کروفر
ہندوستان مین اک یہ شہ خاص و عام ہے

پھر حبیب پاک عطا ہو نظام کو
یارب جو عمر خضر علیہ السلام ہے

لمعہ از جناب سید نوازش علی صفا فرزند حضرت میر کاظم علیخان شعلہ مرحوم

اسکندر اور آئینہ جم اور جام ہے
ہم اور یادگار ہمارا کلام ہے

بھر مے سے آج صراحی و جام ہے
ساقی کا دور دور ہے دور مدام ہے

پیر مغان کا بادہ کشی و اذن عام ہے
زہد و ورع کی شیخ کی ترک تمام ہے

اب سیکشی بجائے نماز و سلام ہے
سب رند مقتدی ہین تو ساقی امام ہے

ہمکو تو شغل بادہ کشی صبح و شام ہے
ذکر حلال اور نہ فکر حرام ہے

رندون کو صدا وسط ہین اب کلام ہے
منطق ہین انکی طفرہ جائز مدام ہے

خلق خدا کا چار طرف ازدحام ہے
آئے حضور بلدہ مین کیا دہوم دام ہے

کیا عظمت و جلال ہے کیا احتشام ہے
کس کروفر سے آمد شاہ نظام ہے

سامان انبساط کا یہان اہتمام ہے
مسرور اس نشاط سے ہر خاص و عام ہے

امن و امان ہے چار طرف انتظام ہے
فضل خدا سے کیون نہو ملک نظام ہے

خلق خدا مین ظل خدا انکا نام ہے
اب اور کیا کہون کہ ادب کا مقام ہے

عاجز ثنائے شہ سے زبان لا کلام ہے
بس اب دعا پر اپنا سخن اختتام ہے

ق

جب تک زمین پہ چرخ کو یارب قیام ہے
جب تک کہ مہر انور و ماہ تمام ہے

یارب جہان کو تا کہ ثبات و دوام ہے
قایم رہین حضور دعا صبح و شام ہے

کس منہ سے مدح شاہ کرین لکھنا ہم ادا
ہم کیا ہین اور کیا یہ ہمارا کلام ہے

رعد از جناب حکیم میرزا محمد علی صاحب فرزند میر کاظم علیخان شعلہ مرحوم

ہزار شکر لبوے چمن بہزار آمد
ہزار مژدہ بباغ دکن بہار آمد

بیار بادہ کنون ساقیا بہار آمد
بشارت است کہ در شہر شہریار آمد

آیاز آمدنش وقت نو بہار آمد
کہ آب تازہ بنیم بیدے کار آمد

ہزار مژدہ بباغ دکن بہار آمد
کہ از سفر شہ ما شاد و کامگار آمد

بعز و شان کہ رسیدہ است تا بکلکتہ
بملک خویش بآن جاہ و با وقار آمد

سفر دکن چو فخر کند ملک و اہل ملک مدام — که شاه آصف با فخر روزگار آمد

شہے که بہر محبان خویش فضل آمد — برائے دشمن خود ہمچو ذوالفقار آمد

نظام دولت ملک دکن نظام الملک — بعدل و لطف و سخا فضل کردگار آمد

مبارک است ملاقات کرزنش دائم — که رفت با حشم و جاه و کامگار آمد

ز روشنی و کلمان و بہ جشن آمد شاه — دکن چو باغ ارم و رشک صد بہار آمد

سفر وسیلهٔ فتح و ظفر به شاه دکن — بود به دولت و اقبال یادگار آمد

ہمیشه تا که بود این قیام ارض و سما — به شاه آصف با جمله سازگار آمد

بکام شاه دکن باد و تخت ملک دکن — که کامیاب بذاتش امیدوار آمد

بیافت بزم سخن [illegible] رونقے دیگر — که سرپرست مہاراجه پیشکار آمد

ایضاً اردو

مست مئے سرور ہر اک خاص و عام ہے — جشن ورود شاہ ہے عید صیام ہے

کلکته کا سفر یه ہوا باعث ظفر — بخت دکن کو فخر کا حاصل مقام ہے

وه شاه جسکے جود و سخا عدل و داد کا — شہره جہان میں ہند سے تا روم و شام ہے

بخشش سے انکی ہے یہی ورد زبان خلق — حاتم بھی انکے در کا اک ادنے غلام ہے

وه شاه جو که علم و ہنر میں ہے لاجواب — شاہان سلطنت سے فریدون جسکا نام ہے

یعنے که شاه آصف سادس جم اقتدار — فتح و ظفر رکاب میں جنکے مدام ہے

آئے ہیں اب مظفر و منصور و کامیاب — ہر ایک جان نثار یہان شاد کام ہے

ہے روشنی سے ملک دکن رشک مہر و ماه — شرمنده و خجل فلک سبز فام ہے

نصب کمان در روشنی و جشن جابجا — شہ کے ورود خاص کا کیا انتظام ہے

مدحِ شاہ میں یہی کافی ہے افتخار   بے مدحِ شاہ زیست ہماری حرام ہے
لے رعد ہمکو مصرعِ غنیمت ہے یادگار   آئے حضور بلدہ میں کیا دھوم دھام ہے

از جناب رسوا صاحب حیدر آبادی

جاتے ہیں ہندوستان کو خسروِ ملکِ دکن   ہر قدم پہ لے ظفر لے فتح بسم اللہ کہہ
فکرِ تاریخِ سفر رسوا تجھے ہے کسلئے   سوئے کلکتہ سدھارے شاہ آصفجاہ کہہ

١٣ ١٧

تاریخ مراجعت

زبان پہ اہلِ دکن کی ہر دم یہی صدا ہے خوشی سے ہیہم   حضور آئے حضور آئے نظام آئے نظام آئے
یہ ایک مصرعہ میں میں نے رسوا کہی ہیں تاریخیں تجھ جا   مبارک آنا نظام آئے حضور دامیمقام آئے

١٣ ١٧ ١٣ ١٧

دیگر

للہ الحمد کہ کلکتے سے   شاہ تشریف دکن کو لائے
سال تاریخ کہا رسوا نے   شاہ و شہزادہ بخیر آئے

١٣ ١٧

دیگر

دی تھی دعوت لارڈ کرزن نے نظام الملک کو   رونق افزا اسلئے آصف ہوئے ہندوستان
وہاں سے جب واپس ہوئے تاریخ رسوا نے کہی   آئے کلکتہ کو جا کر شاہ والا بارگاہ

١٣ ١٧

دیگر

مبارک ہو رعایا کو مبارک   کہ کلکتے سے شہ تشریف لائے
کہی رسوا نے کیا تاریخ نادر   بعون اللہ نظام الملک آئے

١٣ ١٧

دیگر

خدایا ترا شکر کلکتہ سے
پڑھیں نکتہ دان مصرعۂ سال رسوا
مع الخیر سرکار آئے وطن میں
نظام و ولیعہد آئے دکن میں
۱۳۱۴ھ

دیگر

مبارک آئے کلکتہ کو جا کر
ولیعہد و نظام الملک جسم
شہزادہ و ظل الٰہی
دکن میں آ گئے تاریخ نکلی
۱۳۱۴ھ

دیگر

ہوئے کلکتہ سے واپس جو حضور پر نور
یہ تاریخ نکالی ہے یہ بھی رسوا
پڑ گئی قالب بے جان رعیت میں جان
آئے الحمد للہ شہنشاہ جہان
۱۳۱۴ھ

دیگر

خوشا حیدرآباد و آرایش اش
خوشا مصرعۂ سال رسوا خوشا
خوشا آمد شاہ والا تبار
ز کلکتہ آمد دکن شہریار
۱۳۱۴ھ

دیگر

کریں اہل دکن جشن خوشی ہر جا
مسیحی سال بھی رسوا نے لکھا ہے
مبارک ہندستان واپس حضور آئے
سفر سے شادان واپس حضور آئے
۱۳۱۴ھ

دیگر

آئے جب ملک دکن میں کامیاب و کامران
مصرعۂ تاریخ فصلی خوب رسوا نے کہا
میر محبوب علی شاہ دکن ظل اللہ
آئے کلکتہ کو جا کر شاہ والا بارگاہ
۱۳۰۶ف

حافظا از جناب سید یوسف علی صاحب خوشنویس

بہ بست رخت خزان موسم بہار آمد — شگفت غنچۂ باغ دکن ہزار آمد

رسان تو پیک صبا عندلیب غمگین را — ہزار مژدہ بباغ دکن بہار آمد

بہر نواح نوای سرور در جوش است — بہر زبان کہ ز گلگشت شہریار آمد

بشاخ سرو نگر نغمہ سنجی قمری — بوجد و رقص ہر اک شاخ میوہ دار آمد

جلوس رہگذرش دیدہ حور از جنت — طبق طبق ز گل تر پئے نثار آمد

رسید باد بہاری و رخت بست خزان — کہ بر شاخ شجر نغمہ خوان ہزار آمد

باہتمام صفائی و شوق آمد شاہ — ہوا و ابر ز ہر سمت بیقرار آمد

وزید باد بہاری خیابان باغ دکن — ہزار بار بہ یک شاخ خشک بار آمد

گذشت راہ بسی کثرت خلقت — فلک بہ چار کمان رفتہ چار بار آمد

زخانہ گشت بیان خلق چار از شادی — بہ مژدہ آمد شہ در زمان کہ تار آمد

برفت گاہ و سفر ہیچ ضرور دختران رو — چو گشت باز چہ گوئیم کہ ما بہار آمد

بہ ملک کار حرمت گذاشت خسرو ما — بیان زبیدہ با اقبال پیش کار آمد

ہزار شکر الٰہی زبان نہ کشائیم — بفخر رفتہ شہنشہ بہ افتخار آمد

برای قتل مخالف خوشا نشہ محبوب — بنام پاک علی امشل ذوالفقار آمد

بہر نوشتہ ما دل اہل خلق کہ بود — ترا چو دید کنون در دلش قرار آمد

بداد ما ہمہ مخلوق رس و حافظ باش — کہ زندگی بچنین خشک سال یار آمد

غزل اردو

جو دو سخا میں شاہ وہ مشہور عام ہے — حاتم بھی اوسکے سامنے ادنیٰ غلام ہے

ہر سمت روشنی کا بڑا اہتمام ہے — آئے حضور جلوہ میں کیا دھوم دھام ہے

باندھے پرے کھڑے ہین سوار ان چو طرف
پولس کا اوسپہ جس سے اک اہتمام ہے

ناموریکہ رہے ہین چلے دور ہین دور
گردش مین کیا پڑا ہوا ہر سمت جام ہے

لاکھون ہے خلق بہر تماشہ کھڑی ہوی
کوئی زمین پہ کوئی تو بالاے بام ہے

پیر مغان بھی اپنے سے باہر ہو شاد شاد
بھر بھر کے دیتا جاتا صراحی سی جام ہے

حیرت سی پوچھتا ہوا پھرتا ہے یون فلک
کیا آگئے حضور جو یہ اژدہام ہے

رکھے خدا ہمیشہ سلامت تمھین حضور
یہ ذات سے تمھارے ہی سب انتظام ہے

انصاف مین نظیر نہین اوسکا ہے کوئی
ہر ہر زبان پہ ذکر ہے کیا نیکنام ہے

خوان کرم پہ کچھ بھی نہین اوسکے روک ٹوک
تحقیق کا گذر نہین یہان اذن عام ہے

ہو عمر مین ترقی میرے بادشاہ کے
اوسکے لئے دعا یہ میری صبح و شام ہے

قاصر زبان ہو وصف مین بادشاہ کے حضور
حافظ غزل سناتا ہے کرتا سلام ہے

رفیق - جناب شیخ ملک قادر صاحب اہلکار محکمہ انسپکٹر جنرل اسٹامپ شاگرد جناب حبیب شاہ صاحب

ہر سمت اسے رفیق یہی شور عام ہے
کلکتہ سے ورود حضور نظام ہے

دریاے فیض ملک حضور نظام ہے
بخشش ہمارے شاہ کی دنیا مین عام ہے

ملتی ہے بارگاہ خدا سے انھین مدد
انپر ہمیشہ سایۂ خیر الانام ہے

ملک دکن ہمارا کرم سے ہے باغ باغ
ہر ایک کو خوشی و مسرت سے کام ہے

جود و کرم سے بندۂ احسان بنا لیا
ہر ایک دل مین الفت شاہ نظام ہے

کیونکر نہ اپنی جان رعیت کرے نثار
انکو فلاح خلق سے ہر روز کام ہے

خاموش اے رفیق کہ ہو مدح شاہ کیا
تو بینوا ہے وہ شہ عالیمقام ہے

لازم ادب سے لکھکے دعا اسکو ختم کر
طول کلام باعث سوداے خام ہے

کر عرض تا بہ حشر وہ آبادیان رہے
یارب ہر ایک قلب مین جسکا مقام ہے

شمیم - جناب عبید الجبار صاحب قنوجی تلمیذ جناب رسا صاحب حیدرآبادی

نظام الملک آصف جاہ سادس	ہوئے رونق فزا با جاہ و اقبال
شمیم اب فکر کیون تاریخ کی ہے	خوشی سے آئے شہ آج آئے ہیں سال
	١٣١٧ه

جناب مولوی محمد سلیمان صاحب مہدی تلمیذ [illegible] مرحوم

سفر کر کے آئے جو با صد نشاط	نظام دکن شاہ عالیجناب
کہا سال تشریف مہدی نے یہ	قدوم نظام دکن با صواب
	١٣١٧ه

قمر - جناب محمد کریم حسن خان صاحب تحصیلدار التعلقہ پورکنڈہ ضلع [illegible]

لکھتا ہون یہ حکایت نادر کہ حسین ہے	کل حالت سفر شہ عالی مقام کی
نواب ویسرائے نے کلکتہ مین بدل	دعوت عجب لطف سے کی ہے نظام کی
جام سلامتی کو اوٹھایا حضور کے	اور دل سے دی دعا یہ بڑی دھوم دھام کی
روشن رہے یہ نام گرامی حضور کا	قائم رہے مدام ریاست نظام کی
بلدہ مین خیریت سے بحکم خدا کے آپ	دیکھو وہ آگئی ہے سواری نظام کی

یداللہ - جناب سید یداللہ محمد الحسینی صاحب

بسفر بسلامت روی بجاہ و وقار　　تو با مراد بیائی و دشمنانت خوار

چه خوش بود که برآید بیک کرشمه دو کار
بیا بکام دل از اقتدار ملک بر آمد
١٣١٧ه

سعید از جناب میرزا غلام عباس صاحب اہلکار محکمہ عدالت و کوتوالی امور مذہبی کار عالی صوبہ کورٹ آف وارڈز تلمیذ جناب سخی صاحب

رباعی

اس شاہ اولوالعزم کی شان و شوکت
وہ دبدبہ و جاہ وہ عالی ہمت
پھر حوصلہ کب میرا ہے کیا منہ ہے سعید
تحریر کرون جو وصف اعلیٰ حضرت

قطعہ

شاہ دیکھا زمانے مین آجتک ایسا
غریب پرور و ذیجود و خیرخواہ دکن
دعا خدا سے یہ دن رات ہے سعید مری
جہان مین شاد رہے حشر تک یہ شاہ دکن

غزل

شکر خدا زبان مری اوسکا نام ہے
فرمانروائے ملک دکن جو نظام ہے
پیر فلک بھی تابع فرمان مدام ہے
فضل خدا سے آپکا وہ احتشام ہے
خدمتگزار شہ کا فریدون سا حکمران
دارا لقب ہے جسکا وہ ادنیٰ غلام ہے
مالک دکن ہے دیکھے قابل جہان مین
انصاف و عدل جود و سخا انتظام ہے
فضل خدا سے خوش رہین شاہ دکن سعید
ورد زبان وظیفہ یہی صبح و شام ہے

وفا از جناب محمد طفیل علی صاحب خلف منشی محمد لائق علی صاحب صدر محاسب صیغہ عدالت دیوانی بلدہ

تلمیذ حضرت سخی صاحب

رباعی

ایسی نہ زمانے مین سخاوت دیکھی
جز شاہ دکن ایسی نہ ہمت دیکھی
یون تو ہین سبھی اور سلاطین وفا
ایسی نہ مروت نہ لیاقت دیکھی

ایضاً

کلکتہ سے آتے ہین شہ خوش اقبال | سلطان دکن ظل خدائے متعال
ہمراہ جلو مین رہین اقبال و حشم | نصرت سے کہو جائے پئے استقبال

غزل مدحیہ

کیونکر تیری ثنا ہو تو اعلیٰ مقام ہے | مین کیا ہون کیا زبان ہے میری کیا کلام ہے
ہر سمت دیکھتا ہون بہت انتظام ہے | کیا آج آمد شہ والا مقام ہے
جلسے کہین پہ ہین تو کہین ناچ رنگ ہین | جس گھر مین آج دیکھئے لبریز جام ہے
ہر میکدے پہ بھیڑ ہے رندون کی آجکل | ملتی ذری جگہ نہین اک اژدہام ہے
تاخیر کے دینہین ساقی عبث ہے آج | ہان جلد دور دے کہ خوشی کا مقام ہے
کیا محتسب کا خوف ہے رندو پیو شراب | دن جشن کے ہین یہ نہین ماہ صیام ہے
نعلین بجاتے ہین خوشی سے جوان و پیر | کیونکر نہ دل کو رقص ہو گردش مین جام ہے
دیکھا نہ کرّ و فر کبھی ایسا جہان مین | اب کے جو اہتمام ہے جو انتظام ہے
ہر روز روز عید ہے ہر شب شب برات | آگے حضور بلدہ مین کیا دھوم دھام ہے
جو آرزوے دل ہے وہ برآئیگی ضرور | جو چاہے مانگ لیجئے دربار عام ہے
کیا فکر مجھکو رزق کی پہونچیگا خود بخود | مین مدح خوان شہ ہون ثنا میرا کام ہے
قدموسے ہے لگی ہوئی دولت زہی نصیب | اقبال انکے در کا مدار المہام ہے
رائج رہے الٰہی یہ سارے جہان مین | جاری یہانکے سکہ مین جو انکا نام ہے
تابندہ انکے بخت کا اختر رہے مدام | اپنی دعا خدا سے یہی صبح و شام ہے
مجھکو نہین ہے طول کلامی سے کچھ غرض | وقت دعا ہے اور غزل بھی تمام ہے

ق

جب تک کہ مہر و ماہ کا ہے نور جلوہ گر
جب تک کہ اس زمین پہ فلک کا قیام ہے

آب بقا کا نام ہے جب تک جہان مین
جب تک کہ عمر خضر علیہ السلام ہے

سبکی یہی دعا ہے الٰہی قبول ہو
قایم رہے مدام جو شاہ نظام ہے

آباد حشر تک رہے ملک انکا ای وفا
خادم ہین ہم دعا یہی دلسے مدام ہے

رسا۔ جناب میر غلام علی صاحب تحصیلدار سابق اضلاع سرکار عالی

حضور عزم سفر پر جو بالضرور آئے
نوید نصر من اللہ و الغفور آئے

سوار مرکب نصرت پہ جب ہوئے سرکار
امان و فتح تھے ضامن کہ با سرور آئے

جلال و شوکت و اقبال ہمرکاب ہوئے
دعائے خلق کے جوق سپہ وفور آئے

سوئے دکن سے جو رونق فزائے کلکتہ
وہان کے لوگ بدست دعا شکور آئے

نظر بہ شوکت و شان نظام افسر ہند
برسم پیش قدم چل کے دور دور آئے

بجوش شوق کہا ویسرائے نے ہاتھ ملا
خوشا نصیب ہمارے یہان حضور آئے

دیا زبان ستایش سے ویسرائے اسپیچ
نظام ہند کے تارون مین مہر نور آئے

بجوش دل ملکہ نے کہی کہ آصف جاہ
محب وعدہ وفا صادق الامور آئے

رہی ہے پاس ملک ویسرائے سے ہمراے
مشیر عاقل و لقمان بھی ہاتھ جوڑ آئے

رئیس و والی و محبوب خلق ظل اللہ
ہزار شکر کہ بانصرت و ظفور آئے

خدا دراز کرے عمر شاہ آصف کی
بعیش و امن ہزاران سنہ و شہور آئے

دعا ہے میر غلام علی رسا یا رب
مستجاب و مراد دلی ظہور آئے

خاکی جناب سید نصیر الدین صاحب ملازم نواب شمس الملک بہادر

جب سے مرید پیر مغان کا غلام ہے
کعبہ سے ہے غرض نہ کلیسا سے کام ہے

جب سے کیا سفر شہ آصف نظام ہے
نصرت کیا تہ شہرۂ آفاق نام ہے

ایفا کیا جو دعوت کرزن کو شاہ نے
دنیا مین اس خوشی کی بڑی دھوم دھام ہے

ہے ہمکو صبح و شام حصول ثواب حج
ہر طوف دل زیارت بیت الحرام ہے

کرتا ہون سیر ہستی مین ظلمات و نور کی
رخسار زلف پیش نظر صبح و شام ہے

کیا خوف حاسدون سے ہے آصف نظام کو
حامی ازل سے رحمت خیر الانام ہے

ہر دم مزے اڑاتے ہین عہد شباب کے
شیشہ بغل مین ہاتھ مین صہبا کا جام ہے

جلنے مین کائنات جہان کے یہ خاک کیا
سبکو فنا ہے باقی وہی ایک نام ہے

جلا جناب منشی محمد غوث صاحب خلف منشی محمد وزیر مرحوم تلمیذ جناب سخی صاحب حیدرآبادی

جسکی زبان پہ ورد محمد کا نام ہے
اوسکا کلام صل علےٰ کیا کلام ہے

ساقی پلا شراب خوشی کا مقام ہے
جشن ورود خسرو ذی احتشام ہے

کس شاہ کے ورود کا پہ انتظام ہے
کیون غل مچا ہے شہر مین کیون دھوم دھام ہے

دل عید کی ہے صبح مین رندان بادہ نوش
ساقی شراب خانے پہ اک اژدہام ہے

ایسی وہ بیخودی ہے محبت مین الغرض
مین کیا کہون کہ کون ہون کیا میرا نام ہے

جو آرزو ہون نشہ مین ہر دم علی علی
میرے زبان پہ ساقی کوثر کا نام ہے

یہی دعا [illegible] جلا [illegible] کو
اس شہر کے نظام کا کیا انتظام ہے

آرام سے گذرتی ہے مخلوق شاد ہے	غم جسکو لوگ کہتے ہین وہ کسکا نام ہے
اے مرغ دل نہ پھنس کبھی پھندے مین عشق کے	زلف رسا کا ہاتھ مین اوس گل کے دام ہے
پیاسا نہ تیرے در سے کوئی جائے ساقیا	جاری سدا ہے یہ فیض کہ تیرا ہی نام ہے
رندون کے دل مین شاد کہ دن ہین بہار کے	منہ سے لگا ہوا مئے عشرت کا جام ہے
مانند شمع نظم نہ چمکیگی کسطرح	روشن ہے طبع اور ضیا میرا نام ہے

حفیظ۔ جناب محمد حفیظ الدین صاحب مصنف تصنیف و داخلہ نقل نویسی محکمہ مجلس مالگذاری
تلمیذ جناب حکیم میر فرخندہ علی صاحب طاہر محافظ دفتر محکمہ بلدیہ

کیا مہر شاہ جلوہ گر خاص و عام ہے	روئے زمین بھی جس سے کہ ماہ تمام ہے
رخسار و زلف یار سے دن رات کام ہے	ہر روز چاندرات ہمین صبح و شام ہے
دانتون مین لعل لب کی نہین پڑ رہی جھلک	الماس کے نگون مین زر گل کا کام ہے
تیلی کے آس پاس نہین ہے بیاض چشم	دست سیاہ مست مین موتی کا جام ہے
کلکتہ سے وطن مین ہوئے جلوہ گر حضور	برج شرف مین رجعت ماہ تمام ہے
افراط جشن آمد شاہ نظام سے	غم لیکے خاک ہو گیا وہ اژدہام ہے
ڈنکے زبان چوب سے کہتے ہین جابجا	سکہ دلون پہ شاہ کا ہے پایدوام ہے
کاٹا دراز ہی شب ہجران کو آن مین	کیا اسپ خیال میرا تیز گام ہے
کیونکر نہ موتیون سے بھرے دامن حفیظ	دریا تمام ملک تو فیضان نظام ہے

قطعہ تاریخ

کلکتہ سے حضور کا عود اسطرح ہوا	جسطرح آفتاب ہوئے جانب وطن

نکلی نشان ماہ مبارک بھی سال یہہ	بیت الشرف محل ہے بہ عود مہ دکن ۱۳۱۸ھ

قدرت از جناب میر عابد علی صاحب پیشکار علاقہ ناگا مدارالمہام بہادر دام اقبالہ شاگرد جناب صاحب

قطعہ

عدل مین ہین ثانی نوشیروان شاہ دکن	نام سے ثابت ہین کرتا ہون کہین سب واہ واہ
ہم عدد دونون صفت موصوف ہین قدرت تو لکہہ	(میر محبوب علی) بیشک ہین (عادل بادشاہ) ۱۳۱۸ھ

رباعی

تحریر وہ ہو ثنائے محبوب علی	سب بول اوٹھین کہی عجب بات نئی
قدرت ہو کسطرح محب اوسکا خدا	محبوب علی ہے خاص محبوب نبی

غزل

شغل ثنائے خسرو عالیمقام ہے	گویا میری زبان کو یہی ایک کام ہے
دل ایک ہے بدی سے عجب نیکنام ہے	شر سے بری یہ عاشق خیر الانام ہے
آسے نہ رشک ان سے سلیمان کو کسطرح	کیا جاہ کیا جلال ہے کیا احتشام ہے
مخلوق اور شہ کی یہ تشبیہہ خوب ہے	تسبیح کے وہ دانے ہین وریہ امام ہے
دامن بہرے نہ گوہر مقصد سے کسطرح	دربار میرے شاہ کا دربار عام ہے
اشعار بے نظیر ہین ابیات بے عدیل	بے مثل لاکلام انہین کا کلام ہے
دو مصرعون سے قند بکر ہین ان کے شعر	پڑہنے سے لب ہون بند وہ شیرین کلام ہے

اختر جناب ابوالسعد عبدالرشید صاحب خلف مولوی محمد سید رضا صاحب مرحوم نبیرۂ نواب محبوب نوازالدولہ بہادر مفتی اول دارالقضا بلدہ شاگرد جناب صاحب

تاریخ ہجری

کیون گل کی مہک چمن چمن ہے — کیون باغ ارم بنا دکن ہے
کیون شاخ پہ نغمہ زن ہے بلبل — خندان خندان ہے کس لئے گل
کیون پھول یہ کھلکھلا رہے ہین — اور غنچے بھی مسکرا رہے ہین
کیون سرخ لباس مین شفق ہے — سوسن کی زبان پہ شکر حق ہے
ہر پھول ہے رشک انجم افلاک — ڈالی ہے ہر اک شجر کی پوشاک
پتون کو ہوا ہلا رہی ہے — تالی گویا بجا رہی ہے
آئی تو کہان سے اے صبا ہے — بتلا تو پیام لائی کیا ہے
کہتی ہے نسیم مین کہون کیا — غنچون کی چٹک سے خود ہے پیدا
ارباب دکن کے ہین جو والی — وہ آتے ہین بندگان عالی
سرکار نظام آتے ہین آج — تشریف حضور لاتے ہین آج
دعوت تھی جو بلانے کی — جا کر وہین آتی ہے سواری
اونکے آنے کی یہ خوشی ہے — چوطرفہ بہار اختری ہے
افسر کی دعا ہے تجھسے یارب — جب تک ہے جہان مین روز اور شب
ہر سال یہین پڑے تبارک — جانا آنا ہو یہ مبارک
حامی شہ کے شہ زمن ہون — حافظ ہر آن پنجتن ہون
کر سال ورود کوئی پوچھے — کہدو کہ شہ نظام آئے
۱۶ ۱۳

تاریخ عیسوی

الله الله آمد سلطان آصف کی خوشی	جسکو دیکھو شاد ہے مسرور ہے خوشحال ہے
مجھسے اختر نے کہا تاریخ کا گر ہے خیال	آئے اب تشریف خسرو عیسوی یہ سال ہے

۱۹۰۲ ء

اختر جناب سید فتح اللہ صاحب خلف مولوی محمود صاحب مرحوم نبیرہ نواب محمود نواز الدولہ بہادر و مفتی اول دار القضاء بلدہ شاگرد جناب ساحر صاحب

تاریخ محمدی

شہ ذی جاہ آصف ملک آئے لارڈ کرزن سے	ہم یہ رابطہ یہ دوستی یارب مبارک ہو
دل احقر نے سال احمدی اس خیر مقدم کا	کہا کلکتہ کو شہ جا کر آئے اب مبارک ہو

۱۳۲۸ محمدی

تاریخ ہجری

الله الحمد آج سلطان دکن تشریف لائے	ہر جگہ ہر سمت ہر سو تہنیت کی ہے صدا
بہر احقر اس خوشی کا سنہ لکھیے آج	آئے کلکتہ کو جا کر شہ مبارک ہو سنا

۱۳۱۷ ھ

تاریخ عیسوی

بحمد اللہ کہ دیدہ آمد شاہ دکن ہر کس	بہار آمد شدہ ملک دکن رشک چمن گفتا
ز چرخ چار مین ہاتف باحقر عیسوی تاریخ	حضور نیک از کلکتہ آمد در دکن گفتا

۱۹۰۲ ء

حکمت جناب میر کرم علی صاحب فرزند حکیم میر اولاد علی صاحب شاگرد جناب محمد جہانگیر صاحب رسا

نذر بادشاہ جمجاہ

سواری شہ آصف ہیں سوئے کلکتہ	جو ہمعنان ہو خوشی ہمرکاب فتح و ظفر
کہی ہے میں نے یہ حکمت دعائیہ تاریخ	دکن کے شہ کو مبارک ہو بنا یہ سفر

۱۳۱۷ ھ

تاریخ مجملہ [uncertain]

وہ گہر مسرت وہ ہر جا خوشی — وہ شہ کی وہ افواج شاہی کی آمد

وہ حکمت لب غنچہ پیرا احمدی سے — مبارک ہو ظل الٰہی کی آمد

احمدی ۱۳۰۱ ۔ ۳۶

تاریخ عجیب [uncertain]

در دکن آمد چو سلطان دکن — ہمہ تفریح و ظفر عیش خوشی

وقت تشریف آوری سال نکو — گفت حکمت اے شہم خوش آمدی

۱۳۰۱ھ ۔ ۱۵

ایضاً

بصد جاہ و حشم دعوت میں جا کر لارڈ کرزن کی — بخیر و عافیت شاہ دکن تشریف جب لائے

صدائے خیر مقدم میں جو صورت تہنیت آئی — شاہانہ شان سے حکمت کو مبارک ہو حضور آئے

۱۳ھ ۔ ۱۰

تاریخ عیسوی

از بہار مقدم شاہی دکن گلزار شد — خاطر ہر خیر خواہ آصفی گل گل شگفت

عیسوی سال ورود شاہ ای حکمت سروش — در دکن آمد ز کلکتہ حضور اینک بگفت

۱۹۰۶

احمد جناب محمد مجیب الدین صاحب حیدرآبادی

منظور اس قصیدہ میں مدح نظام ہے — تمثیل لاکلام ہمارا کلام ہے

کلکتہ میں بخاطر شاہنشہ دکن — شاہانہ اہتمام ہے اور انتظام ہے

سنکر خبر کہ آتے ہیں اب شاہ نامدار — مشتاق ساری خلق ہے اک ازدحام ہے

پہونچی سواری شہ عالی بعز و شان — کلکتہ جنکے آنیسے جنت مقام ہے

دعوت کا اہتمام کیا ویسرائے خوب — منظور خاطر شہ عالی مقام ہے

ہمراہ شاہ کے ہیں ولیعہد خوش سیر
خورشید گر یہ ہے تو وہ ماہ تمام ہے

داعی ہے ہو مرخص و منصور کا بیاں
اب قصد شاہ کا سوئے دار القیام ہے

کلکتہ سے سنا کہ بنارس کو چلے ہیں
دعوت ہے اور شاہ کا کچھ دن قیام ہے

رشک ارم بنا ہے بنارس و بندہ لا
معقول انتظام ہے اور اہتمام ہے

وارد ہوا شہنشہ والا جبہ شکوہ
دیکھا کہ سارے شہر میں اک دھوم دھام ہے

راجہ نے کی ضیافت والا جبہ خلد جہ
مہاراج جسکے خلق کا ہر خاص و عام ہے

سوئے دکن ارادہ عالی ہوا ہے اب
مشتاق بازدید کا ہر خاص و عام ہے

راجہ سے ہو مرخص و محفوظ شاد کام
راہی سوئے دکن وہ شہ نیک نام ہے

گلبرگہ آکے ٹھہرا ہے سلطان باوقار
ثابت یہ ہو رہا ہے کہ شب سے قیام ہے

مشغول اہتمام ہیں حکام صبح و شام
معقول بندوبست ہے اور انتظام ہے

ہے شاد و خوش جمیع رعایائے شہر بھی
کیوں خوش نہ ہو یہ مرجع ہر خاص و عام ہے

کرتے ہیں صبح و شام زیارت بصد ادب
ان اولیا کی جا کہ جنت مقام ہے

ہوتے ہیں صبح و شام نیازات بیشتر
ہر وقت پخت و پز کا بڑا اہتمام ہے

حاصل نہ کیوں حضور کو دونا ثواب ہو
ہر شخص روزہ دار ہے ماہ صیام ہے

اب قصد شاہ کا ہے سوئے دار سلطنت
محظوظ آج صبح سے ہر خاص و عام ہے

خوشیاں منا رہے ہیں رعایا سے باوفا
بلدہ میں بھی عجیب غریب انتظام ہے

ہے رشک خلد شاہ کی آمد سے شہر یہ
کس شد و مد کے ساتھ ہوا اہتمام ہے

شہرہ یہی زبان زد ہر خاص و عام ہے
آتے ہیں اب حضور بڑی دھوم دھام ہے

خلقت کو ناگوار جدائی بھی شاہ کی
دیدار دیکھنے کے لئے اژدہام ہے

فوجی سپاہ راہ مین ہین جا بجا کھڑے
فتح و ظفر بنا ہین کیا احتشام ہے

ممکن نہین صبا جو نکلجائے راہ سے
کیا خوب بند و بست ہے کیا انتظام ہے

اللہ رے شوق دید جمال شہ دکن
شمشیر کو بھی دیکھیے تو بے نیام ہے

گلزار خلد سطح زمین دکن ہے آج
کیونکر نہو کہ آمد شاہ نظام ہے

حاضر ہین سب امیر و رؤسائے نامدار
جیسے ریل شاہ کا ہوتا قیام ہے

آتے ہین اب حضور کوئی دم مین دیکھیے
ہر لحظہ تار ہی یہی آتا پیام ہے

با صد خوشی جو وارد بلدہ ہوئے حضور
کہتے تھے سب امیر و گدا یا سلام ہے

یہ شان یہ سواری سطوت کو دیکھکر
لرزان لحد مین روح شہیدان و سام ہے

جمشید اک نقیب ہے دربار عام کا
کاؤس میرے شاہ کا ادنی غلام ہے

کہتا تھا دیکھ دیکھ کے ہر شخص آپکو
ہے شکر حق کہ شاہ مرا شاد کام ہے

پہونچا محل این شہنشاہ ذی وقار
آواز تہنیت سے عجب دھوم دھام ہے

ظل خدا کے آنیسے کرتا ہے جو خوشی
دنیا و آخرت مین وہی نیک نام ہے

محبوب خلق کیون نہو آصف جہان مین
آوازہ جسکے عدل کا تا روم و شام ہے

تجار نے بحسن عقیدت بصد خلوص
ہر جاے روشنی کا کیا اہتمام ہے

آرائش اور روشنی شہر دیکھکر
کہتی تھی نیند آنکھ سے سونا حرام ہے

مخلوق کی زبان پہ یہی صبح و شام ہے
آئے حضور بلدہ مین کیا دھوم دھام ہے

طولانی بیان سے حاصل نہین **محب**
بس اس دعا پہ جملہ قصیدہ تمام ہے

آنا ترا دکن مین ہوا ہے شاہ میمنت
مسعود تیری ذات سے عالی مقام ہے

اقبال اوج پہ ہو ہوا خواہ کا ترے
دشمن کا تیرے دار جہنم مقام ہے



اقلیم ہند پر حکومت تری رہے — جبتک کہ آسمان و زمین کا قیام ہے
حافظ ترا خدائے حقیقی رہے سدا — ہر وقت سر پہ سایۂ خیر الانام ہے
[illegible] ہے نگاہ عنایت کا منتظر — وہ خانہ زاد اور تو شاہ نظام ہے

رقص جناب محمد سردار بخش صاحب جمعدار نقالان

آئے حضور بلدہ میں کیا دھوم دھام ہے — ہر سمت روشنی ہے عجب اژدہام ہے
محبوب بادشاہ دکن انکا نام ہے — کیا نام ہے کہ روح روان انام ہے
آئے حضور آج پلا ساقیا شراب — سب جانتے ہیں عید کا روزہ حرام ہے
عکس ہلال و قوس قزح ہے زمین پر — یہ راہ میں کمانون کے تختے تمام ہے
قندیلیں جھاڑون کی ہیں ہر سو جھلا جھل — تا ر شعاع مہر کا جلوہ تمام ہے
ہانڈی کی شکل نقش بدیوار ہو گئی — یہ وصف شہ کا معجزۂ ارتسام ہے
وہ آئنے جو رکھ کو تو کلیجہ ہو آب آب — گر لش پڑے تو برق کا قصہ تمام ہے
یوسف سے جیسے مصر ہوا منزل قمر — آصف سے برج نور دکن لاکلام ہے
ہر دل کا جھنڈا چاہئے احباب شاہ کی — محبوب ہے دلوں کا دل اسکا مقام ہے
ہے روشنی سے راہ ہر اک تنک کہکشان — برج قمر ہر ایک در و قصر و بام ہے
جمعہ بلا عید سے دو عیدین ہو گئیں — دونوں کی جان آمد شاہ نظام ہے
ماہ دکن کو دیکھا ہے قبل از ہلال عید — قربان ہلال ہے یہ وہ ماہ تمام ہے
شان و شکوہ و دبدبہ آصفی مدام — قائم خدا رکھے یہ دعا صبح و شام ہے
لے گا شمار غنچہ دہن تیرے وصف کو — گلریز ہے دہن مرا رنگین کلام ہے

عزت بڑہائین رقص کی حضرت نہ کسطرح — ارباب رقص ہین یہ قدیمی غلام ہے

جناب محمد رحمان بخش صاحب عرف چاند میان خلف محمد سرور ارتجش صاحب جمعدار نقاقان

قربان ورود شہ بہ بلدہ — لعل و زر بخش روح و جان بخش
رحمان بخش این ورود راست — بنوشتہ رونق جہان بخش

اکبر جناب محمد فضل حسین خانصاحب اہلکار کمشنر انعام تلمیذ حضرت بیدل

بصد طرب ز سفر شاہ ذی وقار آمد — بیار ساغر مے ساقیا بہار آمد
گرفتہ گوہر انجم فلک بدامن خویش — بفرق و تاج شہنشہ پے نثار آمد
بہر یکے ہمین پے سند بیشکار امروز — کہ رونق آمد شہ ہست یا بتوار آمد
بصد مسرت و فرحت اہالیان دکن — کفند شہر بہر سو کہ شہریار آمد
پیش تیر نگاہش شد دکن امروز — یہ ہین کنون دل اکبر پے شکار آمد

آشفتہ جناب خواجہ محی الدین صاحب صدیقی تلمیذ جناب بیدل صاحب

چھوٹے بڑے کے دل مین ہے الفت لیقی کی — آمد ہمارا کیا ہے شہر عالی مقام ہے
آنکھین لگی ہوئی ہین سوئے ریل خلق کی — آنکا اوسکے شہر سے کیا انتظام ہے
کہتا ہے جو کہ دیکھتا ہے شب کو روشنی — آیا ہے نور شہر مین کیا ازدحام ہے
ہین لنترن سے سارے مکانین سجی ہوئین — جلسہ ہی ہر ایک جگہ صبح و شام ہے
قطعے لکھے قصیدے سے لکھے و رباعیات — یہ سب ظہور آمد شاہ نظام ہے
چوحیلہ سے کہ چرخ چہارم سے لوٹتے — یہ سیح جہد سے گردون مقام ہے
آشفتہ ہے بلند یہ چارون طرف ندا — آسے حضور بلدہ مین کیا دہوم دہام ہے

احسان جناب میر احسان علی صاحب چشتی حیدرآبادی تلمیذ حضرت بیدل

آئے حضور بلدہ مین کیا دہوم دہام ہے — مشتاق دید شاہ کا ہر خاص و عام ہے
کیون ہمقرین نہ فتح و ظفر ہو حضور کے — محبوب کا حبیب ہے محبوب نام ہے
دنیا عجب ہستی ناپائدار ہے — رستم رہا نہ زال نہ حاتم نہ سام ہے
جود و سخا کی اسکے یہ ادنی سی ہے دلیل — دروازہ پر حضور کے کیا اژدہام ہے
احسان شعر خوب ہی لکھے ہین آپنے — اور کیون نہو کہ مدحت شاہ نظام ہے

شاکر جناب سید خواجہ محی الدین صاحب تلمیذ حضرت بیدل

آنے سے بادشاہ کی کیا دہوم دہام ہے — ہر اک خوشی سے کہتا ہے آیا نظام ہے
مے ہے سبو ہے ابر ہے اور وقت شام ہے — ساقی ہے اور نشاط ہے لبریز جام ہے
ایک بوسہ مینے مانگا تو کہنے لگے وہ خوش — کچھ اور بھی زمانے مین حضرت کو کام ہے
یوسف سے بڑھکے حسن کی شہرت ہوی تری — جسکے زبان پہ دیکھئے تیرا ہی نام ہے
کہتے ہین جسکو عرش زمانے مین ہمنشین — مست نگاہ ناز کا ادنے مقام ہے
مقصد سخن سے یہ کہ سخنور سبھی کہین — اس کم سنی مین خوب مہذب کلام ہے
شاکر چلو کہ دیکھین ہم بھی جمال شاہ — آئے حضور بلدہ مین کیا دہوم دہام ہے

تشفی جناب سید میر بادشاہ صاحب حیدرآبادی

ہر جا خوشی ہے راستو مین اژدہام ہے — ملک دکن مین آیہ شاہ نظام ہے
دنیا مین آج ایک ہمارا نظام ہے — شہرہ جہان مین عدل کا تا روم و شام ہے

صفدری جناب میر وزیر علی صاحب خوشنویس ملازم مطبع صفائی اندرون بلدہ

اندرین ایام نیک انجام شکر ست — در دکن از فضل حق شاہنشہ آمد
صفدری این مصرعہ سالش بگفت — شاہ والاہمت از کلکتہ آمد

١٧ ١٣ہ

عجب در عالم عیش و طرب محوست یک عالم | که شاهنشه ز کلکته بدار السلطنت آمد

نوشته صفدری این مصرع تاریخ شان آن | همایون باد این شادی بدار السلطنت آمد

ولہ

شکر ایزد شاہ آصفجہ ہوے رونق فزا | ہین دکن مین چار سو پیر و جوان خرسند آج

صفدری نے دست بستہ عرض کی تاریخ | شاہ عالی آئے کلکتے سے با فرزند آج

محشری - جناب میر لطافت علی صاحب

شاہ و شہزادہ بفضل کردگار | سوے دار السلطنت تشریف لائے

محشری نے عرض کی تاریخ یہ | شہ مع فرزند کلکتے سے آئے

کیفی - جناب ابو الرضا سید رضی الدین حسن صاحب تلمیذ حضرت میکش صاحب

شگفتگی گل ای باغبان مبارک ہو | فروغ مہر بہار آسمان مبارک ہو

تن ضعیف کو تاب و توان مبارک ہو | ہر ایک قالب بیجان کو جان مبارک ہو

ہر اک جوان کو مبارک ہو رای پیر کہن | ہر ایک پیر کو بخت جوان مبارک ہو

امیدوارون کو مقصود ہی خود مسعود | عدو کو فتنۂ آخر زمان مبارک ہو

ہو میمنت نشۂ بادۂ صبوح مستو | خدائے گریۂ شب صوفیان مبارک ہو

ادا شناس و کرشمہ تلاش عاشق کو | طفیل عشق سے انس بتان مبارک ہو

مبارک ہو ہی زمین فخر فرش راہ نیاز | سپہر عتبۂ شاہ زمان مبارک ہو

دکن آصف سادس نظام ملت و ملک | یہ نام لینا تجھے ای زبان مبارک ہو

اسے میرے ہم وطنو اعنی اہلیان دکن | سفر سے آمد شاہ زمان مبارک ہو

قدوم شہ سے مشرف ہوا ہے کلکتہ | اوسے بھی شرف سعادت نشان مبارک ہو

خوشی کا دن ہے خوشی کی گھڑی ہے ہمنفسو | ہر ایک لحظہ ہر اک پل ہر آن مبارک ہو

وہ دن ہے آج کہ ہے روز عید اس کے جل — خوشی سے کہتے ہین پیر و جوان مبارک ہو

ہین شاد شاد ہر اک سمت آج ہر کہ و مہ — نکل رہا ہے زبانون سے ہان مبارک ہو

ہنسی خوشی سے میرا باوشہ وطن آیا — اے دوستو کہو آلیسین ہان مبارک ہو

فراخ حوصلہ و قدح خوار کیفی کو — شراب مدح شہ کامران مبارک ہو

صغیر جناب محمد حبیب الدین صاحب تلمیذ حضرت میکش صاحب

شاہ دکن و آصف گردون وقار کا — فتح و ظفر تو اونکا اک ادنا غلام ہے

تاریخ طرح مصرعہ مین مین کہدیا صغیر — آئے حضور بلدہ مین کیا دہوم دھام ہے

ولہ

میر محبوب علیخان شاہ آصف فتح جنگ — آئے کلکتہ سے با فتح و ظفر دلشاد شاد

ہے دعا بس اس صغیر ناتوان کی روز و شب — آپ اور فرزند نیک اختر ہمیشہ شاد باد

مسرور جناب محمد ابراہیم صاحب تلمیذ حضرت میکش صاحب

دیرینہ کار مثل سکندر نظام ہے — مقبول خلق شاہ کا ہر ایک کام ہے

کلکتہ سے نصرت و فتح و ظفر کے ساتھ — آئے حضور بلدہ مین کیا دہوم دھام ہے

آصف کا وصف کیون نکرے ولی [illegible] — جاہ و حشم مین جم سے بھی بڑہکر نظام ہے

شام و عراق و روم پہ کچھ منحصر نہین — مشہور سب جہان مین آصف کا نام ہے

نقل سمند شاہ کی تعریف کیا لکھون — گو وہ ہلال رنگ پہ ماہ تمام ہے

اوراق آسمان و زمین پہ ہین وصف سے — لیکن مدیح شاہ دکن ناتمام ہے

اک روز اسطرف بھی کرم کی ہو اک نظر — یہ جان نثار آپ کا ادنی غلام ہے

مسرور ہی فدا نہین لطف عمیم پر — بلکہ نثار فیض ہر اک خاص و عام ہے

سرسبز بارور رہے نخل مراد شاہ — مسرور کی دعا یہ خدا سے مدام ہے

محمد احمد صاحب تلمیذ حضرت مسکین تہانوی

آئے ہین میرے شاہ سفر سے ہنسی خوشی
جسکے سبب تباہی دکن کی نجات ہے

صبا یہ حق سے مانگئے عابد بصد خوشی
ہو عمر اونکی جیسی خضر کی حیات ہے

مغزز - جناب غلام محی الدین صاحب نقی تلمیذ حضرت مسکین صاحب

زاہد کو ذکر مذہب و ملت دوام ہے
ہمکو تو اپنے یار کی یاری سے کام ہے

کب خواہش دلی ہے کہ مشہور خلق ہون
قایم رہے تو اس سے ہی اپنا بنا نام ہے

دنیا مین بامراد ہون عقبےٰ مین سرخرو
اللہ سے دعا یہ میری صبح و شام ہے

کچھ بھی نہین بگڑتا رقیب اب بجا کرین
ہمکو تو اونسے خوب پیام و سلام ہے

الکدل ہر ایک ہو کے سلیقی کہہ رہی ہین آج
آئے حضور بلدہ مین کیا دھوم دھام ہے

ہم دے رہے ہین دعا اوس جناب کو
وہ والیٔ دکن جو ہمارا انتظام ہے

اوس شوخ سے یہ کہدے صبا آج جا کے تو
عاشق کا چند روز مین قصہ تمام ہے

او شوخ کچھ تو رحم ہو مجھ خستہ حال پر
کیون ظلم مجھ غریب پہ کرتا دوام ہے

ہم عاصیون کو خوف نہین روز حشر کا
حامی ہمارا بھی وہی خیر الانام ہے

کیونکر نہ جان فدا کرے ہر ایک شیدا
روز ازل سے اونکا مغزز غلام ہے

راوق - جناب حافظ عبد العزیز خان صاحب تلمیذ جناب مسکین صاحب

کیا جشن آمد شہ گردون مقام ہے
زاہد کے ہات مین بھی صراحی جام ہے

مصرع یہی زبان زد ہر خاص و عام ہے
آئے حضور بلدہ مین کیا دھوم دھام ہے

شہر مین چار سمت یہی دھوم دھام ہے
بلدہ مین آمد شہ ذی احترام ہے

دلمین ہمارے الفت خیر الانام ہے
دوزخ کا خوف ہمکو نہ جنت سے کام ہے

ہر وقت اپنو ورد زبان تیرا نام ہے
تیری ہی یاد مجھکو بس اب صبح و شام ہے

وحشت بڑھی ہوئی ہے جنون کا ہی زور و شور
سر پر سواد عشق علیہ السلام ہے

شہ کے رخ و جبین سے نہ روشن ہو کیون جہان
خورشید یہ ہے اور وہ ماہ تمام ہے

دولت تری کنیز ہے وہ بادشہ ہے تو
اقبال کیا ہے اک ترا ادنےٰ غلام ہے

اللہ عمر خضر دے شاہ نظام کو
راوق۔ دعا ہماری یہی صبح و شام ہے

سلیس جناب مومن علی صاحب تلمیذ مولوی حکیم قاسم شریف صاحب کاشف آغائی ابو العلائی

ورد زبان خلق یہی صبح و شام ہے
شاہ دکن ہمارا عجب نیک نام ہے

کلکتہ سے دکن مین جو آئے نظام ہے
ہر سمت تہنیت کی مچی دہوم دہام ہے

شمس و قمر کی عمر ہو اپنے حضور کی
اللہ سے دعا یہ میری صبح و شام ہے

تیری بہادری و شجاعت کو دیکھکر
حیرت زدہ جہان مین سہراب سام ہے

اک گھاٹ شیر و بکری کو پانی پلا دیے
کیا خوب بادشاہ کا یہ انتظام ہے

خوش بختی پہ آپکی اے آسمان وقار
لونڈی ہے مشتری تو ثریا غلام ہے

کہتے ہین بار بار یہ مصرع سلیس ہم
آئے حضور بلدہ مین کیا دہوم دہام ہے

قطعہ

کسکی آمد ہے شور کیسا ہے
بحر فیاض السنہ جان تو نہین

جوش زن ہو رہا دل ہے میرا
آصف اعظم جان تو نہین

رشید۔ جناب سید رشید الدین صاحب قادری خلف مولوی سید عزیز اللہ صاحب برہانپوری

والی ہین سب کے شاہ دکن آصف زمن
ہر ایک کام انکا مفید الانام ہے

حضرت سخا و جود کے معدن کرم کے ہین
حاتم بھی جنکے سامنے ادنیٰ غلام ہے

خوش حال انکے وقت مین ہین ذی کمال آب
آرام خلق کا بھی بہت انتظام ہے

ویران ہند کے ہوے اکثر دیار و شہر
آباد فضل حق سے یہ ملک نظام ہے

کلکتہ کے سفر سے مظفر مع حشم
آئے حضور بلدہ مین کیا دھوم دھام ہے

ہے اتفاق اسپہ سبھی خاص و عام کا
شہ کا سفر مفید خواص و عوام ہے

مداح و جان نثار ہے شہ کا وزیر فوج
مشہور سارے شہر مین وہ نیکنام ہے

پاتا ہون یومیہ مین خزانہ سے شاہ کے
آرام سے گذرتی ہے راحت مدام ہے

باخیر و عافیت رہین سلطان امی رشید
ہر دم میرا وظیفہ یہی صبح و شام ہے

قطعہ دیگر

حاکم ہو ملک شعر کے اے شاہ خوش بیان
ہر اک کلام آپکا بالا کلام ہے

انداز بھی نئے ہین مضامین بھی نئے
بندش کلام کی بھی نہی لاکلام ہے

احسن جناب محمد حسن صاحب تلمیذ حضرت شوق جعفری

ہزار مژدہ بسوے چمن بہار آمد
برائے اہل دکن باد عطر بار آمد

زفیض باد صبا باغ سبز و مثمر شد
ببین کہ شاہد تا میہ در بہار آمد

بفرط مکنت و جاہ و وقار سوے دکن
ہزار شکر خدا شاہ نامدار آمد

بسوے ملک دکن از حصار کلکتہ
بفضل خالق کونین شہریار آمد

زچشم بد رخ خوب ترا خدا حافظ
بطمطراق بصد زیب شہسوار آمد

ورود کرد کنون شہریار و شہزادہ
خوشی بقلب بہی خواہ بار بار آمد

بحفظ و امن بناز و براق اے احسن
کہ سوئے تخت بشادی بے شمار آمد

حلیم جناب جنادہن ثریا صاحب فرزند راے سورج ثریا صاحب حیدر آباد دکن

شادی رچی ہے بلدہ مین کیا دہوم دہام ہے — ہے روز جشن کیون نکرے خاص و عام ہے
خوشبو گلون سے آتی ہے رونق فزا ہوا — آئے حضور بلدہ مین کیا دہوم دہام ہے
گل تو کھلا ہے باغ مین گلشن بنا دکن — اچھا ہوا سفر یہ خوشی صبح و شام ہے
شمع جمال پہ تیری حورین کرین خوشی — یہ روشنی جہان مین ہو ہر دم قیام ہے
آصف کو جان و مال سے اپنے نہین دریغ — توصیف کر رہے ہین کہ شاہی کلام ہے
شہرت ہے انکے علم کی ایسی جہان مین — ذی علم و پر ہنر ہے بہت نیکنام ہے
بشاش ہے رعیت و حکام شاد ہین — اس عدل پہ صدا ہے کہ خیر الانام ہے
جبتک ہے آسمان کے لئے گردش سعید — خرم رہے نظام دعا ہے غلام ہے
مدح حضور مین ہے دعا گو حکیم آج — مضمون غزل کا میرا دعا پر تمام ہے

فراق جناب ابوالحسن سید عبداللہ صاحب تلمیذ حضرت لایق

ملک دکن مین آج جو یہ انتظام ہے — کیونکہ نہو کہ شاہ یہان کا نظام ہے
شاہ دکن کی کیون نہ ہو شہرت جہان مین — عادل ہے اور شجیع ہے ذی احتشام ہے
ہے روشنی کہین کہین جلسہ مشاعرہ — شاہ دکن کے آنیکی کیا دہوم دہام ہے
سایہ دکن پہ انکا رہے تا ابد مدام — لاریب سایہ حق کا یہ ای خاص و عام ہے
احباب تیرے شاد ہون دشمن ہون پائمال — اللہ سے یہ اپنی دعا مستدام ہے
عمرت دراز باد کہ تا دور مشتری — خالق سے التجا یہ میری صبح و شام ہے
چاہے سپید کیجئے یا کیجئے سیاہ — دل سے فراق آپکا اے شہ غلام ہے

فدوی جناب کملاپت تا صاحب فرزند رای سورج نرائن صاحب شاگرد حضرت حشمت حیدرآبادی

جسکے ثنا مین آج یہ میرا کلام ہے — ملک دکن کا شاہ حضور نظام ہے

فیاض وہ حضور ہیں میرے کہ آجکل
دولت سے جنکے پرورش خاص عام ہے

ملنے گئے تھے شاہ مرے ویلسے سے
جنکا کہ سارے ہند میں خوش انتظام ہے

لایق ہیں اور قابل تحسین آپ ہیں
کرزن جو ویلسرائے بہادر کا نام ہے

لیکن عمدگی سے شاہ کی مہمانداریاں
جس سے کہ خوش دکن کا ہر اک خاص عام ہے

کلکتے سے خوش آئے ہمارے جو کجکلاہ
اوسکی خوشی میں چار طرف دھوم دھام ہے

صورت سے ہر بشر کے بشاشت کا ہے ظہور
اور جا بجا سے لوگوں کا اژدہام ہے

ہر کوچہ و گلی میں ہوی روشنی ہے آج
ہر ایک کے مکان میں بھی انتظام ہے

دعوت کہیں ڈنر ہے کہیں اہتمام سے
ٹی پارٹیز کا بھی کہیں اہتمام ہے

باغ دکن بنا ہے ارم سے بھی کچھ سوا
جنت کو آج میرا یہیں سے سلام ہے

شہ کو رکھے خدا خوش و خرم تمام عمر
عمر خضر عطا ہو دعائے غلام ہے

شہ کی بہادری و دلیری کو کیا کہوں
ہر روز سر عدو کا ہے شہ کی حسام ہے

جاہ و جلال عیش و مسرت کے واسطے
ہر ایک کا فرض ہے یہی التزام ہے

واللہ نہیں سماتے ہیں جامہ میں اپنے آج
فدوی قدیم سے جو غلام نظام ہے

نظیر جناب کرده گرداری پرشاد صاحب شاگرد محمد نصیر الدین سالک شاہ علیہ بندہ

آئی بہار باغ میں عشرت مدام ہے
ورد دہان سے میرے خوشی کا کلام ہے

محمود نام پاک سے اہل دکن ہیں کیا
گلشن میں گل کے آنے سے کیا اژدہام ہے

آباد حشر تک یہ چراغ دکن سے ہے
ہر دم خدا سے عرض یہ کرتا غلام ہے

بلبل چمن میں چہچہے کرتی ہے کسقدر
اس گلستان میں شاد گل لالہ فام ہے

مخفی نہ ہے بات چھوڑی ذری سنئے منعمو
گل کا ر بار خلق میں مشہور دام ہے

زر چرخ گر ہوا تو نظر آتی ہے بہار ۔ حضرت یہ زر کی روشنی ہر ہر مقام ہے
دیکھو تماشہ بینو نکا بلوہ ہے کسقدر ۔ آتے حضور بلدہ مین کیا دہوم دہام ہے
کرنا نگاہ غور یہ قدرت کے کام مین ۔ بے زر کی روشنی اسکا عجوبہ نام ہے
در پردہ ہے نظیر نظر تیری خلق مین ۔ تو شعر یہ غزل ہے کلام اختتام ہے

جوشش جناب غلام محی الدین صاحب قاضی گہن پورہ

اے ہمایون آصف و مسعود بخت ۔ ہے دعا یہ ہر گہڑی ہر آن و ہر وقت
اختر فتح و ظفر رخشان رہے ۔ تا ابد تمکو مبارک ہووے تخت

قطعہ تاریخ اردو

آئے سفر کلکتہ سے ۔ وہ شاہ نہین جنکا ثانی
الف الہام سے سن ہے عیان ۔ تو آگئے ظل رحمانی

قائل جناب شیخ احمد صاحب تلمیذ حضرت لائق صاحب

رباعی
اے ظل خدا بحر سخاوت کے گہر ۔ وہ ہے کان عطا شاہ دکن نیک سیر
اللہ سے ہر لحظہ ہے قائل کی دعا ۔ سرکار کو سیر یہ مبارک ہو سفر

ایضاً
سچ ہے کوئی بارگاہ دیکہا ہی نہین ۔ آصف سا یہان بادشاہ دیکہا ہی نہین
جیسی ہے رعایا سے محبت اون کو ۔ ایسی کسی شاہ کو دیکہا ہی نہین

صبر جناب محمد وزیر علی صاحب حیدر آبادی

لا ساقیا مے کہ مسرت نشان آئے ۔ وہ مے دے کہ محتسب کا ایمان آئے
مے پیکے جہان بخشش ہو کر سیر ۔ ہون موج سرا کہ شاہ سلطان آئے
اے ابر کرم خوشی کا برسا برسات ۔ صد کان سخا و بحر فیضان آئے

دعوت گئے ویسرائے کلکتہ مین	آصف وہان جا کے شاد و فرحان آئے
با جاہ و جلال و عز و شان و عظمت	محبوب علی دکن کے سلطان آئے
با فوج جری و جان نثار و چالاک	سلطان معہ جملہ خیر خواہان آئے
جو کچھ تھے دلون مین اونکے ارمان نکلے	ملک میزبان سے مہمان آئے
آصف کے جناب رب نکالے ارمان	شہزادۂ شہریار دستادان آئے
کثرت سے خوشی منا رہی ہے خلقت	وہ ظل آلہ خوش خرامان آئے
آنکھین کئے رہ مین ہم سلیمانی فرش	قربان گئے دل کہ جسم اور جان آئے
شاہنشہ کو جب صبیر دیکھا یہ کہا	ہے شکر وہ ثانی سلیمان آئے

قطعات جناب حلیس صاحب تلمیذ کاشف صاحب

گوہر یکتائے تاج تاجدار		بحر فیاض سخائے روزگار
باعث جود و نوال آصفی	قطعہ	میر محبوب علیخان نامدار
ہست از تو التجائے کردگار		روز ہی عمرش کن ہر یوم صد ہزار
بر عدو غالب بماند تا ابد	قطعہ	میر محبوب علیخان نامدار
آمد شاہ خوبی خورشید		کردی سب دور اضطراب دکن
روشنی ہر جگہ یہ کیون نہ ہے	قطعہ	رونق افزا ہے آفتاب دکن
آمدہ از مقام کلکتہ		نیز ماندش بجائے گلبرگہ
شد صدو یکہزار سفدہ سال		شد ورود حضور در بلدہ

مدرسہ - جناب محمد بختیار الدین صاحب شاگرد جناب ... صاحب

بکرد و فر ز سفر باز شہریار آمد	ہزار مژدہ بباغ دکن بہار آمد

بشان و شوکت و عظمت ز سیر گلکته — خوشا بابت سبب نصرت شہم سوار آمد
بشاہِ آصفِ عادل و ہم ولیعہدش — طعام دعوتِ داعی چہ خوش گوار آمد
چو دید داعی آصف جلوس آصف جاہ — بگفتا بہ تو نثارم بصد وقار آمد
کہ ذات صولت و نصرت و ہم شجاع و شکوہ — سپہر کابِ شہ باسپہ نثار آمد
کسی بگوش رساند خدایا کین مژدہ — کہ باشد ملک امانی بشہر برار آمد
خوش است شاد ز بہ سخنور سے یکتا — بنا جلسہ شہر سے زدہ استوار آمد
بہر کمال و جلالت و ہم سہام گری — بشوق بوسہ اقدام تاجدار آمد
غریب نذر جستہ بجر شرف ورود — غزل نوشتہ بحضرت امیدوار آمد

برہان - جناب محمد برہان خان صاحب فرزند فیض اللہ خان جمعدار رسالہ
مرزا ثابت علیخان بہادر شاگرد حضرت عہدی تخلص

عالم میں وہ شجاع و لاور نظام ہے — ترکون کی جسکے سامنے ترکی تمام ہے
نوشیروان ہے عدل میں حاتم ہے جود میں — لائق ثنا کے جسکے وہ والا کلام ہے
دیکھا ہے ہمنے آصف عادل کے عہد میں — ہر گھر دکن کا رشکِ دار السلام ہے
گردون سے ہمسری نہ ہو کیون اس ملک کو — آیا دکن میں غیرت ماہ تمام ہے
شاہ کریم و عادل و منصف کیواسطے — جتنا سوا ہو شہر کا کم اہتمام ہے
ملک دکن بنا ہے نمونہ بہشت کا — یہ دھوم ہے کہ آمدِ شاہِ نظام ہے
آصف رہے مدام سرور و نشاط میں — جبتک جہان میں ساقی و مینا و جام ہے
اللہ عمر نوح دے شاہ نظام کو — فرزند کو بھی اوسکے جو عالی مقام ہے
برہان کی یہ دعا ہے کہ آصف کو ہو بقا — جبتک جہان میں خالق اکبر کا نام ہے

قدرت جناب محمد قدرت اللہ صاحب فاروقی

بشہر خویش مبارک چو شہریار آمد ⁂ زشوق و نصرت و فرحت سپہ نثار آمد

ای عندلیب سخنور بیا بسرعت خوش ⁂ ہزار مژدہ بباغ دکن بہار آمد

حضور دارد گلگشت چون شدہ آندم ⁂ ببود و روز بانہا کہ تاجدار آمد

پئے پیشوائے سلطان دلیر لئے ہند ⁂ برہنہ سر و پیادہ بانکسار آمد

بگفتا داعی بیا و چشم با نشین ⁂ شوم فدائے قدرت با انتظار آمد

خوشا نصیب کہ شاہ دکن بصد اجلال ⁂ بپاس خاطر احقر و تابعدار آمد

خوش است شاہ دکن خویش بدار الخلافہ ⁂ ز لطف شاہ ولایت بذو الفقار آمد

شود صمیم خوشدل مشاعرہ خوشتر ⁂ بشرف آمد سلطان شاندار آمد

شدہ بزمرۂ شعری این خلفاء قدرت ⁂ بسان طوطی ثنا خوان شہریار آمد

ایضاً جناب قدرت اللہ صاحب قدرت

اعزاز و احترام سے آمد نظام ہے ⁂ نصرت کنیز شاہ زمانہ غلام ہے

انتیس آج ماہ مبارک صیام ہے ⁂ آئے حضور بلدہ مین کیا دھوم دھام ہے

گھر گھر ہے شہرہ اور زبان زد یہ عام ہے ⁂ آئے حضور بلدہ مین کیا دھوم دھام ہے

اسٹیشن سے لگے تا بملک پیٹھ دو طرف ⁂ پیدل سوار لین کا کیا اہتمام ہے

گاڑی مین بادپا کی سوار ہو کے چلے حضور ⁂ تھے خوش خرام جیسے فدا خود خرام ہے

تھی روشنی عجیب بحالت وہ نہار ⁂ حیرت سے کہتے لوگ یہ دن ہے یا شام ہے

ہے لطف و پیار شہ کا رعایا پہ ہر گھڑی ⁂ اور سب رعایا دل سے فدائے نظام ہے

جلسے کے سرپرست ہمارا جہ شاد ہین ⁂ بانی مشاعرہ سخن ضیغم ہمام ہے

لکھنا تھا حکم لکھہ یا قدرت نے یہ غزل | کرنا شریک غزلون مین جو نظم کا کام ہے

احمد جناب احمد حسین صاحب تلمیذ جناب جوہری صاحب

شہ کے جانے سے تھی دکن پہ خزان | اور سب تنگ رہے تھے راہ نظام
واپسی دیکھہ دل سے کھل کے کہا | مثل خورشید آیا شاہ نظام

۱۳۱۰ ف

ایضاً

آئی بہار ساقی معطر مشام ہے | لبریز تو ملون مین مئے لالہ فام ہے
دو چار جام دے مئے گلگون کے ساقیا | موزون ہو طبع آمد شاہ نظام ہے
محسن ہے خیر خواہ خلایق ہے یہ نظام | مین مدح خوان ہون مدح سرائی کا کام ہے
کثرت سے ہین دکن مین مسرت نمائیان | آئے حضور بلدہ مین کیا دہوم دہام ہے
کلکتہ جاکے آیا جو دلشاد با مراد | حامی ازل سے شاہ کا خیر الانام ہے
مثل شب برات منور ہوی ہے شب | خلقت کا بہر سیر پڑا اژدہام ہے
آنے سے شہ کے رشک ارم بنگیا دکن | عید مہ صیام کا مہ یہ نظام ہے
بیمثل و بے نظیر ہے جاہ و جلال مین | محبوب رب سے ملتا ہوا جس کا نام ہے
احمد دعاے خیر مین مصروف ہو مدام | آصف کا جاری خلق مین کیا فیض عام ہے

نفیس جناب بھوانی پرشاد صاحب وکیل درجہ اول

صل علے کا چار طرف شور عام ہے | آئے حضور شکر خوشی کا مقام ہے
لکھتا ہون مدح شاہ دکن بس ادب کیساتھ | اے خامہ سر جھکا کہ ادب کا مقام ہے
ایسا فریس با عدل و عادل نہیں ہوا | نوشیروان کا صفت ارسطو کا نام ہے
دنیا کے شہ ستارے ہین بیشک یہی ہے شمس | شاہ نظام خسرو عالی مقام ہے

آزردہ دل فگار پریشان ہی جہان — خلقت خدا کی جیسے یہان شاد کام ہے

فن سپہ گری مین عدالت مین بیمثل ہین — مداح جسکا ایرلنڈ و روم و شام ہے

دیکھا نہ جسنے خسرو جمشید و کیقباد — سرتاج سب کا آج وہ شاہ نظام ہے

بندوق جان ستان ہے جگر دوز ہے سہم — دشمن کا خون بہانے کو تشنہ کی حسام ہے

شاہ جہان ہین غاشیہ بردار جیسے شہ — فغفور خدمتی ہے تو خاقان غلام ہے

اقبال دست بستہ جلو مین ہے صبح و شام — بامدہی ہے یہ کنیز ظفر کا پیام ہے

کمدیدہ ہوتے ہند مین دنیا و کاخ دین — قایم اسکی ذات سے دار السلام ہے

بیداد جو کریگا سزا پائیگا ضرور — اس شاہ دادگر کا یہی حکم عام ہے

فضل خدا طفیل نبی و علی نفس — ہو حکمران جہان نہ دہلی کے غلام ہے

سائل جناب بندہ علی صاحب تلمیذ حضرت شایق

قطعہ

ملک دکن مین آج جو یہ انتظام ہے — شاہ دکن کے آپکی سبب ہو مدام ہے

ہر سمت ہر طرف یہی مشہور عام ہے — والی دکن کا آصف گردون مقام ہے

فتح و ظفر ہمیشہ معاون رہین ترے — ہر خاص و عام کی یہ دعا مستدام ہے

کام آونگا مین دولت و تلوار و فوج سے — اسپیچ مین جو شاہ کا اپنے کلام ہے

جاتا نہین کلام ہمین اسمین کچھ ذرا — جو شاہ کا مرام وہ اپنا مرام ہے

سایہ سے چار یار کے شاہ دکن مرا — عادل سخی بہادر و ذی احتشام ہے

عمرت دراز باد کہ تا دو ستدی — سائل کے حق سے عرض یہی صبح شام ہے

دریا جناب گورنمنٹ بی صافر بندرا جی جبلی جنا اوکل معتمد لمینو ہرس ڈبٹنگ کلب شاگرد رستم صاحب

ایسا نہ کوئی دہر میں عالیمقام ہے
جیسا ہمارے ہند میں شاہ نظام ہے

باعث ہے فخر ہند کا اور اہل ہند کا
عاشق ہزار جان سے ہر خاص و عام ہے

کلکتہ سے ہوئے ہیں جو واپس بعز و شان
آمد کا شاہ کے یہ ہوا اہتمام ہے

صد بانیں کمانیں ہیں آراستہ ہے شہر
آئے حضور بلدہ میں کیا دہوم دام ہے

جس چوکڑے میں شاہ ہیں رونق فزا ہری
اور سیر عجیب لطف ہے اور احتشام ہے

آئی سواری شاہ کی با کروفر ہے آج
سٹر کو نیہ پہر دید عجیب ازدحام ہے

بزمیں رچی ہیں آج دکن میں ہزار ہا
چلتا ہر ایک بزم میں عشرت کا جام ہے

قایم رہے ریاست شاہ دکن بدیر
درگاہ کبریا میں یہ عرض غلام ہے

جب تک فلک پہ نجم ہیں اور مہر و ماہ ہیں
قایم رہے نظام دعاے عوام ہے

اہل دکن کے سر پہ یہ دایم رہیں نظام
درنا کی بس دعا یہ صبح و شام ہے

کہیے پھر اک مطلع ثانی او وصف شاہ
بہتر یہی زمین شعر سر افراز اتمام ہے

مطلع ثانی

بذل عمیم شاہ بہر خاص و عام ہے
نیکی میں اپنے شاہ مرا نیک نام ہے

خرم رہیں وہ آل و اولاد و ملک سے
حق میں حضور کے یہ دعاے مدام ہے

کاسئہ سر عدوے حضور نظام کو
صمصام کو ازل سے یہی اقتسام ہے

اہل دکن و اہل ہنود و یہود کو
حضرت کی ذات پاک سے بس انتظام ہے

روک اب زبان کو اپنی تو درنا ادب کیا
شعرا کا یاں پہ اعلے سے اعلی کلام ہے

شمس جناب مرزا شمس الدین بیگ صاحب خلف مرزا ظہور بیگ صاحب مرحوم
سابق سررشتہ دار مجلس عالیہ عدالت

کہتے ہین جن و دیو و ملایک بشر سبھی — آئے حضور بلدہ مین کیا دھوم دھام ہے
لاکھون چراغ سیکڑون قندیل بھی ہین — پولس کا بھی دورویہ عجب انتظام ہے
سنکر خبر کہ آتے ہین وہ شاہ نیک نام — آئے تھے پیشوائی کو سب خاص و عام ہے
موتی گلی سے اسٹیشن ریلوے تلک — لوگون کی دھوم دھام کا اک اژدہام ہے
ہر دم دعا یہ شمس کی ہے روز و شب خدا — قایم رہے نظام کا جو احتشام ہے

فرحت جناب بالا پرشاد صاحب تلمیذ مولوی محمد سلیمان صاحب مہدی

آئی بہار شہر مین اب دھوم دھام ہے — کلکتہ کے سفر سے جو آیا نظام ہے
رستم دلاوری مین ہے کسریٰ ہے عدل مین — بحر کرم ہے اور سخا لاکلام ہے
کوئی سبب تو ہے جو رعایا ہے جان نثار — ہر شخص کی زبان پہ ہے آیا نظام ہے
گردون بھی بار منت شہ سے ہے سرنگون — اتنی ترقیون پہ نواب فیض عام ہے
یارب تو بخش تخت سلیمان حضور کو — میری دعا خدا سے یہی صبح و شام ہے
جب تک کہ تخت و تاج ہو شہ تاجور رہے — جب تک جہان مین ہو کہ جہان کو قیام ہے
فرحت کی یہ دعا ہے کہ قایم رہے مدام — آصف دکن کا جو شہ عالی مقام ہے

قابل جناب علی رضا صاحب تلمیذ مولوی حیدر الدین صاحب عالی مہتمم صدر شفاخانہ سرکار کے

ذی رحم بادشاہون مین ایسا نظام ہے — جو شخص چاہے وہ لیلے وہ سبکا غلام ہے
ملکون مین اوسکے جود و سخاوت کا نام ہے — فیض و کرم زمانہ مین اوس شہ کا عام ہے
ہم جان و دل سے شاہ کے اپنے مطیع ہین — ہم مقتدی ہین اوسکے وہ اپنا امام ہے
جھکتے ہین سر بڑے بڑے سرکشون کے یان — وہ ذی حشم ہے شاہ وہ ذی احترام ہے
رتبہ رہے بلند فزون اوسکی عمر ہو — جب تک جہان مین چرخ برین کا قیام ہے

قطعہ بند

شہر دکن بنا ہے جو یوں غیرت چمن
یوں ہر طرف جو روشنی کا انتظام ہے

چھوٹا بڑا تماشہ کو نکلا ہے گھر سے آج
ہر سو تماش بینوں کا اک اژدہام ہے

دلکو یہ فکر تھی کہ ندا آئی غیب سے
شہ کے سفر سے آنیکی یہ دھوم دھام ہے

قابل کی یہ دعا ہے سلامت رہے مدام
محبوب بادشاہ دکن جسکا نام ہے

جاہ۔ جناب میرزا اصغر علیصاحب تلمیذ حکیم میر عنایت علی صاحب حمید

ہر سمت روشنی ہے بڑا اژدہام ہے
آئے حضور بلدہ میں کیا دھوم دھام ہے

کلکتہ سے پھرا جو باقبال و فتحمند
آصف خطاب اوسکا ہی محبوب نام ہے

یہ وہ سخی ہے جسنے گدا کو کیا امیر
حاتم بھی جسکے در کا گدا کا کلام ہے

گا اک شاعر نیک کہ ہیں حق پرست ہم
رندانہ اسطرح کا ہمارا کلام ہے

افعال بھی ہیں شاہ مرے بادشاہ کے
شہ کا کلام بھی تو ملوک الکلام ہے

ہو جاہ پہ کرم کی نظر اے شہ دکن
مشہور گو سخا میں تمہارا نام ہے

فرید۔ جناب غلام جیلانی صاحب شاگرد جناب لمعہ صاحب

خلقت میں چار سمت یہی شور عام ہے
آئے حضور بلدہ میں کیا دھوم دھام ہے

عیش و طرب کا شہر میں سب انتظام ہے
اب آمد آمد شہ عالیمقام ہے

کیوں فخر خادمی کا نہ حاصل ہو آپ سے
دل سے جو اس نظام کا ادنی غلام ہے

خلق خدا کو کیوں نہو آرام خلق میں
سایہ فگن دکن پہ جو شاہ نظام ہے

جود و عطا کی مجھپہ بھی ہو جائے یک نظر
سرکار کا تو لطف و کرم سب پہ عام ہے

حق نمک ادا کیا اسے مست ادریا
شاہ دکن کا تو بھی اک ادنی غلام ہے

تمت

رفعت - عالیجناب راجہ راجان مہاراجہ آصف نواز ونت بہادر صدر محاسب صاحب سرکار عالی

جور و جفا کا نام اگر لطف عام ہے
بس دور ہی سے آپکو میرا سلام ہے

کیا قدر و منزلت مرے آگے ہما کی ہو
سر پہ جو میرے سایۂ شاہ نظام ہے

رتبہ یہ ہے بلند مرے بادشاہ کا
درباں ہے دارا اوسکا سکندر غلام ہے

شاہان دہر پر ہے فضیلت نظام کو
تسبیح مین بھی دیکھو تو افضل امام ہے

پہلو دبا کے بیٹھے ہین اغیار تیرے پاس
خلوت مین چل کہ تجھسے مجھے کوئی کام ہے

روشن جہان ہو گیا جبدم اوٹھی نقاب
رخسار یار ہے کہ یہ ماہِ تمام ہے

سب شغل کر رہے ہین مگر ایک ہم نہین
خالی ہی میکدہ مین کوئی اور جام ہے

ظاہر ہے خال و خط سے ترے یار دلربا
دانہ وہ مرغ دل کے لئے ہے یہ دام ہے

مین تو فراق یار مین روتا ہون رات دن
برسات کا زمانہ مرے گھر مدام ہے

رخسار کے قریب مزہ دی رہی ہے زلف
سب کہہ رہے ہین کچھ ہی سحر کچھ ہی شام ہے

رفعت کے گھر وہ آئین شب ماہ کی طرح
بیفائدہ خیال ہے سودائے خام ہے

ضیغم - خاکسار محمد عبد اللہ خان داماد آنریبل نواب شرف الامرا مرحوم بانی جلسہ

کلکتہ سے جو آئی سواری نظام کی
اللہ رے خوشی سے خوشی خاص و عام کی

باغ دکن مین آئی بہار طرب فزا
زاہد کے دل مین بہی ہے ہوس ہی جام کی

واعظ ہے جوش بادۂ عشرت سے بیخبر
بھولا ہوا ہے بحث حلال و حرام کی

دیکھو جو محتسب کو تو مست ہے نشاط
مطلق خبر نہین ہے غم انتقام کی

اک اک ہے جام عیش سے ایسا چھکا ہوا
رندونکی کچھ نہ پوچھئے اونکی تو بن پڑی
سرشار ہین شراب مسرت سے خاص و عام
بے اختیار جملہ نمک خوار خوش ہوے
مصرع یہ ہر بشر کی زبان پر خوشی سے تھا
ہین ہون کسی شمار مین کیا حوصلہ مرا
اے شاہ تجھپہ ناز سخاوت کو کیون نہو
دم مارے تیرے سامنے لقمان کیا مجال
ہنوز زبان پہ الہی ایام کیا کرے
وہ شہ کہ جسکی بزم کا ساغر جہان نما
کانپین ہین وہ سپہر فلک فرط خوش شاہی
انعام و جود و داد و دہش بخشش و کرم
حق یہ ہے کہ ہین عدل مین انصاف شاہ دین
دشمن خراب خستہ ہون اور دوست شاد ہون
ضیغم تو لطف شاہ کا امیدوار رہ
مجھ و ما فہیت ضیغم سخن سے
کیا سرا ایک سے تو دل شاد ہو کر
آمد سفر شاہ ہے مثل خورشید
اپنی مصرعہ خوش لو نشست کا ضیغم

اپنی نہ ہے خبر نہ خبر صبح و شام کی
ہردم پڑے ہین دھن مین مئے لالہ فام کی
ایسی خوشی ہے آمد شاہ نظام کی
صورت جو دیکھی شاہ ذوی الاحترام کی
ہو عمر شاہ خضر علیہ السلام کی
مدحت لکھون جو آصف عالی مقام کی
اک قوم ہیچ گنتی ہے تیرے فیض عام کی
سحبان کو تاب کب تیرے آگے کلام کی
ہے دست عدل شہ مین زمام انتظام کی
توقیر اوسکے سامنے کیا جم کے جام کی
لرزان ہوئی جھلک جو جنبش اوسکے حسام کی
جوہر ہے سبطرح کے ذات مین شاہ نظام کی
شہرت ہے روم و شام مین آجتک نام کی
اپنی تو بس دعا ہے یہی صبح و شام کی
لیکے خبر ضرور وہ اپنے غلام کی

قطعہ ضیغم

شہ عادل لقب تشریف جب لائے
مبارکباد حضور واندہ آئے

رباعی

دل شاد و طرب ناک ہر یک گردید
فرمود مراجعت بخیر آمد

۱۳۰۹ ف

اللہ ذو العظمۃ

غزل ریختہ قلم سحر کار معجز نگار خضر سرچشمہ سخن مسیحای جان
بخش ہنر و فن ادا بند معانی طرز شناس سخندانی خدیو
قلمرو خوش مقالی خسرو ملکِ نازک خیالی مالک ازمۃ
التقریر و التحریر سلطان فلک سریر سکندر شوکت سلیمان رفعت
السّلطان المعظم والخاقان المفخم بعید الہمم قریب الہمم نظامِ امور الامم
ملاذ العرب و العجم نظامُ الملک و الملّۃ والدّین ظلّ اللّٰہ فی الارضین
قدر قدرت اعلیٰ حضرت نظامُ الملک آصفجاہ

نواب میر محبوب علیخان بہادر فرماندۂ دکن

خلد اللہ ملکہ واقبالہ وضاعف مجدہ واجلالہ وافاض علی العالمین برہ

واحسانہ وابد فی الملوک سلطانہ بحرمت جد الحسین والحسن

مثل خورشید قیامت یہ تابان دیکھا ۔ جو سنا تھا نہ کبھی وہ شب ہجران دیکھا

خواب میں ہمنے نہ کیا جلوۂ جانان دیکھا ۔ دیکھنا تھا جسے دیکھا کبھی عنوان دیکھا

دلکو دلدار کا بس تابع فرمان دیکھا ۔ ہمنے کافر اسے پایا نہ مسلمان دیکھا

داد دی ہمنے اوسنے بھی رہ انصاف ۔ باوفا ہمنے تو محبوب علیخان دیکھا

جہانتک کرون دیوار سے اغیار کو ساتھ ۔ نہیں دیکھا نہیں دیکھا تجھے ہان دیکھا

جسکی خلقت میں ہے سختی نہ بین کیون دلگیر ۔ ہمنے کھلتے نہ کبھی غنچۂ پیکان دیکھا

دل وہ دل ہے جسے پہلو سے دلارام ملا ۔ آنکھ وہ آنکھ ہے جسنے رخ جانان دیکھا

پاس جاکر جو سر راہ کیا مین نے سلام ۔ پھر اوسنے وہین سوئے نگہبان دیکھا

دل کی وحشت نے بڑی سیر دکھائی ہمکو
کوہ پر کوہ بیابان پہ بیابان دیکھا

اوسنے دامن سے کسی ورنہ آنسو پوچھے
اثر گریہ ترا دیدۂ گریان دیکھا

مجھہ سے انکار ہے غیر سے ہے وعدۂ وصل
دیکھا دیکھا تری قربان مری جان دیکھا

ابتدا مین تو محبت نے دکھائی کچھہ لطف
عاقبت جی کا ضرر جان کا نقصان دیکھا

چھیر کر دل کو مرے آپنے دیکھا تو سہی
یہ تو فرمایئے کس چیز کا ارمان دیکھا

ہم نہ کہتے تھے کہ جانباز محبت ہم ہین
کسطرح ہو گئی جی جان سے قربان دیکھا

جور کو لطف سمجھہ لیتے ستم کیسا ہے
اک زمانے کو ترا بندۂ احسان دیکھا

مجھہ سے کیا پوچھتے ہو تم مرے دل کی حالت
کیا نہین خون کا قطرہ سر مژگان دیکھا

اوٹھہ کھڑے ہوتے نہ کیون ہم کہ بری تھے آثار
فتنہ خیزیکا تری بزم مین سامان دیکھا

ہم جتاتے تھے تجھے راہ محبت مین بہت
پھنس کے الفت مین مزا اے دل نادان دیکھا

زلف وہ لف پہر اوسکا نہو سودا کیونکر
اچھے اچھونکو یہان چاک گریبان دیکھا

عشق میں دلکو رہی ظاہر و باطن تکلیف
داغ کو بھی عیان درد کو پنہان دیکھا

چشم مشتاق کو تم آنکھہ دکہاتے کیون ہو
اچھی صورت کو گنہ کیا جو مری جان دیکھا

ابھی لپٹا تھا گریبان سی مری دست جنون
ابھی دامن سی اوسی دست و گریبان دیکھا

سہل جو عشق میں تھا کام وہ مشکل پایا
جسکو دشوار سنا تھا بہت آسان دیکھا

خاک سی کسیکے کدورت ہی کہ اکثر ہمنے
ایک جگہ اوسکو جھٹکتے ہوئی دامان دیکھا

آنکھہ بدلی نظر آتی ہی زمانے سی تری
دیکھتا ہین نئی ترا خوب بجان دیکھا

آنکھہ کیا بند ہوئی کہل گئین آنکھین اپنی
عدم آباد مین کچھہ اور ہی سامان دیکھا

اونکے قابو مین ہی ہنا نہین بیتابی سی
لیکے دل ہمنے بہت اونکو پریشان دیکھا

اوسکا مشتاق ہون کر آدمی سیت پہ
جسکو لوگون نے عوض گریہ کی خندان دیکھا

اس زمانے مین ہی نیرنگ زمانہ کیا کیا
ہمنے آصف کو کبیدہ و پریشان دیکھا

بہتمام کاتب قدیم مطبع رکاب سعادت اقدس — ناچیز محمد عبد الکریم کاتب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بشر سے شرح جلال و جمال مشکل ہے — یہ فرض اس سے ادا ہو کہاں یہ مشکل ہے
جب اونکے شان و مراتب سے ہی نہین واقف — تو مدح سنجی اصحاب و آل مشکل ہے

فیض کلام اوسیکا انعام عام ہے جس نے حضرت موسیٰ کو کلیم کا معزز خطاب عطا فرمایا ہے یہ وہ پر تاثیر معجزہ ہے جسکا مظہر مسیحائی کا وارث قرار پایا ہے - کلام ہی وہ چراغ ہے کہ ظلمت و نور دونون جسکے پرتو ہین - کلام ہی وہ باغ ہے کہ غزل و مرثیہ دونون جسکے سبزہ خودرو - کلام ہی وہ دور خدا آئینہ ہے کہ خوشی و ماتم دونون جسکے تصویرین ہین - کلام ہی وہ تحریر ہے جسمین مسرت والم مثل خط توام دو لکیرین - کلام ہی وہ محل سرا ہے جسکے حقیقت و مجاز دو منظر ہین - کلام ہی وہ شہباز ہے جسکے مدح و ذم دو شہپر ہی وہ جادو ہے جو محبت کو مستحکم کرتا ہے - اور یہی کم - یہی وہ اعجاز ہے جو آتش عشق دلون مین مشتعل کرتا اور یہی مدہم - یہی عروس حقیقت کا زیور

یہی مجلس تعزیت مین نوحہ گر - یہی ایجاد دو عالم کے لئے کُن کا حکمنامہ لایا
اسی نے کُنتُ کنزاً سے اوسکا سبب سمجھایا - اللہ رے کلام - سچ ہے
یہی مایۂ ہدایت ہے اور یہی پایۂ ضلالت - یہی موجب ملامت ہے
اور یہی باعث سلامت - مبارک ہین وہ لوگ جو اسکی خیر سے بہرہ ور اور اسکے
شر سے پرہیزہ ہین - الشعراء تلامیذ الرحمٰن کو موجودہ شعرا کی شان مین ہو
تاہم حیثیت بھی باعث افتخار ہے - گو ہر سخن جادو نہو تاہم اون مین
آبداری اثر سے کسکو انکار ہے - جوہر کے خواستگار کو کوہ نوردی
سے عار ہو تو ہیرے کی تلاش کیا دریا مین کیجائے - غواص کا دل اگر
آب شور سے متلاتا ہے تو کیا موتیون کی جستجو مین جنگل جنگل ٹھوکرین
کہائے - اس لئے لازم ہے کہ دانا ہر کلام کو عزیز سمجھے اور جس طرح مجاز کو حقیقت
کا زینہ جانا جاتا ہے - عام شاعری کو خاص کا آئینہ مانے - لال پیارا
تو لال کا خیال پیارا - ایک کی تلاش مین ہزار کو دیکھے یہ کیا خار سے بچنا اور
گل کو دیکھنا - منظور صلح ہے تو گل کو دیکھنا - مگر شکر ہے کہ جس زبان نے
شاہجہانی عہد مین جنم لیا آصف جاہی زمانہ مین درباداری کی قابلیت
پائی - یہ وہی بچہ ہے جو دلی مین نابالغ تہا حیدرآباد مین جوان رعنا ہو
بادشاہ وزیر امیر فقیر سب اوسکے مربی اور سرپرست ہیں دربارون مین
قصیدے جشنون مین مبارکبادین - شادیون مین سہرے - تقریبون مین تاریخین

جلسوں مین غزلین تقریرین افراد تحریرمین ابیات مشاعرون مین مصرعے ماتمون مین مرسیئے۔ غرض ہرجا اسیکا جلوہ ہے سچ ہے قدردان شاہون نے بیج بویا شوقین رعایا نے درخت پالا حیدرآباد دکن کے چند مشاعرون مین سے ایک یہی جلسہ عرس شریف ہے جو چودھوین ماہ رجب کو حضرت قدوۃ مرشدیت ہادی سبیل طریقت رافع رایات شریعت محیط اعظم رحمت آلہی ابر سطیر فیوضات نامتناہی مولانا مولوی حافظ میر شمس الدین محمد فیض رح لا خوف علیہم ولا ہم یحزنون کی مزار پرانوار پر سالانہ ہوتا ہے اور پانچ چیزون کا گواہ عادل اور شاہد کامل ہے۔

اول آصف زمانہ شہریار فرزانہ نظام الملت والدین مفخر السلاطین خلد اللہ ملکہ کا اس طرف میلان۔

دوسرے عامہ رعایا کا رجحان کہ اَلنَّاسُ عَلیٰ دِینِ مُلُوکِہِم۔

تیسرے حضرت صاحب مزار کا فیض وتصرف ہرگز نمیرد آنکہ دلش زندہ شد بعشق۔

چوتھے عمائدین واعزاے بلدہ کی دلی رغبت جیسے امیراول عزیز ہر دل عالیجناب شوکت مآب نواب آصف یاور الملک بہادر ادام اللہ اجلالہ اور وزیر بے ہمتا ہمہ دان بلند نظر فلک رخش ہلال۔ کا عالیجناب راجہ راجایان مہاراجہ راجہ کشن پرشاد بہادر وزیر افواج سرکار نظامیہ

و پیشکار دولتِ آصفیہ دام دولتہٗ ۔
پانچوین جناب فصاحت اقتران معجز بیان محمد فیاض الدین خانصاحب
فیاض سلمہ اللہ تعالے کی عقیدتمندی اور شوق کہ اس سے مافوق
مبالغہ سے ہے ۔ اللہ تعالے اس سالانہ مشاعرہ اور جلسہ عرس شریف
اور اسکے معاونین کو ہمیشہ قایم اور بامراد رکھے ۔ آمین

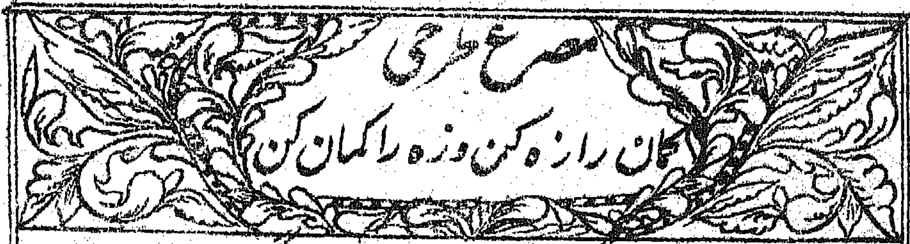
یا ربّ العالمین

مصرعہ ہاے طرحی

کمان رازہ کن وزہ را کمان کن — قافیہ زبان

بغل مین ہم جناب فیض کو تصویر کہتے ہین — قافیہ زنجیر

جسکو دیکھا صفت زلف پریشان دیکھا — قافیہ انسان



اخگر

اخگر - جناب مرزا قاسم علی بیگ صاحب صیغہ دار مجلس مالگزاری سرکار عالی -

ز چشم خویشتن خود را نہان کن ؎ نشان بے نشانی را عیان کن

شب وصلت بامن خوش بیامیز ؎ لب اندر لب دہان اندر دہان کن

جفا تا کے دل سنگین خود را ؎ گہے بر حال ما ہم مہربان کن

بجسم عاشقان جانے بیفزا ؎ بیانی زان لب معجز بیان کن

بہر نقشے ترا رنگیست پیدا ؎ بہر رنگے کہ می خواہی نہان کن

شنو افسانۂ بیتابی دل ؎ زمانے گوش خود بر داستان کن

چو بستی عہد خود بر دست گردون ؎ دلم بشکن جفا تا می توان کن

بہاے بوسۂ لعل تو جان ست ؎ چہ ارزان است قیمت را گران کن

نگاہ التفاتی گاہ گاہے ؎
بسوے اخگر آزردہ جان کن

الفت

الفت - جناب مولوی جمال الدین صاحب

بتجدیدش فناے این و آن کن ؎ بہ تحمیدش زبان را زر فشان کن

برون را با درون ہمرنگ گردان ؎ زبان را دل کن و دل را زبان کن

زمین گلستان جهان خواهی خلاصی — وداع صحبت و نام و نشان کن

تماشای تماشای دوست داری — بشوق دل ز دیده خونچکان کن

بهار زلف و خط و خال و رخ بین — خوشا نظارهٔ این گلستان کن

جبین و ابرو و چشم و لب و دهان — ز گلزار رخش سیر جنان کن

جهانت باد و دانی گر طمع داری — براه عشق پوی و ترک جان کن

بپیش ایزد چو امر صعب الفت
طلب نصرت ز فیض ذی امان کن

جناب سید امیر صاحب

بچشم دل تماشای جهان کن — چو رمز خویش سر او نهان کن

نگه کن بر جمال او نگه کن — بیاد وصفش هر سر مو را زبان کن

جناب ابو الحیات محمد عبد الحی صاحب فرزند محمد حسین صاحب فارغ
سابق سر کردهٔ پولس بلت

دهن بگشا زبان را گلفشان کن — جهان را هم نوای بلبلان کن

پیام قتل من آورده باشد — چرا دم در کشی قاصد بیان کن

بچشم ناز اعجاز تکلم تو — جوان و پیر را پیر و جوان کن

صراحی گر دهم من وقف تیغ است — اگر باور نداری امتحان کن

بهار است و چمن ور خنده ریز است — بیا بلبل بگلشن آشیان کن

بیک بوسه دل من می ستیزد — گران مال است قیمت را گران کن
اثر گر نیست کاری بر نیاید — تو خواهی آه کن خواهی فغان کن

ز آه آتشین گر سوخت باید
لبت را بر لب آتش فشان کن

ترکی

ترکی - جناب ترکی علی شاه صاحب

بهر طوری که خواهی با من آن کن — نمیگویم چنین کن یا چنان کن
قلم در نعت پیغمبر روان کن — زمین شعر را بر آسمان کن
سخن سر کن ز زلف مشکفامش — سر صفحه را عنبر فشان کن
سبک شو از غم قید تعلق — برون از گردن این طوق گران کن
بخش کامرانی گر نشینی — نظر بر حالت افتادگان کن
خرامان شو پی گلگشت گلشن — چمن را رشک گلزار جنان کن
غم مجنون مخور ای مرغ مجنون — بفرقم همچو مجنون آشیان کن
بقند آمیخته زهرت چشاند — حذر از دشمن شیرین زبان کن

به پیش بخردان مرا استاد ترکی
نخستم یا گرامی امتحان کن

نقی

نقی - جناب آقا مرزا محمد نقی صاحب بن مرزا قاسم علی مرحوم فائز تخلص -

خلاف عهد خود ای آسمان کن — بحق نامهربان را مهربان کن

نگاہم چنین کن یا چنان کن — بغیرت آنچہ می گنجد ہمان کن

جفاکش ہمچو من چون من نیابی — بہر جورے کہ خواہی امتحان کن

شنیدن دیر ہجرم آخر چند داری — شبے از وصلم ایجان شادمان کن

اگر داری سر آماج بازی — بیا مرغ دل ما را نشان کن

تو گفتی قیمت یک بوسہ جان است — چرا ارزان کنی قدرے گران کن

عنان شد بہ ہجر دوست محبوب — دلا گر وصل میخواہی فغان کن

لقی تا باشد اندر جسم جانت
دعاے آصف دوران بجان کن

جناب تفضل حسین صاحب

دکان را کن مکان گہر را دکان کن — کمان را زہ کن و زہ را کمان کن

دلا پھر بوستان ہجون سے پڑھنا — گلستان کا سبق پہلے روان کن

بھی تیار لوح و عرش و کرسی — پہ کیا تیا لفظ اے اللہ میان کن

کبھی رنڈی نے پاس اپنے بلا کر — ز راہ مہربانی مہربان کن

تفضل جبکہ تو ہو جاے بڈھا
نہ ایسے وقت میں عورت جوان کن

نتیجہ جناب منشی تلجا رام صاحب ناظم اول عدالت گرگشت ضلع لنگسگور

اگر رو تاکنی کن وا بہ دو کمان کن — دلم را صید ایجان جہان کن

دلم را ناوکت چون کرد تسخیر — بفرما کم نگارا اے مہربان کن
براہ الفت ثابت قدم کیست — بیا برخیز و برما امتحان کن
نقاب از چہرۂ زیبا برافگن — تسلئی دل ما بے دلان کن

مضامین رخ مہوش نبشتہ
زمین شعر جوہر آسمان کن

حافظ — جناب سید یوسف علی صاحب خوشنویس — حافظ

بہ تیغم سر بہ پا برسنان کن — نگویم این مکن اے یار آن کن
نسیم صبح نور افزائے باغست — مسلسل دور مے ساقی روان کن
چو داری پائے خود در منزل عشق — نہ خوف خنجر و باک سنان کن
کمند زلف را افگندہ بر دوش — شکار مرغ جان عاشقان کن
ز تیغ ابروت دل کشتہ مجروح — ز مژگان خنجر دیگر روان کن
ستم کیش و جفا اندیش شوخ است — خدایا سنگدل را مہربان کن
خدا از لطف دادہ دولت حسن — زکات بوسہ نذر سائلان کن
ہوائے سیر باغ حسن دارم — چمن آراستہ اے باغبان کن
ز پہلو رفت یار غمگسارت — کف افسوس مال آہ و فغان کن
شدم در ہجر تو بس ناتوان زار — بوصل خویش از سر نوجوان کن
بلہو لعب عمرت رفت حافظ — ق — ز دیدہ اشک خونین را روان کن

مشو نومید این درگاه فیض است | نہ گاہے باز در دل این گمان است

مطالب انچہ داری حاصل آید
دعاے خویش بر این آستان کن

خاطر۔ جناب شاہ محمد محی الدین صاحب قادری امداد الٰہی۔

نمیگویم چنین کن یا چنان کن | الٰہی ہر چہ میخواہی تو آن کن
ترا پرورد دست شاہ اے باز | برو بر شاخ سدرہ آشیان کن
نشان بے نشان در خود بیابی | نخستین خویشتن را بے نشان کن
بیا از بہر صید آہوے دل | نگہ را تیر کن ابرو کمان کن
نظر بر عیب خود کن طالب حق | بیا اخفاے عیب دیگران کن
برخ آویز یک گیسوے مشکین | برین گنجینہ مارے پاسبان کن

چرا حق گفتی اے خاطر چو منصور
درین دار حرب کف لسان کن

خلیق۔ جناب مولوی سید محمد صاحب قادری تلمیذ جناب خلق

نہ غافل باش فکر قوت جان کن | ہمیشہ ذکر او ورد زبان کن
نہ بینی غیر او در جملہ عالم | نظر سوے زمین و آسمان کن
ز تیغ لہو کردی قتل انفاس | مثال زخم چشمت خون فشان کن
جناب سرور عالم تو گاہے | نگاہ لطف بر ما مجرمان کن

مشرف ساختی ملک عرب را ‏ ‏ ‏ ‏ ارادہ گہ سوے ہندوستان کن

دل بے درد ہم پر درد گردد ‏ ‏ ‏ ‏ گہے ای دل ز درد دل فغان کن

خلیق از خود تو بگذر ہین خدا را

نشان بے نشانی را نشان کن

رضا

رضا جناب محمد رضا حسین صاحب فاروقی میر منشی محکمہ تعمیرات و صفائی قلعہ محمد نگر گلکنڈہ

دلا خواہد اگر جان ترک جان کن ‏ ‏ ‏ ‏ بگوید انچہ عشق او ہمان کن

بتوصیف گل او تازہ جان کن ‏ ‏ ‏ ‏ بمدح شکرش شیرین زبان کن

اگر خواہی تماشاے میانش ‏ ‏ ‏ ‏ میان چشم عنقا آشیان کن

چو داری میل آن ابرو و مژگان ‏ ‏ ‏ ‏ گذر اول سر تیغ و سنان کن

دہم جان را بیک دیدار رویت ‏ ‏ ‏ ‏ اگر باور نباشد امتحان کن

بہجرش صبر تا کے ای دل از آہ ‏ ‏ ‏ ‏ تہ و بالا زمین و آسمان کن

پریشانی من اسے کاکل یار ‏ ‏ ‏ ‏ بہ سمعش مو بمو بارے بیان کن

تصور بستہ با گلزار رویش

ہمیشہ اے رضا سیر جنان کن

رمز

رمز۔ جناب راے بہاری لال صاحب تلمیذ حضرت فیض۔

بر ندی کوشش ترک عز و شان کن ‏ ‏ ‏ ‏ خدا خواہ و خودی را بے نشان کن

بدل ذکر الٰہی ہر زمان کن ‏ ‏ ‏ ‏ نہ غوغا ہمچو مرغ صبح خوان کن

زفرق فرقدان بگذر بعزت — دل اندر عشق آن عرش آشیان کن
سرا از پیر زمان ناپایدار است — بر انداز و مقام لامکان کن
دران فرزانہ ہستانہ بظاہر — گذر در حلقۂ دیوانگان کن

چو دل شد مستقل کن ہر چہ خواہی
کنون گویم چہ رہبر این کن آن کن

رشید — جناب محمد رشید الدین صاحب خلف پاس صاحب

دلم پامال رفتارت کہ جان کن — نگارا ہر چہ دل میخواہد آن کن
بیا قاتل بسر خنجر روان کن — سبکدوشم ازین بار گران کن
بسازان نکہت زلف معنبر — معطر مغز جان عاشقان کن
برخ گلگونہ درکار است اے شوخ — بہار یاسمین را ارغوان کن
کلام شمع گر خواہی شنیدن — خموشی را درین محفل زبان کن
قدم رنجہ بنا اے رشک خورشید — زمین خاکساران آسمان کن
شب وصل است اے شمع دل افروز — بردن بنبہ بہ محفل از دہان کن

رشید از فیض تو امید دارد
کرم اے قبلہ گاہ داستان کن

رہبر — جناب ملک محمد حبیب اللہ صاحب حافظ دفتر معتمد صرف خاص مبارک

نمیگویم کہ پاس این و آن کن — مناسب آنچہ میدانی ہمان کن

نہادم سرکشی یا دست بردار | بجالم نیست گویم این و آن کن

زمشغولی دنیا باش فارغ | نہ اوقات عزیزت رائگان کن

بہار اے عندلیب آمد بگلزار | قریب باغ طرح آشیان کن

غلام خواجہ اجمیر زاہد است
بدو اے خواجہ لطف جاودان کن

زاہد

زاہد ــ جناب حاجی احمد حسین صاحب

خیالش را بدل دامن کشان کن | زچشم تر سرشک خون روان کن

لبے بگریستی اکنون فغان کن | زمین پر کردہ پر آسمان کن

بلند و پست یکجا شعر بنویس | زمین را ہمنشین آسمان کن

زبانت گر نفہمد آن ستمگر | شکست رنگ خود را ترجمان کن

شود سرسبز نخل وصل دلدار | سرشک از چشم در بیخش روان کن

شوی مشہور در عالم بغربت | مثال کیمیا خود را نہان کن

ترا گر آرزوے فتح باب است | کلید نالہ در قفل دہان کن

اگر خواہی نشان خود بعالم | ہمیشہ نام او ورد زبان کن

ترا او ند زاہد طبع عالی
زمین این غزل را آسمان کن

چو خضر استخوان نقشش عیان کن | نہان این راز از نامحرمان کن

زشدت گر بلب مهر خموشی [illegible]
جرس آسا زچاک دل فغان کن

حدیث سوزش دل شمع مانند
زاشک گرم پیشش ترجمان کن

اگر آن سرو از پیشت گذر کرد
زچشم تر بپیشش جوی روان کن

بده یک بوسه نقد جان دهم من
اگر باور نباشد امتحان کن

ز زلف خود مزن برهم جهان را
حذر از سوزش آه و فغان کن

وعده جان در تن عیسی کلامت
ازان لب یکدو حرف خوش بیان کن

بیا در خانه یا از دل برون شو
خدارا یا چنین کن یا چنان کن

بیاساید دل از آهے کشیدن
کنون زایر ربا تیر از کمان کن

سلام

سلام - جناب غلام خواجه معین الدین چشتی صاحب عرف خواجه میر شاگرد شمشاد لکھنوی

زخود بگذر نه فکر این و آن کن
انا الحق را حجابے درمیان کن

ترحم را دوای درد جان کن
نگاه لطف بر خسته دلان کن

بیا صیاد صید مرغ جان کن
نگه را تیر و ابرو را کمان کن

تمیز سیم و مس گردد به معیار
عدو را نیز با من امتحان کن

پریشانم زعشق زلف جانان
مگو ناصح چنین کن یا چنان کن

غرضها در این پرده نهان است
دلا این پند را اکنون چنان کن

سلام این خانهٔ تاریک دل را

شود از خیال سہ دخان کن

سلیم

سلیم - جناب محمد نظام الدین صاحب -

نگہ را تیر وابرو را کمان کن — شکار مرغ جان اینجان جان کن

نمودم سینہ خود را نشانہ — تو نوک سے مژگان را سنان کن

اگر بر نیش نخل زیست تلخ است — بیا اے نازنین در دل مکان کن

نظر کن سوئے من از چشم الطاف — دل بے رنج و غم را شادمان کن

صدف آسا لبت را زود بکشا — لسان چون ابر نیسان در فشان کن

مگو اصلا کلام تلخ با کس — ز شیرین گفتگو دل شادمان کن

مکن شانہ بزلف عنبر افشان — رخت را رونق باغ جنان کن

نگویم این کن و آن کن تو جانان — پسندت آنچہ می آید ہمان کن

چہ می گردی بدر ہا ہر روزی — طلب از درگہ روزی رسان کن

بہ دیوارے اگر بندے نبشت است
سلیم آن بند را خاطر نشان کن

ساجد

ساجد - جناب عبد الرحیم خان صاحب شاگرد جناب عصر

نگہ را تیر و ابرو را کمان کن — دل این بے نشانے را نشان کن

نمیگویم کہ با من این و آن کن — چو در دل آمدت جانان بیان کن

منم عاجز گدائے درگہ تو — نگاہ لطف ہم خسروانہ کن

تو میدانی نہان و آشکارا	مگوا از من کہ حال دل بیان کن
الٰہی نور حسینی و توانا ہو	نظر بر بیکسی ناتوان کن ہو

بخواہد دین و دنیا از تو ساجد
مگر در عشق خود بیں کامران کن

شور - جناب منشی گل محمد صاحب تلمیذ حضرت فیض سقیم گلبرگہ -

نمی گویم چنین کن یا چنان کن	مرا لیکن بہ عشقش امتحان کن
بہجران بت کافر چو ناکس	فغان کن اے دل نالان فغان کن
تو خود شد حاضر و غایب برابر	زبان را دل کن و دل را زبان کن
مباش از سازش دل غافل ای چشم	خرد در عشق اعتبار را زدان کن ہو
ببین در چشم خود آن جان جان را	تلاش یوسفے در کاروان کن ہو
بیا ساقی بدہ دارو ے جان بخش	علاج پیر گردون را جوان کن

اگر کیفیت دل خواہی اے شور
بصد جان خدمت پیر مغان کن

شوق - جناب غلام محمد صاحب عرب -

نگویم نالہ و آہ فغان کن	دل من ایجا آستان ست آن کن
دل و ایمان و دین نذر بتان کن	خدا را بعد از من تسلیم جان کن
بنائے کار بر اسے فغان کن ہو	ہر آن نقشے کہ او گوید بیان کن

شور

شوق

۱

بحالی نیک تسخیر جهان کن	شهنشاهی بزیر آسمان کن
بیا ساقی که فصل گل در آمد	بجام اندر شراب ارغوان کن
سرت گردم به نطق روح پرور	دل ناشادمان را شادمان کن
عزیز من به جست و جوے یوسف	بدیده سرمه گرد کاروان کن
ز طفلی خادم میخانه هستم	کرم بر من تو اے پیر مغان کن
رموز عاشقی مانند موسے	دلا معلوم از چوب شبان کن
سرے دارم که آرم زیر تیغت	اگر باور نداری امتحان کن

اگر داری سر عشق بتان شوق
خدا را زود ترک خانمان کن

شرف

شرف ـ جناب سید شاه روشن علی صاحب شطاری مقیم رائچور۔

تو هست و نیست صورت را نهان کن	مقام خویشتن در لامکان کن
غرض جوهر بمعنی هست واحد	نه ذات و صفاتش این و آن کن
بگو قاصد به پیشش حال زارم	مضامین دلم ورد زبان کن

برآر از آه فرقت دود غم را
دل خود را شرف آتش زبان کن

عزیز

عزیز ـ جناب عزیز بیگ صاحب سجاده تکیه مغل فقیر شاگرد جناب عصر

کرم بر من خداوند جهان کن	دل سنگین آن بت مهربان کن

حذر کن اے عدوِ دوست صورت — فدا جان را برائے دوستان کن
بہشت آنجا کہ آزارے نباشد — بباغ دل نشین سیر جہان کن
جوان بخت و جوان دولت جوان سال — رئیسم را شہنشاہ جہان کن

صبا پیغام آرد از مدینہ
عزیزا رو بسوئے کاروان کن

فقیر سر ـ جناب لطیف علی شاہ صاحب ـ

ولا حمد خدا وند جہان کن — بہ نعت مصطفےٰ شیرین زبان کن
احد در شان احمد جلوہ کردہ — بچشم حق ببین و امتحان کن
ز راز سخن و اقرب آگہی دہ — مرا با حق تعالےٰ راز دان کن
بگفتا ساقی مہروئے سرمست — بنوشی جام سر حق نہان کن

شنو ارشاد من اے فقیر مسکین
نہان گشتہ بحق خود را نہان کن

فاضل ـ جناب مولوی قطب الدین محمود علی صاحب ابو العلائی

تماشائے رخ پر نور آن کن — بو جدآئی و بدر وائی و فغان کن
لکیلا تبتدی فی الخلق سلمیٰ — جمال خویش پنہان از جہان کن
نہ انکار تو شوقم در ترقیست — خدارا چارہ دل ایجوان کن
نہ خواہم کہ گردی نرم بر من — فبا اللہ العزیز المستعان کن

بشفقت ہمچو پیران ناتوانم
باالطاف وکرم دستم گرفتہ

خدارا رحمتے اے نوجوان کن
خراماں قصد سیر بوستان کن

مترس از بار عصیان فاضل زار
نظر بر فضل خلاق جہان کن

قاضی — جناب احمد علی صاحب صدیقی تلمیذ حضرت فیض۔

زکار دو جہاں این کن نہ آن کن
نگہ را تیر وابرو را کماں کن

تماشائے رخ و زلف بتاں کن
بایقان جان من دفع گماں کن

ادیم طائفی نعلین پا کن
مرا غیر تو نبود یار و یاور

بپے ما انچہ جامی خواند آن کن
اگر باور نباشد امتحان کن

بہ پیری تا کے افسوس جوانی
رضا جوئی یار نوجوان کن

چو خضر جان بپے مردہ دل ما
بر آب زندگی کشتی روان کن

لب قاضی بمے آلودہ گردان
بیا ساقی مرا رطب اللسان کن

قانون — جناب مرزا فتح اللہ بیگ صاحب۔

چرا گویم تو بر من این و آن کن
جفا کردی کنون بر عکس آن کن

ترحم بر دل این خستہ جان کن
ز وصل خویش ما را شادمان کن

بگو قاصد بہ آن عیسٰی دوران
علاج خاطر این ناتوان کن

قیام

قیام ـ جناب حاجی محمد قیام الدین صاحب میر منشی دفتر سیاہہ دیوانخانہ مبارک

نگویم چنین کن یا چنان کن ۔ بدل ہرچہ کہ می آید ہمان کن

ندارم تاب ہجرانت سر مو ۔ مرا از ادائے آرام جان کن

مسیحا شو دمے با غمزہ و ناز ۔ علاج درد جان ناتوان کن

خدارا بر من بیدل ببخشائے ۔ نگاہے بر من بے خانمان کن

بوصل خویش روزے از رہ لطف
قیام دل حزین را شادمان کن

کاتب

کاتب ـ جناب سید ابراہیم صاحب مدرس فارسی تعلقہ تلجاپور ضلع نلدرگ

نگویم نہان کن یا عیان کن ۔ غرض چیزے بعالم ہر زمان کن

از ین بہ دعوت ایمان نباشد ۔ کہ در ناقوس آواز اذان کن

مدار کار من شد بر توکل ۔ چہ گویم من چنین کن یا چنان کن

وفایم بین چہ پابند وفایم ز ۔ مرا از ہرچہ خواہی امتحان کن

غم در حسن تا کے اے ستمگر ۔ ترحم بر ضعیف و ناتوان کن

مرا از بوسۂ لب زندگی دہ ۔ اگر پیرم بہ اعجاز جوان کن

(مطلع) بیا اے سرو سیر بوستان کن ۔ زمین باغ را رشک جنان کن

بیا اے جلوہ گر شو ماہ خوبے ۔ ز حسن خود زمین را آسمان کن

بدیدارش ز ہر تن دیدہ باشد ۔ بوصف او ز ہر عضوے زبان کن

بیفشان بال و پر اے مرغ روحم ۔۔۔ بیا بر شاخ سدره آشیان کن

جهان رور است کاتب پر فریب است
رہا خود را ز دام کن فکان کن ؎

مزاج - جناب حکیم محمد مظفر الدین خان صاحب تلمیذ حضرت فیض رح

مزاج

حذر اے ہمصفیر از باغبان کن ۔۔۔ برون از باغ طرح آشیان کن

بیا ساقی عیان سر نہان کن ۔۔۔ بده یک جام وسیر دو جهان کن

چو ماه نو روان کن کشتی مے ؎ ۔۔۔ زمین میکده را آسمان کن

بکش اے شیخ جام مے به پیری ۔۔۔ تماشاے بہار اندر خزان کن

اگر خواہی شوی آگه ز اسرار ۔۔۔ عمل بر گفتهٔ پیر مغان کن

خودی بگذار دایم با خدا باش ۔۔۔ بشهر عشق ترک این و آن کن

نشان بے نشانے را نشان کن ۔۔۔ مکان لامکانے را مکان کن ؎

بکن سیر چمن اے یار گل رخ ۔۔۔ ببین آئینه سیر گلستان کن

مزاج انجام ہر باید ز آغاز
چو شد دل نذر جانان فکر جان کن

معلی - جناب محمد مظفر الدین صاحب مددگار صدر مہتمم شید خانجات ممالک محروسه سرکار عالی

معلی

خودی بگذار و خود را بے نشان کن ۔۔۔ مکان کن ترک و عزم لامکان کن

نفس را در ہوایش بادبان کن ۔۔۔ روانه کشتی عمر روان کن ؎

به بزم او نشین چون شمع خاموش | زبان بند از بیان این و آن کن
اگر خواهی نجات از سختی مرگ | دلا نام بتی ورد زبان کن
بگیر از هر لباسے بوے یعقوب | تلاش یوسف اندر کاروان کن
ز باطل بگذر و حق گو چو منصور | مقام دار را دارالامان کن
بشو خاک غبار خاکساران | گذر بر چرخ هفتم آسمان کن
غلط کن شربت دیدار بے کیف | علاج جان زار عاشقان کن
فکن بر دوش خود این طرهٔ ناز | بدام زلف تسخیر جهان کن
چمن زار دل پر داغ ما را | شگفته از بهار بیخزان کن

اگر خواهی ثواب حج معلی
طواف خانهٔ پیر مغان کن

محب - جناب غلام محبوب خان صاحب مددگار دفتر خزانه صرف خاص سرکار عالی

سرشک خون ز چشم تر روان کن | غبار غم بشو دل خوش ازان کن
بگلگشت چمن می آید آن گل | چمن آراسته اے باغبان کن
فدای یک صنم در عاشقانت | گرت باور نباشد امتحان کن
فرود از بام آ اے مهر خوبے | زمین خانه ام را آسمان کن
بدرد دوریش ایجان محزون | بگا کن ناله کن آه و فغان کن
همیشه راز خود سربسته میدار | سکوت خویش را مهر زبان کن

بخواند یا براند هرچه خواهد | سرِ تسلیم خود بر آستان کن
بلطف بوسهٔ لب ہاے شیرین | زبان بندی ذوق عاشقان کن

بفکر تست چون صیاد هردم
محب زین باغ بیرون آشیان کن

مخدوم

مخدوم - جناب خواجه محمد مخدوم میان صاحب جاگیردار شاگرد جناب عصر

نشین یا خداوند جهان کن | مکان بگذار سیر لامکان کن
زند هر کس که لاف دوستی را | بمیدان محبت امتحان کن
نشان خواهی اگر زان بے نشانی | تو نام خویشتن را بے نشان کن
بمیدان محبت باش صادق | دل و جان را فداے دلستان کن
مراد خویش اگر خواهی بیابے | مراد و اد خواہان را روان کن
غنیمت صحبت پیر مغان دان | بہ میخانہ بیاے را روان کن
مآل کار بر آغاز دریاب | مرو کج سر طریق راستان کن
بکن پیر طریقت هرچه گوید | تو از شک بگذر و دفع گمان کن
برو ملک قناعت را بدست آر | تو شاہنشاہی کون و مکان کن

ز خدمت میشود مخدوم خادم
خدا را خدمت اہل دلان کن

منیر

جناب محمد منیر الدین صاحب محافظ دفتر محکمهٔ ڈپٹی کمشنر انعام صوبه گلبرگه

معلی - جنا
خودی بگذ
نفس را د

بیک تیر نگہ دل را نشان کن	کمان را زہ کن و زہ را کمان کن
عدوے دین ہر دم در کمین است	بہر لمحہ بہر دم الامان کن
گنہگارم ازین محجوب و زارم	کریا لطف بر من ہر زمان کن

منیر الدین طرح نازک افتاد
بہمت نظمِ [illegible] روان کن

مہدی

مہدی۔ جناب مرزا مہدی صاحب

بیا اتمام کار نیجان کن	کمان را زہ کن و زہ را کان کن
بیا در خانہ ام اے مہر رخشان	زمین کلبہ ام را آسمان کن
ز حسن نو بہارے خویش روزے	بیا ویرانہ ام را گلستان کن
ز زہر ہجرت تلخست کامم	زیک بوسہ بہم شکر فشان کن
بقتلم چیست عذرے زود برخیز	مژہ را تیر و ابرو را کمان کن

ز وصف گلرخان مہدی چہ حاصل
بیا برخیز فکر آب و نان کن

نشتر

نشتر۔ جناب جمال الدین صاحب شاگرد جناب عصر۔

بیا بر ما نظر شاہ جہان کن	ز وصلت یا محمد شادمان کن
ز باد جور افتادست ویران	دل ویرانہ ام را گلستان کن
ببزم عیش و عشرت ساقی من	ز جام بے خودی تو بے نشان کن

ترا هر مشکلے گر پیش آید ؛ | دلا نام نبیؐ ورد زبان کن

بدرگاه تو نشتر عرض دارد
شریک خادمان خادمان کن

نعیم

نعیم - جناب

نگہ مستانہ سوے عاشقان کن	بجام دل شراب ارغوان کن
شب وصل ست جعد عنبرفشان کن	دماغ ناز بویش عطردان کن
بقتلم تیغ و خنجر را چه حاجت	زمژگان تیر و از ابرو کمان کن
کجائی ای جنون فصل گل آمد	عطایم طوق و زنجیر گران کن
عزیز از تو ندارم جانم ایجان	یقینت گر نباشد امتحان کن
شوم قربان تو در عید قربان	بحلقم خنجر تران روان کن
شهید کربلاے ناز هستم	سرت گردم سر من بر سنان کن
بمحراب خم ابروے آن بت	نماز ایدل ادا چون مسلمان کن
گداے بارگاهت هستم اے جان	بحالم یک نظر چون خسروان کن
اگر سیرارم شد آرزویت	بیا در کوچهٔ خوبان مکان کن ؛
بدیدہ آئی و رفتن زود خواهی	فدایت جان توقف یک زمان کن

بنہ بر سر نعیما بار الفت
اگر پیری دهے کار جوان کن

یوسف ـ جناب یوسف حسینی صاحب شاگرد جناب سخنور صاحب

یوسف

خرام خویش آشوب جهان کن — ته و بالا زمین و آسمان کن

بکن فریاد بهر بخت خفته — دلا بیدارش از خواب گران کن

جدا اگر میشوی از من ستمگر تو — مرا تعویذ مرگ ناگهان کن

نمانی روسیه روز مصیبت — گذر در کوچهٔ روشندلان کن

غریب و بے زر است و پا شکسته
نظر بر یوسف بے خانمان کن

تضمین از شعراے باوقار بر مصرع طرحی

الفت	زبان را دل کن و دل را زبان کن	کمان را زه کن و زه را کمان کن
یاتیغ	بیا دیوانهٔ ابرو کمانے تو تو	کمان را زه کن و زه را کمان کن
رشید	کرشمه زابرو و مژگان چنان کن	کمان را زه کن و زه را کمان کن
شور	برابر و طره بشکن از سر ناز	کمان را زه کن و زه را کمان کن
شوق	بیا چون تیر گر توراست هستی	کمان را زه کن و زه را کمان کن
فقیر	بزن تیر نظر را بر نشانه	کمان را زه کن و زه را کمان کن
محب	کمان ابرو شکار مرغ جان کن	کمان را زه کن و زه را کمان کن
مفتون	به آماجت دلم امیدوار است	کمان را زه کن و زه را کمان کن
مهدی	پی قتلم بیا و قصد جان کن	کمان را زه کن و زه را کمان کن
مخدوم	ته و بالا زمین و آسمان کن	کمان را زه کن و زه را کمان کن
نعیم	چه خواهی صید قصد مرغ جان کن	کمان را زه کن و زه را کمان کن

مصرع طرحی

بغل مین ہم جناب فیض کی تصویر رکہتے ہین

الفت

الفت - جناب مولوی محمد جمال الدین صاحب -

نہ اسباب کمال و دانش و تدبیر رکہتے ہین
ہم اپنے نیک و بد کو تابع تقدیر رکہتے ہین

سخن کو اوسکی ہم پہلو سروش غیب کا سمجہو
اشارات اوسکے نیز غیب کی تعبیر رکہتے ہین

کلام شعر کے نکتونکو کیا سمجہے کوئی اوسکے
مضامین بہی بجا وسعت طلب تفسیر رکہتے ہین

کسی شیرین زبان مہوش کا آشفتہ ہے دل اپنا
روان خون آنکہ سے ہم مثل جوی شیر رکہتے ہین

طفیل مرشد کامل زر قلب اپنا ہے بے غش
کب الفت دلمین پروا زر و اکسیر رکہتے ہین

انصاری

انصاری - جناب محمد عبد الحکیم صاحب شاگرد جناب فارغ -

عداوت بیٹہا ہے بت بے پیر رکہتے ہین
محبت کی ہمارے سر پہ ہم تقصیر رکہتے ہین

خدا جانے شکار دل وہ مین کسطرح کرتے ہین
کمان رکہتے ہین یہ ظالم نہ کوئی تیر رکہتے ہین

ہوئی جب چار آنکہین دلمین بجلی ہوی پیدا
نگاہ ناز مین یہ بت عجب تاثیر رکہتے ہین

نہ موت آتی ہے انکو اور تیرا وصل ہوتا ہے
تیری عاشق بھی اوبت کیا بری تقدیر رکہتے ہین

نہ آنچ آئی دل دشمن کو جلکر خاک عالم ہو
ہمارے نالہ سوزان ہی کیا تاثیر رکہتے ہین

امیران دکن سب قدردان ہین اپنے انصاری
مگر نوکر نہین ہوتے عجب تقدیر رکہتے ہین

اسد

اسد - جناب میر مصطفے علیصاحب نبیرۂ میر خورشید علیخان صاحبزادۂ مغفور شاگرد جناب عطا

محبت ابروؤنکی عاشق دلگیر رکھتے ہین
سپاہی ہین اسد ہم اسلئے شمشیر رکھتے ہین

چلا آئیگا خود ہی بے بلائے میرے گہر وہ بت
ہمارے نالۂ شب گیر اگر تاثیر رکھتے ہین

کیا سیمین تنکو عشق نے کشتہ پس مردن
لحد پر کیمیا گر گل کی جا اکسیر رکھتے ہین

کریگا کیا فلک جسے دیا ہی کچھہ تو لے لیگا
نہ مقطوعی اسد کوئی نہ ہم جاگیر رکھتے ہین

ادیب

ادیب - جناب سید غلام غوث صاحب قادری وشطاری -

جو اوس نور خدا کی دلمین ہم تصویر رکھتے ہین
عجب جلوے ہین آنکہونمین عجب تنویر رکھتے ہین

مجاہد نفس کے کب خنجر و شمشیر رکھتے ہین
صدائے ضرب ہو اور نعرۂ تکبیر رکھتے ہین

یہہ کیا نام خدا ہے نام پاک احمد مرسل
کہ جسکا ورد ہر دم ہر جوان و پیر رکھتے ہین

کبہی تو جاکے رکھہ دینگے در اقدس پہ سر اپنا
اگر ہم بخت یاور اور خوش تقدیر رکھتے ہین

غنی دولت سے ہین جو فقر کی دولت سنبہالی ہین
ہوس منصب کی اور کب خواہش جاگیر رکھتے ہین

ہماری معصیت کب زاہدا حکمت سے خالی ہے
کہ نقد مغفرت لینے کی یہہ تدبیر رکھتے ہین

ادیب قادری ہون مجکو کافی ہے یہی نسبت
کہ لاج اپنے مریدون کی جناب پیر رکھتے ہین

احمد

احمد - جناب حسین شریف صاحب خلف حاجی شیخ احمد صاحب صوبہ دار میجر سردار بہادر

خدا کے فضل سے ہم ہی بڑی تقدیر رکھتے ہین
نبی معشوق رب اور غوث اعظم پیر رکھتے ہین

فرشتون کو دکھا کر قبر مین بیہوش کر دینگے
بغل مین ہم رسول اللہ کی تصویر رکھتے ہین

کوئی کیا ہمکو بھٹکائیگا بھٹکین گے نہ بھٹکین گے
تمہارے عشق کی گردن مین ہم زنجیر رکھتے ہین

لیا ہی رحمت خالق نے ہمکو اپنے دامن مین
گنہگاران امت ہی بڑی تقدیر رکھتے ہین

ہمین کیا ڈر ہے احمدؔ پرسش روز قیامت کا
کہ اپنے دل مین حب حضرت شبیر رکھتے ہین

پاس - جناب محمد حفیظ الدین صاحب تلمیذ حضرت فیض

پاس

شرف دنیا مین ہم اور دین مین توقیر رکھتے ہین
خوشا طالع کہ فیض اوستاد آغا میر رکھتے ہین

ستمگر لیس ہین جسدن کمان و تیر رکھتے ہین
ہو مین قربان ہنسی کی جوان و پیر رکھتے ہین

ہمیشہ گلا خونکو ہے لحاظ کشتہ ابرو
عوض بولونگی میری قبر پہ شمشیر رکھتے ہین

دماغ مہر و مہ افلاک پر رہتے ہین نسبے یہ مانا
مگر کیا رخ سے آگے عزت و توقیر رکھتے ہین

شب بہین معصیت کی بوجھ سے زلفونکی دیوانے
کہ گردن پر بہار منت زنجیر رکھتے ہین

جو تو غایب ہو مجھسے تو بس جھگڑا آگیا گذرا
خدا کو ہم بھی حاضر اسے بت بےپیر رکھتے ہین

رخ سادہ لب شیرین ہے ہو شیر و شکر کیونکر
غضب ہے الفت ابرو مین شیری کھیر رکھتے ہین

نہین ہے وصل کی شب پر تو مہتاب کی پروا
تمہارے دونو عارض چاند کی تنویر رکھتے ہین

جو سنتے ہین مری بیتابی دل کاتب اعمال
تڑپ کر بات تو خامہ دم تحریر رکھتے ہین

زبان چلتی نہین ہے معرکہ مین شعر گوئی کے
دہن مین تیغ گویا صاحب تقریر رکھتے ہین

مکرنا چھوڑ دو عیسیٰ مسیحا کی گواہی سے
خط دلبر کا نوشتہ عاشق دلگیر رکھتے ہین

ولہ

پری شیشہ مین اُترے یا وہ تسخیر رکھتے ہین
یہ جادوگر شرابی میکدے مین پیر رکھتے ہین

امید مہر کب ہے یاالٰہی ماہ رویون سے
نظر کو ہر مہینے مین بسان تیر رکھتے ہین

عجب ضد ہی جوان کو آرزو ہے پیر ہونیکی
جوانی کی تمنا از سرِ نو پیر رکھتے ہین

سرا سب بے ثبات دہر مین کیا خاک ٹھہرے ہے
عبث منعم خیال منزل و تعمیر رکھتے ہین

نہ کچھ اُڑتے اُڑتے آرہی ہے بوے گل کی
کہ آہنگ پریدن بلبل تصویر رکھتے ہین

حمد اللہ اکبر اونکو مشتاق شہادت سے
چھری سے تا ذرا رک رک کر دم تکبیر رکھتے ہین

سنہری رنگ وہ کشتہ لب کے تپانے کو
سمجھتا ہے کی دنیا مین ہمین اکسیر رکھتے ہین

خیال نرگس مستانہ بھی ہے خواب گوشے کا
معبر خفتہ قسمت یاد کیا تعبیر رکھتے ہین

کدھر جاتی ہو جھک جھک شوق سے اے گل رعنا
قبا کے ساتھ ہم بھی دست دامنگیر رکھتے ہین

وہ باز آتے ہین کسدن مرغ جان بسمل پر دل سے
ہمیشہ اک نہ اک فتراک مین نخچیر رکھتے ہین

مریدی لاتخف اُسے پاس ہے اسناد بخشا لیش
غلام غوث اعظم خلد کی جاگیر رکھتے ہین ؂

باغ — جناب ابو الحیات محمد عبد الحی صاحب —

باغ

نہین آنکھون مین سرمہ یہ بہت بے پیر رکھتے ہین
برائے قتل عاشق ہمان شمشیر رکھتے ہین

اگر سو جائین چار آنکھین تو آجائے یقین تجھکو
ہم اپنی دونو آنکھون مین تری تصویر رکھتے ہین

تصدق کچھ ترے لایق نہ تیری نذر کے قابل
فقط اک جان ناشاد دل دلگیر رکھتے ہین

خدا نے حسن مین بھی دی ہی مقناطیس کی قوت
حسین جذب دل عشاق کی تاثیر رکھتے ہین

ادہر داغونکی گلکاری ادہر زخمون کی آرایش
ہم اپنا دل بھی کیا غیرت کشمیر رکھتے ہین

نتیجہ عشقبازی کا ہی آخر خاک مین ملنا
ہم اپنی لوح مرقد پر یہی تحریر رکھتے ہین

ملا ہی آنکھ کیا تجھسے کلیجہ ایسا کس کا ہے
نگاہین تیغ کھینچی ہین تو مژگان تیر رکھتے ہین

اونھین دیکھا تھا مین نے خواب مین رنجیدہ تھی مجھسے
خدا جانے کہ ایسے خواب کیا تعبیر رکھتے ہین

نہ کیون اونکی خطائین بخشدیجائینگی محشر مین
تہ دل سے جو مہر شبر و شبیر رکھتے ہین

مہیا دلکی بہلانیکا سامان ہجر مین عاشق
تڑپ آہ و بکا و نالہ شبگیر رکھتے ہین

سنا ہی طوق منت کا گلے مین اوسنی پہنا ہے
جنونکا زور ہے ہم پاؤن مین زنجیر رکھتے ہین

نہ اپنی عقل پر تکیہ نہ قسمت پر بھروسا ہے
نہ ہم تقدیر رکھتے ہین نہ ہم تدبیر رکھتے ہین

محبت دلمین رکھنے کو کہا مین نے تو فرمایا
تجھے تیری قسم پہلو تو اپنا چیر رکھتے ہین

ذریعہ ہمکو بخشایش کا بارغ خوب ہات آیا
ہم اپنا حامی محشر جناب پیر سمجھتے ہین

تمیز ـ جناب ہدایت محی الدین خان صاحب

تمیز

عجب تاثیر آنکھون مین بت بے پیر رکھتے ہین
نظر مین اپنی پوشیدہ ہزارون تیر رکھتے ہین

ذرا سوچ اور سمجھکر ظلم کرنا اے فلک مجھپر
مرے نالے بھی او ظالم بڑی تاثیر رکھتے ہین

بنایا خاک تیری سمجھ شعلہ مزاجی سے
عوض دلکی ہم اپنے سینہ مین اکسیر رکھتے ہین

نرگس ـ جنابہ اقبال بیگم صاحبہ شاعرہ پردہ نشین ـ

نرگس

گرفتاری کا سودا عاشق دلگیر رکھتے ہین
کہ گردن مین کمند اور پاؤن مین زنجیر رکھتے ہین

ہے کیا حاجت جلا کو سن و علم کی ہم فقیرون کو
کہ ہم آہ سحر اور نالۂ شبگیر رکھتے ہین

شہیدان نگہ سے پوچھئے لذت تڑپنے کی
بڑے ہی شوق سے گردن تہِ شمشیر رکھتے ہین

وہ آنکھین ہین بلا اور وہ نگاہین ہین غضب دیکھو
دو ترک مست ہین ترکش مین اپنے تیر رکھتے ہین

بتاؤگی ہمارے خواب کی تعبیر کیا اے ترک
کہ خواب مرگ ہی ہم خواب کی تعبیر رکھتے ہین

نقی۔ جناب مرزا محمد نقی حسین بیگ صاحب شاگرد جناب نفیس

نقی

سلامی پاس ہم خاک در شبیر رکھتے ہین
ملیگی کیمیا اکدن جو یہ اکسیر رکھتے ہین

کھڑے ڈیوڑھی پہ سب اہل حرم فریاد کرتے ہین
لحد مین شاہ لاش اصغر بے شیر رکھتے ہین

کہا عابد نے ہی یہ سلسلہ امت کی بخشش کا
گلے مین طوق ہے اور پاؤن مین زنجیر رکھتے ہین

کہا سر پیٹ کر زینب نے خالق کی دہائی ہے
لعین سبط نبی کے حلق پہ شمشیر رکھتے ہین

مددگار حسین ابن علی تن تن کے کہتے ہین
خدا چاہے تو فوجون کو تہ شمشیر رکھتے ہین

ادہر سر کھولے سب اہل حرم فریاد کرتے ہین
ادہر جلاد نیزہ پر سر شبیر رکھتے ہین

یہی دولت یہی حشمت یہی اپنی بضاعت ہے
نقی ہم اپنے دل مین الفت شبیر رکھتے ہین

ولہ

گلے مین طوق بھاری پاؤن مین زنجیر رکھتی ہین
تری زندانیون مین ہم بڑی توقیر رکھتے ہین

وہ دل ہاتو لئے تہا جی آپ میرے گہر چلے آئے ۔ مرے نالے ہی آہ دم عجب تاثیر رکہتے ہین

پہر کہاتے ہین سب اللہ اکبر کہکے مسجد مین ۔ وہ جسدم ہاتھ کانون پر دم تکبیر رکہتے ہین

خیال ابروے جانان شب فرقت جو آتا ہے ۔ گلے پر ہم خود اپنے ہاتھ سے شمشیر رکہتے ہین

بنا رہوا نہین جو آرزو مند شہادت ہین ۔ کہ اب نام خدا وہ دوش پر شمشیر رکہتے ہین

یہہ مرنے کی خوشی ہے جوش الفت اسکو کہتے ہین
تقی ہم شوق سے گردن تہ شمشیر رکہتے ہین

تفضل

تفضل - جناب تفضل حسین صاحب -

برادر رکہتی ہین کوئی نہ ہم ہمشیر رکہتے ہین ۔ تجہی کو سرپرست اپنا بت بے پیر رکہتے ہین

جو ہم افیون کہاتے ہین تو اوسکی ناشتی کو بہی ۔ اوٹھا کر ایک پوری اور تہوڑی کہیر رکہتے ہین

پکڑتی ہین دوگانہ اور روپے لیتے ہین دولے ۔ بڑے وہ صاحب قسمت ہین جو ہمشیر رکہتے ہین

وزیر فوج کی ڈیوڑہی پہ جا کر ای تفضل ہم
تعجب ہی کہ ابتک ویسی ہی تقدیر رکہتے ہین

جوہر

جوہر - جناب منشی تلجا رام صاحب ناظم اول عدالت سمستان گرگنڈہ ضلع لنگسگور موطن [illegible]

بہت کچھ ہم لبین ہان یاد بت بے پیر رکہتے ہین ۔ خدا کے گہر مین ہم اک پیکر تصویر رکہتے ہین

دل وحشی کو ہم دیوانہ پن اوس بت کی گیسو کا ۔ صدا ناقوس کی سب نالہ زنجیر رکہتے ہین

کہنچی جاتی ہین دل عشاق کے از خود تری جانب ۔ یہہ چشم پر فسون بہی واہ کیا تسخیر رکہتے ہین

وہ دریا پر نہانے یون چلے پہیلا کے بالون کو ۔ کہ جیسے دوش پر دام اپنے ماہی گیر رکہتے ہین

لب سوفار نے تیرے مشبک کر دیا پہلو
جگر میں ہم ہزاروں زخمہائے تیر رکھتے ہیں

یہہ سر حاضر ہے تیری نذر کو اے قاتل عالم
خوشی سے اپنی گردن ہم تہ شمشیر رکھتے ہیں

جعفری

جعفری - جناب سید عباس حسین صاحب۔

جو بد باطن ہیں اپنی سینہ میں کینہ کو بھرتے ہیں
کدورت دل میں کب اپنی صفا تخمیر رکھتے ہیں

عجب اللہ نے بخشا ہی اوسکو حسن کیا کہیے
کہ دل میں عشق اوسکا سب جوان و پیر رکھتے ہیں

جو دیکھا خواب میں سر پیچ باندہا آپنے سر پر
سحر کو قتل ہو سکے ہم یہی تعبیر رکھتے ہیں

جفائیں سہتی ہیں لاکھوں پہ منہہ سی اُف نہیں کرتے
کچھہ ایسا ضبط تیرے عاشق دلگیر رکھتے ہیں

نہیں ڈر سقر سے جعفری کچھہ ڈر ہمیں ہرگز
کہ اپنے ہات میں ہم دامن شبیر رکھتے ہیں

حسرت

حسرت - جناب سید مخدوم محمد محمد الحسینی متولی درگاہ حضرت حسین شاہ ولی صاحب قدس سرہ

کبھی پر شیفتہ ہیں عشق دامن گیر رکھتے ہیں
ہمیشہ دل میں آنکھوں میں وہی تصویر رکھتے ہیں

ہوا ہی موم دل اوس سنگدل کا ہمپہ رحم آیا
ہمارے نالہ ہا دل عجب تاثیر رکھتے ہیں

ہمو سکے وقت سے پائی ہے ہمنے عشق کی دولت
ازل سے اپنے قبضہ میں یہی جاگیر رکھتے ہیں

ترہ کو سیکڑوں خنجر جگر پر کہائے ہیں ہم نے
ہم اپنے دل میں غمزوں کے ہزاروں تیر رکھتے ہیں

کسیکی آتش فرقت نے حسرت کو جلایا ہے
ہوا ہے خاک دل پہلو میں ہم اکسیر رکھتے ہیں

حافظ

حافظ - جناب سید یوسف علی صاحب خوشنویس۔

رخ روشن پہ گیسو اوسکی کیا تحریر رکہتے ہین
نظر مین سورۂ اخلاص کی تفسیر رکہتے ہین

خدا جانے رقیبون نے سکہایا کیا ہی کچہہ اون کو
وہ سیدہی باتین اولجہی ہوی تقریر رکہتے ہین

ہوا ہے عشق زلف و ابرو دلدار کا جب سے
گلے مین طوق ہی اور پاؤن مین زنجیر رکہتے ہین

بہلا ہم دو نہ دو دو ایک ہی بوسہ محبت سے
کہو مشتی کی کچہہ سایل نہین تقصیر رکہتے ہین

نہین ہین صاف دل ہمسے تو کہدین ہٹ گیا قصہ
وہ ہر اک بات مین پہر ہیچ کیون تقصیر رکہتے ہین

کہا ہنسکے اسنے ناصح کہ عشق آسان ہو دلا
ولی افتاد مشکل اب نہین تدبیر رکہتے ہین

ازل مین لکہدیا تہا فقط جو تہا تقدیر مین لکہا
بتا دو اب مٹانے کی کوی تدبیر رکہتے ہین

حشمت - جناب سید حشمت علی صاحب اہلکار صدر دفتر سپہ خانہ ملک سرکار عالی حشمت

نہ دانا خون کیلیئے ہم آہ بے تاثیر رکہتے ہین
یہہ نہان شمع کا سر کاٹنے گلگیر رکہتے ہین

گنہ اپنے سے جہین ایسے کہان تقدیر رکہتے ہین
فقط اک آسرا ہم آپ کا یا پیر رکہتے ہین

عنادل باغ سے اے باغبان کسطرح جاینگی
کہ یہہ موج صبا کی پاؤن مین زنجیر رکہتے ہین

بنا ہی دل مرا اک سیمتن کے ہجر مین کشتہ
نہ ہم تجہسے ہوس حاجت اکسیر رکہتے ہین

ہلاتی ہین شب فرقت مین قصر چرخ دولابی
تمہارے دل جلے کب آہ بے تاثیر رکہتے ہین

کلیجہ تہام کر مین رہ گیا چار آنکہہ ہوتے ہی
نظر مین یہہ بت سفاک گویا تیر رکہتے ہین

ہمارے منہہ پہ کردی کس نے یارب مہر خاموشی
زبان گویا ہی پر کب طاقت تحریر رکہتے ہین

بنے ہین جیسے سودای سر زلف پریشان ہین
رگونکی جا بتن مین صورت زنجیر رکہتے ہین

بتون کے ظلم کی کیا داد چاہین حشر مین حشمت
نہ دستاویز پاس اپنے نہ کچھ تحریر رکھتے ہین

نہ گیسو چشم و ابرو ریت کی پیر رکھتے ہین
پئے صید غزالان حرم زنجیر رکھتے ہین

پڑے ہین گرہی خون سے دم شمشیر پر چھالے
خدا جانے دہان زخم کیا تاثیر رکھتے ہین

بھلا دیکھین تو سبقت کون کرتا ہے سر میدان
جگر ہم پاس ہین وہ چتونون مین تیر رکھتے ہین

ہمین سیر فضا سینہ پر داغ کافی ہے
تری خواہش نہین ہم اے گلشن کشمیر رکھتے ہین

کہا جائیگا محشر مین ہمارے ہاتھ سے قاتل
شہادت پر ہم اپنی خون بھری شمشیر رکھتے ہین

وہ دل تھامے ہوے بازنک کا ہدیہ جو آتی ہین
اثر کیا کہربا کا نالۂ شبگیر رکھتے ہین

اگرچہ ذبح کرتے ہین محبت بھی ہے کچھ دل مین
مری آنکھون پہ دامن وہ دم تکبیر رکھتے ہین

رخ روشن کی پرتو نے بڑھائی ہے چمک ایسی
تمہارے داغ چیچک ماہ کی تنویر رکھتے ہین

یہ جسکا جلوہ کون و مکان ہے روبرو اپنے
نظر مین ہم اوسی محبوب کی تصویر رکھتے ہین

ہنو وہین کیون گنہگاران خدایا مورد رحمت
وہی بخشش کے قابل ہین جو کچھ تقصیر رکھتے ہین

جو ہے حشمت علی شاہ مردان کی غلامی مین
نگاہ لطف اوسپر حضرت شبیر رکھتے ہین

خاطر۔ جناب شاہ محمد محی الدین صاحب قادری امداد اللہی میسوری

خاطر

خط او خیر کی عارض پہ وہ تحریر رکھتے ہین
محشے سورہ والنور کی تفسیر رکھتے ہین

جناب فیض کے مدحت گر چہ مقتد ہین ہم
وہ جلوہ دیکھین دلمین کہان تقدیر رکھتے ہین

مدد گر غیب سے ہو جائے کیا جائے تعجب ہے
جناب حضرت امداد سا ہم پیر رکھتے ہین

خوشی ہین خواب غفلت کی تجھے فردا رلائیگی
سمجھتے خوب ہین جو تو نتا تعبیر رکھتے ہین

رکھی ہین خاکساری سے ترے نقش قدم پر سر
ہین مفلس گرچہ پر ہم ہاتھ مین اکسیر رکھتے ہین

جو تقدیر الٰہی ہے وہی پیش آئیگی آخر
نصاری گرچہ لاکھون دانش و تدبیر رکھتے ہین

سحر لای نہ چھوڑینگے اوسی گھر اپنے خاطر ہم
فغان نیم شب آہ سحر تاثیر رکھتے ہین

خواجہ

خواجہ ـ جناب خواجہ عثمان اللہ صاحب نبسۂ جناب عصر

زمین و آسمان و عرش و کرسی ایک کر ڈالے
ہمارے نالۂ شبگیر وہ تاثیر رکھتے ہین

نہ ہم گردش مین آئینگے اگر وہ لاکھ دی چکر
ہزارون جیب مین تجھ جیسے چرخ پیر رکھتے ہین

دکھائین کیون نہ اپنی خنجر ابرو کے وہ جوہر
سپاہی جو ہین خواجہ ڈاب مین شمشیر رکھتے ہین

خورشید ـ جناب حاجی حافظ خورشید احمد صاحب نقشبندی گوپاموی [illegible]

نظر اغیار کی جانب نہ ہم دلگیر رکھتے ہین
ہمیشہ آنکھ کے آگے تری تصویر رکھتے ہین

نگہ رکھتی ہین وہ آنکھین اپنے تیز تر اتنی
کہ ناوک جس طرح ترکش مین اپنی تیر رکھتے ہین

نظر کی قید کی انکو عجب تدبیر سوجھی ہے
کہ وہ چہرہ پہ اپنے زلف کی زنجیر رکھتے ہین

شکست شیشۂ ناموس عاشق کی نہین پروا
دل اپنا سخت پتھر یہ بہت بے پیر رکھتے ہین

ہوی روشن رموز حسن عنا آمد خطا سے
تمہارے مصحف رخ کی یہ ہم تفسیر رکھتے ہین

تمہارے عشق مین زندان مین گھر ہونے لگے آنسو
ہمارے دیدۂ تر بھی عجب تاثیر رکھتے ہین

بڑہا یا حسن نے اونکے غرور خود نمائی کو	نظر مین کب کسیکی اپنے وہ توقیر رکہتے ہین
نہین کچہ خوف دلکو ہے ہمارے روز محشر کا	وسیلہ ہم جناب حضرت شبیر رکہتے ہین

خمار ۔ جناب ابو المعنی سید منتخب الدین صاحب شاگرد جناب بیکش

ترے ملنے کی خواہش او بت بے پیر رکہتے ہین	ہزارون حسرتین دل مین ترے دلگیر رکہتے ہین
ہمین قایل کرو ایجان عبث کیون روٹہہ بیٹہے ہو	ہماری کیا خطا ہم کونسی تقصیر رکہتے ہین
اگر وہ قتل پر راضی نہین ہوتے نہو نے دو	گلا خود کاٹ لینگے ہاتہہ مین شمشیر رکہتے ہین
ہے کچہ تو دال مین کالا چہپاتے ہین وہ کیون مجہسے	مجہے معلوم ہے جو غیر کے تحریر رکہتے ہین
اگر نالے کرین تو اک جہان کو جلا بیٹہین	ہم اپنی آہ سوزان مین عجب تاثیر رکہتے ہین
بڑے سمجہانے آئے ہو کہو تو یہ ہمین سے پہلے	زبان مین شیخ صاحب آپ کیا تاثیر رکہتے ہین
جفا کرنے پہ وہ خوش ہین تو ہم راضی رضا پر ہین	جو وہ تدبیر کرتے ہین تو ہم تقدیر رکہتے ہین
غم و اندوہ و حرمان حسرت و یاس تمنا سے	سوا اشفاق تیرے اور کیا جاگیر رکہتے ہین
ہم اپنے دل کے آئینہ مین عکس یار لیتے ہین	بہت نادان ہین وہ کاغذ کی جو تصویر رکہتے ہین
خدا جانے ہمین کیا کچہ ملیگا قتل ہونے سے	گلا جو خود بخود جا کر تہ شمشیر رکہتے ہین

خمار اک چال چلنا محتسب آتا ہے وہ دیکہو
[illegible] کہ بوتل مین مے تطہیر رکہتے ہین

خلیق ۔ جناب مولوی سید محمد صاحب قادری تلمیذ جناب خلق

ادہر ہم ہین رضا کا اک تقدیر رکہتے ہین	اٹہا کر طاق مین اپنے ہر اک تدبیر رکہتے ہین

وہ کب پروای ملک عزت و توقیر رکھتے ہین — ہین دولت ہی سی خوش جو عشق کی جاگیر رکھتے ہین

ہوی ہم خاک پای یار دولت ٹھوکرون مین ہے — نہ اب پروای مال اور خواہش جاگیر رکھتے ہین

ملک آتے نہین جس گہر مین شور ہو تو صد حسرت — کہ خود ہم قصر دل مین غیر کی تصویر رکھتے ہین

نگہ سے قتل عالم کر رہی ہین پر وہ ظاہر مین — نہتے ہین نہ وہ خنجر نہ وہ شمشیر رکھتے ہین

سنا جب سے شفاعت شرط ٹھہری ہی گنہ ہونکی — حفاظت سے ہم اپنا مایۂ تقصیر رکھتے ہین

خلیق اپنے ہر اک بگڑی ہوی کیونکر نہ بن آئے
مریدون کی خبر جب غوث اعظم پیر رکھتے ہین

دارا

دارا — جناب نواب عظام الدولہ بہادر۔

جو آمادہ مژہ ابرو کمان کے تیر کھنچے ہین — تو ہم بھی وحشی دل صورت نخچیر رکھتے ہین

تشفی کو دل مضطر کے یہہ تدبیر رکھتے ہین — جو ہم پہلو مین جانان کے سدا تصویر رکھتے ہین

نہایت قتل ہونے پر سے بسمل ہین اے قاتل — سر گردن تہ خنجر دم تکبیر رکھتے ہین

ملیگا کب بجز گور و کفن انکو پس مردن — جو دنیا مین خیال منصب و جاگیر رکھتے ہین

ہی کافی جان لینے کیلئے اک جنبش ابرو — برہنہ کیون وہ پھر بیجا لئے شمشیر رکھتے ہین

نرالا بانکپن کچہ چشم بد دور ان بتون کا ہے — تپنچہ ڈاب مین اور ہات مین شمشیر رکھتے ہین

خدا کی فضل سے امید ہی جنت مین جانیکی — ہم اپنے ہات دارا دامن شبیر رکھتے ہین

رفعت۔ مہاراج آصف نواز ونت راجہ مرلیمنوہر بہادر صدر محاسبہ سرکار نظام

جہان فرہاد و مجنون منصب و جاگیر رکھتے ہین — اوسی سرکار مین ہم بھی بڑی توقیر رکھتے ہین

پسند آیا ہی دل تجکو تو لے حاضر ہے محبت کیا
جگر و ہات کا ہم اے بت بے پیر رکہتے ہین

ستاتا ہی فلک ہمکو جتا دیتے ہین ہم تجکو
ہمارے نالہ و افغان بڑی تاثیر رکہتے ہین

جدہر دیکہا ادہر صورت تری ہمکو نظر آئی
ہمیشہ اپنی آنکہون مین تری تصویر رکہتے ہین

بتای ڈہب خدا سے ملنے کے ہمکو تو واعظ نے
وصال یار کی ہی یہ کوئی تدبیر رکہتے ہین

کہان جائین کدہر جائین بتادے ای صنم ہمکو
خیال زلف کی ہم پاؤنمین زنجیر رکہتے ہین

اشارہ شاہ کا ہو تو تصدق سر کرین اپنا
بغل مین جان نثاری کیلئے شمشیر رکہتے ہین

پہنچا فیض سے ہے ہمکو جناب داغ سے رفعت
اوسی سے ہم سخن گوئی مین طرز میر رکہتے ہین

رحیم

رحیم۔ جناب محمد رحیم الدینخان صاحب خلف جناب محمد فیاض الدینخانصاحب فیاض

خیال ابرو کا تیرے اے بت بے پیر رکہتے ہین
سپاہی ہین ہمیشہ ہات مین شمشیر رکہتے ہین

ہوا ہے شہرۂ آفاق پرچا خوش ادائی کا
تمہاری دید کی خواہش جوان و پیر رکہتے ہین

مری ہی خاک کو تو وہ بنایا کرتے ہین اکثر
وہ جبسے ہاتہین اپنے کمان و تیر رکہتے ہین

محبت جس سے کی ہمنے ہوا وہ دشمن جانی
عجب قسمت ہماری ہے عجب تقدیر رکہتے ہین

نہ نقل سے کبہی باہر رکہینگے پاؤن ہم اپنا
ترے پاس ادب سے پاؤنمین زنجیر رکہتے ہین

گلی اندام سے رہتی ہین ملاقاتین ہمین اکثر
خط گلزار مین اپنا خط تقدیر رکہتے ہین

بہار آئی تو دیوانے تیری زلف پیچان کے
بہلا دیکہین تو کیسی پاؤن مین زنجیر رکہتے ہین

رحیم اپنا یہہ مقطع ہے عطیہ فیض صاحب کا

هم آل نمغہ اپنے واسطے جاگیر رکھتے ہین

رحیق ۔ جناب مرزا انور علیصاحب شاگرد جناب بیکش

رحیق

عجب کچھ عشق کے مجنون تری توقیر رکھتے ہین
کہ وہ زندان سے الفت خواہش زنجیر رکھتے ہین

فنا ہو جائیگا ہمکو اگر کوئی ستائیگا
کہ ہم نالو مین ای صیاد وہ تاثیر رکھتے ہین

مکر رکھتے ہین وعدہ کیا تھا کس نے آنیکا
بتا دو کیا ہماری آپ کچھ تحریر رکھتے ہین

گلا کٹ جائیگا میرا تو ابرو کے اشارے مین
مری گردن کو وہ ناحق تہ شمشیر رکھتے ہین

بہلا کیونکر ہو ہمکو خوف فردائے قیامت کا
کہ ہم دل مین ازل سے الفت شبیر رکھتے ہین

کسیکی خاک پا کو کیمیا سمجھا رحیق ہم نے
سوا اسکے نہین ہم اور کچھ اکسیر رکھتے ہین

رضا ۔ جناب محمد رضا حسین صاحب فاروقی میر منشی محکمہ صفائی قلعہ محمد نگر گلکنڈہ

ہم اپنے دل مین اوس دلدار کی تصویر رکھتے ہین
کہ جسکے در پہ سر تکبیر جوان و پیر رکھتے ہین

گلی پر اپنی عاشق کے وہ جب شمشیر رکھتے ہین
ہنسی لب پر زبان پر نعرۂ تکبیر رکھتے ہین

گلے عشاق کے کٹتے ہین ہر اک بات پر صدہا
زبان کی جا وہ منہ مین مگر شمشیر رکھتے ہین

نہو وہ فاش تا سر دہان اپنا اسی باعث
ادا سے بات وہ منہ پر دم تقریر رکھتے ہین

سخن سے اونکے مردے زندہ زندے مردے ہوتے ہین
الہی وہ عجب معجز نما تقریر رکھتے ہین

لگا دیتی ہین یکسان بحر و بر کو آگ اکدم مین
ہمارے آتشین نالے عجب تاثیر رکھتے ہین

عجب کیا ہے پری پیکر جو ہو نامہ کا ہر اک حرف
نظر مین انکی صورت ہم دم تحریر رکھتے ہین

کبھی ہرگز نہ ثانی جسکا نقاش ازل سے بھی
رضا ہم دل کے آئینہ مین وہ تصویر رکھتے ہین

رمز

رمز ۔ جناب رامی بہاری لعل صاحب شاگرد حضرت فیض

بلا کی توڑ یہ میرے سخن کے تیر رکھتے ہین
بندہی فتراک دل سے نظم کی نخچیر رکھتے ہین

جہان وہ دام گیسو مثل آہو گیر رکھتے ہین
نہان آنکھونکی ترکش مین نظر کے تیر رکھتے ہین

کسیکو زعم منصب کا کوی جاگیر رکھتے ہین
مطالب ہم تو اپنے بر سر تقدیر رکھتے ہین

کہین عزت مشائخ کی بت بے پیر رکھتے ہین
بغل مین رکھتے ہین ایسون کو بے توقیر رکھتے ہین

زر و زن کی ہوس دنیا مین سب دلگیر رکھتے ہین
جوان ہی اک نہین سو سو برس کے پیر رکھتے ہین

ہے جھوٹی حرص کب لطف جوانی پیر رکھتے ہین
کہین اڑنے کی طاقت طایر تصویر رکھتے ہین

بغل مین لے کھڑے ہین رمز نعلین مبارک کو
سر آنکھون پر جناب فیض کی تصویر رکھتے ہین

رحیم

رحیم ۔ جناب منشی محمد عبد الرحیم صاحب خلف منشی محمد امجد صاحب ناظم محکمہ منصب ریاست بھوپال

ازل سے جذبۂ دلکی وہ ہم تاثیر رکھتے ہین
کہ قبضہ مین ہمیشہ اک بت بے پیر رکھتے ہین

فنا سے عالم باقی بقا سے عالم فانی
حیات جاودانی کی عجب جاگیر رکھتے ہین

ازل سے مشرب حیرت پرستان عشق بازی ہے
کہ ہم آئینہ دل مین تری تصویر رکھتے ہین

خمار بادۂ وحدت بہار عالم کثرت
خیال صوفی بدمست کی تاثیر رکھتے ہین

ازل سے بادۂ وحدت کے ہین بدمست او ساقی
مئی عرفان سے پر ہم ساغر تقدیر رکھتے ہین

ازل سے نالہ ہائے دل بہار موسم گل میں ہیں
عجب تاثیر رکھتے ہیں عجب تاثیر رکھتے ہیں

فنای عاشقاں عین بقا ہے غور سے دیکھو
حقیقت دار کی پیش نظر دلگیر رکھتے ہیں

رحیم اب رحمت خالق طفیل بادشاہ صاحب
نہ کیونکر ہم یہ موہوم بہی عجب تقدیر رکھتے ہیں

زار - جناب محی الدین حسین صاحب تلمیذ حضرت فیض -

زار

عداوت ہمسے اور غیروں سے خوش تقریر رکھتے ہیں
ملا کر زہر قاتل ہیں وہ شکر شیر رکھتے ہیں

کریں کیا ہاں نکل سکتے نہیں پہندے سے زلفوں کے
گلے میں پاؤں میں ہاتھوں میں ہم زنجیر رکھتے ہیں

نہیں جز دید کوی کام ارباب مراقب کو
منقش صفحۂ دل پر تری تصویر رکھتے ہیں

ہو جسمیں رنگ الفت رنگ ہم اونسے جمالینگے
کریں کیا آپ تو خوسے گل تصویر رکھتے ہیں

تکلف برطرف انصاف سے کہتا ہوں یہہ سب سے
الگ ہی جادۂ شعر و سخن جو میر رکھتے ہیں

ادا ناز و کرشمہ غمزہ سب خونریز عاشق ہیں
کہاں زیب کمر وہ ڈاب میں شمشیر رکھتے ہیں

نظر برق غضب ہے قہر ہے ابرو کی جنبش بھی
پئے خونریزی عاشق کمان و تیر رکھتے ہیں

نہیں غم مجکو مرنیکا خوشی سے ذبح کیجے گا
کمر میں آپ خنجر ہاتھ میں شمشیر رکھتے ہیں

مدینہ طوف نجف بغداد و مکہ زاد تشریفا
یہی پانچوں علاقے زار ہم جاگیر رکھتے ہیں

ساقی - جناب محمد تقی حسین بیگ صاحب شاگرد جناب مزاج -

ساقی

نہیں ہم دلمیں خوف خنجر و شمشیر رکھتے ہیں
ازل سے عشق ابرو کی بت سے بیر رکھتے ہیں

نہ پوچھو تم تمنائین دل بیتاب کی جو ہین
سر و گردن پر اے خنجر و شمشیر رکھتے ہین

بڑی سفاک ہین وہ ظلم سے کب باز آتے ہین
ہمارے سامنے اغیار کی تصویر رکھتے ہین

دل عشاق کو تسخیر کر لیتے ہین یکدم ہین
حسینان جہان کیا حسن عالم گیر رکھتے ہین

وہ دل ہاتھون سے تھامے خود چلے آئی شب وعدہ
ہمارے آہ و نالے بہی عجب تاثیر رکھتے ہین

یہی دل چاہتا ہے بس تصدق جائیے ساقی
عجب انداز سے وہ دوش پہ شمشیر رکھتے ہین

سخنور

سخنور - جناب محمد یعقوب علی صاحب اہلکار دفتر معتمد تعمیرات سرکار عالی

سپر سینہ کئے کیا انتظار تیر رکھتے ہین
کلیجہ شیر کا ظالم ترے نخچیر رکھتے ہین

ہمین کو پھونک دیتی ہین مثال سحر برگشتہ
اثر اولٹا ہمارے نالہ شبگیر رکھتے ہین

تمہارے وصل کی امید بہی اعجاز کرتی ہے
مقید ہم دل وحشی کو بے زنجیر رکھتے ہین

ہماری عشق مین کیونکر نہ بگڑی بات بن بن کر
بہلی تدبیر کرتے ہین بڑی تقدیر رکھتے ہین

ہماری بخت مین لکھا نہ بخت غیر کا لکھا
گلہ تجھسے بہت اے خامہ تقدیر رکھتے ہین

ہوا ہی قتل کوئی رشک سے ہم کیون نہ مر جائین
چھری ہی آستین وہ ہون بہی دامنگیر رکھتے ہین

خدا کے فضل سے منظر کوئی خالی نہین مجھ سے
تجھے دل مین تری آنکھون مین ہم تصویر رکھتے ہین

مسخر کرتے ہین جلے لے کے تیرا نام عالم کو
یہی ورد زبان ہم آیۂ تسخیر رکھتے ہین

سخنور ان بتان شوخ کو تو جانتا کیا ہے
ق نہین قہر خدا ہی ہات مین شمشیر رکھتے ہین

بلا ہے سادگی بہی ان پہ ہے سفاک باطن ہین
ادا مین تیغ رکھتی ہین نظر مین تیر رکھتے ہین

کرون کیا مانع آہ و فغان ہے نازکی اونکی
کہین عاشق لحاظ آسمان پیر رہتے ہین

سلیم

سلیم - جناب محمد نظام الدین صاحب -

ارادہ صید کا وہ اے دل دلگیر رکھتے ہین
کمان ابروے پر خم کے نظر کا تیر رکھتے ہین

وہ دن ہو کونسا دل تھام کر مجھسے وہ کہہ بیٹھین
تری نالے ہی اے ظالم عجب تاثیر رکھتے ہین

انھین منظور ہے آباد کرنا غیر کے گھر کو
ہمارے خانۂ دل کو وہ بے تعمیر رکھتے ہین

خدا کی یاد کبھی ہے کہا نکا غیر کا مذکور
فقط تجھہ ہی سے ہم عشق اے بت بے پیر رکھتے ہین

گرہ اپنی دل دلگیر کی کھلتی نہین ہیہات
یہہ کیسا پیچ قسمت کا یہہ کیا تقدیر رکھتے ہین

کمینون سے سلیم امید عزت کی نرکھہ ہرگز
خیال عزت کا اہل عزت و توقیر رکھتے ہین

سلام

سلام - جناب خواجہ سید معین الدین صاحب چشتی عرف خواجہ میر شاگرد شمشاد لکھنوی

طبیعت مین تلون کیا بت بے پیر رکھتے ہین
عدو کو شاد رکھتے ہین مجھے دلگیر رکھتے ہین

ارادتمند کیا سرمایۂ توقیر رکھتے ہین
تصور مین جناب شیخ کی تصویر رکھتے ہین

قضا کیونکر نہ منھہ چومے تمہارے جان نثارونکا
گلے کو کس مسرت سے تہ شمشیر رکھتے ہین

عجب کیا ہے اگر ہمسے زمانہ کو بھی نفرت ہو
بیروان سے بھی برے ہم ہین بری تقدیر رکھتے ہین

سنا کر ہمکو تو امین رہے یہہ غیر ممکن ہے
مرے نالے ہی اے پیر فلک تاثیر رکھتے ہین

قیامت ہو تڑپ کر یہہ جو گوش یار تک پہنچین
کہ رنگ برق میرے نالۂ شبگیر رکھتے ہین

تصور سے لیا کرتے ہین کار وصل اے گلرو
خیالی خوب کھینچے ہین ہم تیری تصویر رکھتے ہین

بہت سی کوششیں کین ہمنے لیکن وہ نہ ہات آیا
سلام اب انحصار کار بر تقدیر رکھتے ہین

سکر

سکر۔ جناب محمد عبد القادر صاحب شاگرد جناب مطلب مرحوم۔

انہین آنکہون مین ہم توفیض کی تصویر رکھتے ہین
جدہر ہون دیکھتا تشریف میرے پیر رکھتے ہین

ہماری چشم مین اے مردموی شکل مرشد کی
خوشا قسمت ہماری ہم بڑی تقدیر رکھتے ہین

اثر جب عشق کا تیرے پڑا بیدرد کہہ اوٹھا
ترے آہ و فغان ہر دم ہی تاثیر رکھتے ہین

شکایت ہے تو اپنے سے کرین قبلہ گلہ کس کا
دیا دل آپکو تسیر مجہے دلگیر رکھتے ہین

جناب فیض سے مطلب بر آیا سکر کا مستو
فقط بے کیف و کم ہم صورت تصویر رکھتے ہین

سید

سید۔ جناب سید حسین صاحب شاگرد جناب عصر۔

قسم اللہ کی یہ آشنا مطلب کے ہین سارے
محبت کب کسی سے یہ بت بے پیر رکھتے ہین

ترے ہاتون مگر اے جذب دل اسکی صفائی ہو
کدورت آئینہ رو مجہہ سے بے تقصیر رکھتے ہین

انہین پر ہے عیان یہ راز جو اہل تصور ہین
کہ دل کے آئینہ مین کس طرح تصویر رکھتے ہین

چہری ہی پہیر لی آتی نہین قاتل کو اے سید
تماشا دیکہیے با این ہمہ شمشیر رکھتے ہین

شور

شور۔ جناب گل محمد صاحب شاگرد حضرت فیض۔ موصولہ از کلبرگہ

ترے در پر ہمین بے عزبے توقیر رکھتے ہین
تجہی سے التجا طفل و جوان و پیر رکھتے ہین

تصور دل مین تیرا اے بت بے پیر رکھتے ہین
ہم اس آئینہ خانہ مین تری تصویر رکھتے ہین

اوسی کے فیض صحبت سے کیا حیوان کو انسان
سگ جانان کا اپنے نام ہم قطمیر رکھتے ہین

بنے پھرتے ہین قیدی یار کی زلف مسلسل کے
ہم اپنے پاؤن مین جھنکارتی زنجیر رکھتے ہین

بنا لیتے ہین منکر کو مقر اک بات کہنے مین
ترے عشاق بھی کیا پر اثر تقریر رکھتے ہین

دعاے مغفرت پہلے خدا سے مانگتے ہین وہ
چھری تیرے گلے پر جب دم تکبیر رکھتے ہین

جناب فیض کی تربت کی چٹکی خاک کافی ہے
نہ دست غیب ہی ہمکو نہ ہم اکسیر رکھتے ہین

نہ آنکھون مین مروت ہی نہ کچھ دل مین ترحم ہے
خدا جانے یہ بت کس خمیر سے تخمیر رکھتے ہین

دل و جان سے ہون عاشق حسن جناب یوسف مصری
عزیز ولکھ ہم نقشہ مین وہ تصویر رکھتے ہین

سما جاتے ہین ارباب نظر کی صاف آنکھون مین
عجب وہ پاس اپنے سرمہ تسخیر رکھتے ہین

بن آتی ہی نہین تدبیر جب قسمت بگڑتی ہے
اگرچہ عقل و دانش صاحب تدبیر رکھتے ہین

تمہاری ساری باتون مین جو ہی اسے مشور شیرینی
کہان لطف سخن ایسا نصیر و میر رکھتے ہین

شایق - جناب غلام حسین خان صاحب شاگرد جناب عصر

بہنسانے کی دلونکی وہ نئی تدبیر رکھتے ہین
کمند اک ہاتھ مین اک ہاتھ مین زنجیر رکھتے ہین

نہ کچھ تقریر رکھتے ہین نہ کچھ تحریر رکھتے ہین
یہ اخوان زمانہ بھی عجب تقدیر رکھتے ہین

ہمین تو نام سے بھی عار ہے اس دار فانی مین
نہ ہم منصب ہی رکھتے ہین نہ ہم جاگیر رکھتے ہین

نہین ہے دخت رز یہ اوس مین شیشہ گر او ساقی
کسی رشک پری کی دل مین ہم تصویر رکھتے ہین

نگاہوں سے کیا بسمل ادا اون سے کیا کشتہ
بظاہر تیر رکھتے ہین نہ وہ شمشیر رکھتے ہین

نہین ہے خوف روز حشر کا اے واعظو ہمکو
کہ ہم دست ہوس مین دامن شبیر رکھتے ہین

نہ پریونکی ہمین خواہش نہ حورونکی تمنا ہے
نظر مین ہم تری جادو بہری تصویر رکھتے ہین

سمائے اپنے جامہ مین نہین شوق شہادت سے
گلا اپنا خوشی سے ہم تہ شمشیر رکھتے ہین

غزل شائق کی سنکریات سینہ پر رکھا اوسنے
کہا اشعار بہی تیرے عجب تاثیر رکھتے ہین

شوق - جناب غلام محمد صاحب عرب

شوق

چھری خنجر کٹاری اور نہ وہ شمشیر رکھتے ہین
نگاہ ناز کا دلدوز بس اک تیر رکھتے ہین

قضا ہوتی ہین اکثر اس لئے اپنی نمازین بہی
چھری ہر دم گلے پر وہ دم تکبیر رکھتے ہین

پسیجے دل نہ اوسکا یہ کبہی ممکن نہین دیکھو
کہ نالے بہی ہمارے کچہ نہ کچہ تاثیر رکھتے ہین

ہزارون جان پاتے ہین اک اوسکی جنبش لب سے
وہ انداز مسیحائی دم تقریر رکھتے ہین

ملا لینگے نہ ہم کیا روز محشر فرد عصیان سے
ہم اپنے پاس بہی اپنا خط تقدیر رکھتے ہین

سزا دو آج ہی کیون انتظار روز فردا ہے
اگر ہم جرم کوی قابل تعذیر رکھتے ہین تو

یہ طفل اشک بہی کیا نیک قسمت ہے ذرا دیکھو
خوشی سے اسکو آنکہون مین جوان و پیر رکھتے ہین

بہگی جس طرح مین جاگتی ہے رات ہجران سے
بہر تو تجہہ پہ ہم کب نالۂ شبگیر رکھتے ہین

خوشی سے پیش کر دین حشر مین کہدو فرشتون سے
ہمارے ہاتہہ کی کوی اگر تحریر رکھتے ہین

خدا کا خوف یا خلق و مروت اوسکے بندون کی
نہ ایمان کی کہنا بت جسے پیر رکھتے ہین

عدو کے سر پہ حکم نادری کی تیغ جڑ دینگے ۔۔۔ ہم اپنی ہاتھ مین بازی کے آنسون پیر رکھتے ہین

ملی ہے حضرت آغا کے در کی شوق جاروبی
یہی منصب ہمارا ہے یہی جاگیر رکھتے ہین

شوق — جناب ابو المعالج میر عبد الرؤف صاحب جعفری اہلکار دفتر تعمیرات

گلی پر کہکے بسم اللہ وہ شمشیر رکھتے ہین ۔۔۔ ہم اب آنکھون مین اس صیاد کی تصویر رکھتے ہین

قصور معرفت کی معترف ہین قابل عظمت ۔۔۔ تمہاری بات کانون پر دم تکبیر رکھتے ہین

شب فرقت مین دل تہامے ہو وہ دوڑ کر آتے ۔۔۔ اثر کیسا ہمارے نالہ دلگیر رکھتے ہین

ولای غیر کے انکار سے آنکھین اشارہ ہے ۔۔۔ جو عابد بات کانون پر دم تکبیر رکھتے ہین

فدا ہین جس پہ ہر دم وہ نظر آتا ہے پہلو مین ۔۔۔ بجای دل ہم اپنے یار کی تصویر رکھتے ہین

زبانین بند ہین اہل سخن کی اف رے لسانی ۔۔۔ غضب کی آپ بھی جادو بھری تقریر رکھتے ہین

ہر اک سے جھک کی ملنا ہی نشان سرفرازی ہے ۔۔۔ جو ذی غیرت ہین پاس عزت و توقیر رکھتے ہین

اشارے جان ستان ہین ناوک افگن ناوک مژگان ۔۔۔ نظر عشاق پہ بھی چتونمین تیر رکھتے ہین

کہان سے لائین جمعیت سوای داد و فریادی ۔۔۔ وہ خوش رکھتے ہین غیرون کو ہمین دلگیر رکھتے ہین

سنا جب اوسنی عاشق سر فدا کرنیکو حاضر ہین ۔۔۔ کہا جھنجھلا کی ہم بھی ہاتھ مین شمشیر رکھتے ہین

ملا ہے بعد مدت شوق اک معشوق عاشق تن
کرین سب رشک جسپر ہم بھی وہ تقدیر رکھتے ہین

شکور — جناب

بجو دل ہین شوق مژگان بت بے پیر رکھتے ہین
جگر مین چشم مین پہلو مین نوک تیر رکھتے ہین

نہین معلوم یارب کیا یہ بت تسخیر رکھتے ہین
محبت انکی جو ہر دم جوان و پیر رکھتے ہین

تصور دل مین سینہ مین رہا کرتا ہے مژگان کا
کلیجے سے لگا کر ہم تمہارے تیر رکھتے ہین

سکہان بتون کو کسقدر اللہ اکبر ہے
چہری گردن پہ رکھتے ہین تو بے تکبیر رکھتے ہین

تامل کسلئے ہے آؤ بسم اللہ مقتل مین
خوشی سے ہم گلا اپنا تہ شمشیر رکھتے ہین

ڈراتا ہے ہمین کیون جنبش ابرو سے اے قاتل
کہان ہم ناتوان تاب دم شمشیر رکھتے ہین

رہا کرتا ہے ہر دم سامنا صف ہاے مژگان کا
ہمیشہ دل پہ زلیں میرے تیر رکھتے ہین

تری تصویر بہی کیا صانع قدرت نے ڈہالی ہے
خوشی سے اوسکو آنکھون پر جوان و پیر رکھتے ہین

فلک ہم خاکسارون کو ستانے سے ہے حاصل کیا
نہ ہم کچھ صاحب ثروت ہین نے جاگیر رکھتے ہین

شمس جناب منشی عبید الرحیم صاحب اہلکار محکمہ آبکاری بلدہ شاگرد سخنور صاحب

شمس

حسین کیونکر بنا ہے سبکو یہ نخچیر رکھتے ہین
نہ یہ بندوق رکھتے ہین نہ یہ شمشیر رکھتے ہین

یہ کشتی اونکی مردو ہین نہ زندہ ہین شمار اونکا
تری عشاق بہی ظالم عجب تقدیر رکھتے ہین

کسی سے کہل نہین سکتا ہی مضمون ہماری قسمت
ہم اپنی ناصیہ پر کچھ عجب تحریر رکھتے ہین

کوئی کیا رکہہ سکے زندان عالم سے قدم باہر
کہ اونکے حکم کی سب پاؤن مین زنجیر رکھتے ہین

تری تصویر [illegible] ہے اپنی ہستی کی صورت پہ
مری جان جس مرقع مین تری تصویر رکھتے ہین

ہم اوسکے سامنے تصور انکے ہر یہ خواب دیکھا ہے
مزہ ہی پہر انہین سے حاجت تعبیر رکھتے ہین

ہنسی آتی ہے ہمکو شمس ہاتو نپر رقیبون کے

یہ گویا بات مین اپنی ہی تقدیر رکھتے ہین

شاہق - جناب میر امیر علی صاحب -

بہلا کیونکر نہ حسن مہر و مہ آنکہون سے گرجاے
کہ ہم پیش نظر ہر دم تری تصویر رکھتے ہین

بشر نوکیا ہتونکی دل کہنچے جاتی ہین سینہ سے
ہمارے نالہ ہاے دل عجب تاثیر رکھتے ہین

ہدف کیونکر نہون قلب و جگر سینہ مین عاشق کے
کہ ابرو و مژہ کے وہ کمان و تیر رکھتے ہین

پریشان ہی جو دل اپنا تو اوسکی زلف برہم ہے
ہمارے نالۂ پر درد کیا تاثیر رکھتے ہین

تصور مین تری ابرو کے خون اب جوش کہاتا ہی
گلا ہم آپ اپنا قاتل نہ شمشیر رکھتے ہین

زمین ملک سخن کی آج ہی زیر نگین اپنے
معزز شاعرو نہین کیون نہون جاگیر رکھتے ہین

تمناے شہادت لیجلی ہے کوے قاتل مین
سنا ہی آجکل وہ ہاتہ مین شمشیر رکھتے ہین

جگر مین داغ لب پر آہ اشک خونی آنکہون مین
عجب البتہ تمہارے عاشق دلگیر رکھتے ہین

تمہارا حسن روز افزون سبب ہے ناتوانیکا
عصاے آہ ہاتہ مین جوان و پیر رکھتے ہین

کلیجے منہ کو آجاتے ہین اہل درد سنکر
عجب تاثیر اپنے نالۂ شبگیر رکھتے ہین

ترے روے کتابی کی ثنا لکہی ہے شاہق نے
جو تم قرآن رکہتے ہو تو ہم تفسیر رکھتے ہین

شیدا - جناب سید یعقوب صاحب سلحدار موصوفہ از مقام راپچور

محبت عاشقون سے کب بتِ بے پیر کہتے ہین
اگر رکھتے بھی ہین تو اون سے توقیر رکھتی ہین

چلی جائینگے جنت مین وہ سیدھے حضرت زاہد
جو باطن مین نہان لا الہ [illegible] رکھتے ہین

شاہق

وہ ابرو کو دکھا کر مجھسے محفا ہین یہ فرماتے
تمہارے قتل کرنیکو یہہ ہم شمشیر رکھتے ہین

گریبان چاک میرا دیکھکر وہ رشک گل بولا
ہمارے حضرت شیدا عجب تقدیر رکھتے ہین

شرف

شرف - جناب حاجی سید روشن علیصاحب عطاری شاگرد جناب عصر

موصوف الذکر بحرین

خدای سے خودی کو دور ہم باہیر رکھتے ہین
تصور مین رسول اللہ کی تصویر رکھتے ہین

بھلا فرمایئے لفظ کریمی کے ہین کیا معنے
اگر افعال پوچھو قابل تعذیر رکھتے ہین

ہمیشہ دیکھتے رہتے ہین رنگ قدرت بیچون
بغل مین اپنے ہم محبوب کی تصویر رکھتے ہین

بجھاتی ہین چراغ امید کا وہ بعد مردن بھی
بجای گل ہماری قبر پر گلگیر رکھتے ہین

جناب عصر علامہ سے ہی حاصل سند مہری
شرف ملک سخن کی آج ہم جاگیر رکھتے ہین

شریف

شریف - جناب محمد شریف صاحب شاگرد جناب عصر

وہی ملک سخن کی آجکل جاگیر رکھتے ہین
بغل مین جو جناب فیض کی تصویر رکھتے ہین

اگر منہ آئین منہ کی کھائین یہ بیعزتی پیشہ
ہمارے سامنے اغیار کیا توقیر رکھتے ہین

گریبان چاک جامہ سے کبھین باہر نہین ہوتے
لحاظ خاطر والا کو دامن گیر رکھتے ہین

ضیاء چشم کیلئے واسطے نسخہ مجرب ہے
بجاے سرمہ ہم خاک در شبیر رکھتے ہین

وہ کانا پوسی کرتا ہی یہ تھا یون پر اڑا تا ہے
ہم آپسمین کچہ تو ساز ہم اور زیر رکھتے ہین

لٹاتین کیون نہ گھر بیٹھے سخن کی رات دن دولت

شریف ان روزون ہم ملک سخن جاگیر کہتے ہین

صمیم - جناب مرزا اسم اللہ بیگ صاحب

صمیم

آنکھین اپنی کیا کیا بت بے پیر کہتے ہین — تغافل عاشقان خنجر سنان و تیر کہتے ہین

جبین آئینہ رخسار کا آنکھوں مین پرتو ہے — اوسیکے دل مین ہم آنکھون پہ تصویر کہتے ہین

نہ ہو پروا صمیم اپنے کو فردا ے قیامت سے

عنایت حال پر اپنے شبیر کہتے ہین

طاہر - جناب سید خورشید علی صاحب محافظ دفتر مجلس مالگزاری سرکار عالی

طاہر

زیادہ چشمۂ خورشید سے تنویر کہتے ہین — ہم اپنی آنکھ مین محبوب کی تصویر کہتے ہین

دیا ہے جسکو فاقے نے لباس عقل وہ ہر دم — برای چاک قسمت سوزن تدبیر کہتے ہین

سیہ پوشی گریہ آنکھ کی دیتی شہادت ہے — کہ اپنے گھر مین ہر دم ماتم شبیر کہتے ہین

ہے کیونکر خفتہ بخت اپنا عہد طفلی سے — کہ ہم جہولے کے بدلے گردش تقدیر کہتے ہین

کبھی بھولے سے بھی طاہر نہ سیکھی یاد کروانا

کہ ناکس گردن استاد پہ شمشیر کہتے ہین

عصر - جناب میر احمد علی صاحب تلمیذ حضرت فیض

عصر

کہین کیا عشق ابرو جسے بے پیر کہتے ہین — جو ہو سو ہو نکلا اب تو نہ شمشیر کہتے ہین

وہ آجاتی ہین جب دم کشتۂ ابرو کے پہلو مین — سبھا سبزہ و گل قبر پہ شمشیر کہتے ہین

ستانا ہی جو کام ہے سر تیغ شمشیرون کا — ہے اک نادیدہ لو دل دلگیر کہتے ہین

نہ چشم کم سے دیکھو منعمو ہم خاکساروں کو
وہی عزت سے بیٹھ جاتے ہیں جو توقیر رکھتے ہیں

فنا کے بعد بھی سایہ ہیں تلواروں کے ہو دفن
شہید خنجر ابرو بھی کیا تقدیر رکھتے ہیں

سر میدان فرداوں کی صف آرا ہوتے ہیں جو دم
کماندار اچھے اچھے ترکشوں میں تیر رکھتے ہیں

نہ کیونکر جان بلب ہوں شربت دیدار کے پیاسے
تمہاری بھی باتیں زہر کی تاثیر رکھتے ہیں

ہمیشہ دنگ آئینہ میں شکل اپنی شکل سے ہے
خدا کی شان دن بیٹھیں نظر تصویر رکھتے ہیں

چمن میں ہیں سرو بقد برابر آزاد یا موسلے
خرامیں بھی بہار گلشن کشمیر رکھتے ہیں

تم جلکوں سپاہی ریزہ دم درکشن کا معشوق بھی
نہیں حال زبان اپنا قابل تسطیر رکھتے ہیں

تہ وبالا زمین و آسمان آہوں نے کر ڈالا
ارادہ اب کہاں کا نالہ شبگیر رکھتے ہیں

یہ چہرہ و قد کا ہی سرو گل کے طرح جو
نہ ہم تقریر رکھتے ہیں نہ ہم تحریر رکھتے ہیں

بہ پیچ پیچ کہ ہم آئینہ رویاں نظر آئے
وہیں ہم بھی مثال طوطے تصویر رکھتے ہیں

ارشاد میں بدی کے گالوں سا ساتوں آسمانوں کو
ہمارے نالہ دل عصر وہ تاثیر رکھتے ہیں

ولہ

پرستش سے بتوں کے کام ہم یا پیر رکھتے ہیں
خدا کی راہ دن بیٹھیں نظر تصویر رکھتے ہیں

چراغ امید کو گل کر سے ہیں پاتوں پاؤں
زبان گویا دہن میں شمع رو گلگیر رکھتے ہیں

عدم میں تھے عدم میں آئے پھر آخر عدم ہونگے
زبانی یاد ہم اس خواب کی تعبیر رکھتے ہیں

کہا افلاطون حکیمی نے منطق حکمت کو سن سنکر
خیالی سے سرو پا آپ ہی تقریر رکھتے ہیں

اگر زنگ فلک ہو کاٹ پر مطلق نہیں کچھ غم
خیال ابرو جاناں کی ہم شمشیر رکھتے ہیں

کہا ایسا کوئی تھا کا نہ پھر نقاش قدرت نے
سراپا آپ ہی اک عالم تصویر رکھتے ہیں

نہ سر کا کبھی جو کسی شے سے ہم پایا لوں گا
مثل یہ یاد اک در سے سکم کبیر رکھتے ہیں

نہیں جملہ سے وہ واقف ہوئے نحو محبت کی
ہمیشہ یہ سے محبت معرفہ تنکیر رکھتے ہیں

جو تھا موجود مافی الذہن آیا فعل میں آخر
کلام ان کی ہم پیش نظر تقریر رکھتے ہیں

رہا کرتے ہیں اسیری غیر کی شب بھر یار پا اکثر
ورد دولت یہ وہ اپنے کہ ان زنجیر رکھتے ہیں

عجب کیا ہو اگر دریائے رحمت جوش پر آوے
بلا کی نالۂ دل آج کل تاثیر رکھتے ہیں

فنا سب ہو گئے ہیں دنیا کی دل سے کرکے پیچھے ہیں
فلک کس چیز کی ہم تجھ سے چرخ پیر رکھتے ہیں

یہ آئینہ ہی صحبت پیر و نگار و ہو نہیں سکتا
ترے رخ سے کہیں شمس و قمر تنویر رکھتے ہیں

جناب فیض کے ہیں دیکھنے والوں میں ہم ای عصر
نہ جادہ میرزا کا ہی نہ طرز میر رکھتے ہیں

بنتیجۂ جناب محمد عزیز الدین خان صاحب ناظم عطیات ضلع اطراف بلدہ فرزند جناب فیاض

ہمارے دل کے نالے بھی عجب تاثیر رکھتے ہیں
کہ جنبش میں فلک کیا عرش کی زنجیر رکھتے ہیں

ہیں ایسا غمزدہ قیدی ہوں دیکھو کیا عالم میں
ہمیشہ چشم تر سب حلقۂ زنجیر رکھتے ہیں

رہی ہی مدتوں ہی عالم وحشت میں ہم صحبت
محبت اسلئے ہم تجھ سے اے زنجیر رکھتے ہیں

محبت میں ہمارا اور تمہارا حال یکساں ہے
گلی میں تم تو ہم بھی پاؤں میں زنجیر رکھتے ہیں

منھ اپنا آئینہ میں دیکھکر کہتے ہیں شوخی سے
پرای گھر میں میری کس لئے تصویر رکھتے ہیں

نہین ہم دم کہ اہل نظر یہ ہمکو دہوکا ہے
ہم آنکھون مین کسی محبوب کی تصویر رکھتے ہین

تصور مین کسی شکل پریکو ہم جو روتے ہین
تو ہر اک قطرہ مین آنسو کے اک تصویر رکھتے ہین

بظاہر دور ہین کوسون مگر آئینہ دل مین
تصور کے بدولت آپکی تصویر رکھتے ہین

ہماری جان کے دشمن ہین غمزے بھی ادائین بھی
وہ اپنے ہاتھ مین خنجر تو یہ شمشیر رکھتے ہین

وہ یون بن ٹھن کے بہر امتحان آتے ہین مقتل مین
کمر مین پیچہ ہی ہاتہ مین شمشیر رکھتے ہین

تمہاری گالیان بھی لطف دیتی ہین خدا شاہد
نوالے زہر کے بھی قند کی تاثیر رکھتے ہین

نہین سنتے ہی پلٹا بازگشت نے یہ سمجھے ہم
اثر اولٹا ہمارے نالہ شبگیر رکھتے ہین

بہار آئی کہ گلچین کے چھری گردن پہ چلتی ہے
یہ مرغان چمن ہی کیا بری تقدیر رکھتے ہین

صبا کیا احتیاج اسکی بجھا دے شمع مرقد کو
ہمارے داغ دل مہتاب کی تنویر رکھتے ہین

مین منھہ کو خوب تکتا ہون وہ ہنس دیتے ہین رہ رہ کر
چھری جب حلق پر میرے دم تکبیر رکھتے ہین

گیا ہی دل تو جانے دو یہی ہمکو غنیمت ہے
کہ پہلو مین عوض دل کے کسیکا تیر رکھتے ہین

عزیز اچھی غزل ہے اشک کی جسکا یہ مطلع ہے
یہ نالے صور اسرافیل کی تاثیر رکھتے ہین

عزیز۔ جناب مرزا عزیز بیگ صاحب سجادہ تکیہ مغل فقیر شاگرد عصر

عزیز

فقط ہم عہد طفلی سے نہین توقیر رکھتے ہین
تری الفت ہم دل مین جوان و پیر رکھتے ہین

بھلا اسے چشم مین جاسونگا آفت غضب جتون
ترے منشی سخن بھی سحر کی تاثیر رکھتے ہین

ابھی ہر وقت میرے دل مین آتا ہی کہ جا پوچھون
کہو تو عاشقون کو آپ کیون دلگیر رکھتے ہین

عزیز سرخرو کیہہ روسیاہی کا نہین ہے ہم
کہ ہم دست طلب مین دامن شبیر رکھتے ہین

عزیز

عزیز۔ جناب مولوی سید عزیز الدین صاحب نبیرۂ مولوی محمد مظہر صاحب

نہ دولت ہی نہ منصب ہی نہ ہم جاگیر رکھتے ہین
گدائی در کی تیرے اے شہ اجمیر رکھتے ہین

نہ دنیا کی طرف دل ہی نہ عقبا کے طرف مایل
فقط دلمین محبت آپکی یا پیر رکھتے ہین

خدائی ہو گئی ساری ہماری جان کی دشمن
محبت جب سے تیری اے بت بے پیر رکھتے ہین

فیوضات جناب عصر صاحب کے بدولت ہم
مضامین غزل مین جوہر شمشیر رکھتے ہین

عزت

عزت۔ جناب فقیر محی الدین صاحب شاگرد جناب عصر

خدا راضی رسول اونکا ہمیشہ اونسے راضی ہے
جو اپنے دل مین حب شبر و شبیر رکھتے ہین

تمہاری زلف کے سودائیون کا ہی یہی بانا
گلے مین طوق اکثر پاؤن مین زنجیر رکھتے ہین

سلاطین جہان کہلائینگے وہ لوگ کل کے دن
فقیرون کی بنا پر جو کوئی توقیر رکھتے ہین

دو روزہ زندگی اپنی بسر عزت سے ہو جاے
غلامی آپکی ہم یا جناب پیر رکھتے ہین

عجیب

عجیب۔ جناب میر غضنفر علی صاحب اہلکار کچہری صدر عدالت ورنگل

بہر صورت جو دلمین خواہش تقریر رکھتے ہین
قرے دشنام سے کب یار وہ دلگیر رکھتے ہین

جو سودائے غم زلف بت بے پیر رکھتے ہین
وہ ویرانہ مین شوق خانہ زنجیر رکھتے ہین

کبھی تو دست ستم ایجاد کا دل آہی جائیگا
زبان پر ہم بھی آخر آہ پر تاثیر رکھتے ہین

ہزاروں دل مسخر ہو گئے دیکھا جدھر اوسنے
پر پروا اپنی آنکھوں میں عجب تسخیر رکھتے ہیں

عجب اب جور خوبان کا گلہ کیونکر کریں منہ سے
لب ابکم برنگ غنچہ تصویر رکھتے ہیں ؎

عشق

عشق ـ جناب محمد حبیب اللہ صاحب اہلکار دفتر معتمدی صرف خاص

فغاں بے اثر فریاد بے تاثیر رکھتے ہیں
عجب حسرت تمہارے عاشق دلگیر رکھتے ہیں

ارادہ ہے ملا کر دیکھ لیں حوروں سے جنت میں
کسی کی ہم بھی اپنے پاس اک تصویر رکھتے ہیں

ہزاروں جان دیتے ہیں گلے کٹتے ہیں لاکھوں کے
اداسے دوش پر اپنی جو وہ شمشیر رکھتے ہیں

فقط اک ترچھی چتون سے جو سب کو مار رکھتے ہیں
بتان نازنیں کب خنجر و شمشیر رکھتے ہیں

بڑی دولت ہے اے دل خاکساری بھی زمانے میں
جو یہ کہتے ہیں اپنے پاس وہ اکسیر رکھتے ہیں

کبھی ٹوٹا ہوا ساغر تو آتا اسطرف ساقی
یہ مانا ہم نے ہم پھوٹی ہوئی تقدیر رکھتے ہیں

کسیکو زہر لگتے ہیں کسیکو میٹھے لگتے ہیں
ترے چلتے ہوئے فقرے عجب تاثیر رکھتے ہیں

شرف دیکھو کوئی گیسو کے دیوانوں کا زنداں میں
کہ اونکے پاؤں پر حلقۂ زنجیر رکھتے ہیں

بھلا اتنا ہوا اے عشق وہ دل تھام کر آئیں
ترے نالے قیامت میں غضب تاثیر رکھتے ہیں

فاضل

فاضل ـ جناب مولوی قطب الدین محمود علیہ صاحب ابو العلائی -

محبت تیری زلفوں کی جبتک ہے بپیر رکھتے ہیں
جنون عشق کی ہم پاؤں میں زنجیر رکھتے ہیں

زباں ہی بند ہو جاتی ہے اونکے سامنے اپنی
اگرچہ ہم بہت کچھ دعوی تقریر رکھتے ہیں

ذرا دیکھو تو یہ داغ محبت سے گلستان ہے
تمہارے سامنے ہم دل کو اپنے چیر رکھتے ہین

پلٹ جائین محبت سے بہلا کیسے تری ایجان
جبین پر ہم غلامی کی تری تحریر رکھتے ہین

بہلا کیسے ہوین زار زار و ناتوان کہیئے
غم الفت کسیکا دل مین ہم جاگیر رکھتے ہین

بجاے نامۂ اعمال روز حشر اے فیض
بغل مین ہم جناب فیض کی تصویر رکھتے ہین

فایق - جناب سید محمد عثمان صاحب قادری ابن جناب خلق صاحب

فایق

یہ دل وہ دل ہے جسمین الفت شبیر رکھتے ہین
یہ وہ آنکھین ہین جسمین غوث کی تصویر رکھتے ہین

مری جان ہمکو تو غیرون سے اب خط و کتابت ہے
یہان ہم جان بلب ہین نالۂ شبگیر رکھتے ہین

نکوے دعوت کے آتی ہین استقبال کو اٹھکر
ترے دیوانے ہی کیا عزت و توقیر رکھتے ہین

یہ کیا الفت ہی دل میرا پیا جاتا ہے سرمہ سا
وہ اپنی آنکھ مین سرمہ کی جو تحریر رکھتے ہین

ہزارون نیند مین پیدا ہم دو باتون مین ہوتے ہین
مریجان کس بلا کی آپ ہی تقریر رکھتے ہین

کٹی سب عمر فرقت مین نہ وہ آے نہ موت آئی
عزیزو ہم بھی کیا پھوٹی ہوی تقدیر رکھتے ہین

حساب ہمسے نہ لے محشر مین تو غفار سوہان ہے
خداوندا کہین کس منہ سے جو تقصیر رکھتے ہین

غلامی شوق سے قدمون کو اونکے چوم لیتی ہے
جو سینہ مین رسول اللہ کی تصویر رکھتے ہین

سوا عشق جناب سرور کونین اے فایق
نہین ہم پاس اپنے منصب و جاگیر رکھتے ہین

فخر - جناب سید فخر الدین صاحب شاگرد جناب خلق

فخر

عجب لوگ اپنی اپنی مختلف تقریر رکھتی ہین — ڈرین کس سے نہ خوف حد و نے تعزیر رکھتی ہین
نہ زاد راہ کی ہے فکر کیسا خواب غفلت ہے — سفر درپیش اپنے ہر جوان و پیر رکھتے ہین
زنان ہند کو بے پردگی کا حکم دیتے ہین — نہ پروائے کلام اللہ نے تفسیر رکھتے ہین
ہوا جب امہات المومنین کو حکم پردہ کا — ق — طہارت مین ہم اونکی آیۂ تطہیر رکھتے ہین

تو پہر فخر اس زمانہ کے ہین جیسے مرد او رعورت
سمجھ لین عقل پاس اپنے جوان و پیر رکھتی ہین

فقر — جناب لطیف علی شاہ صاحب —

کہین اہل سخن کیا تسے خوش تقدیر رکھتی ہین — بغل مین ہم جناب فیض کی تصویر رکھتی ہین
رہا کرتے ہین دن بہر مصحف رخ کی تلاوت مین — سنو و الشمس کی پیش نظر تفسیر رکھتے ہین
زمین کربلا مسکن اگر ہو تو عجب کیا ہے — ازل سے سر مین عشق حضرت شبیر رکھتے ہین
نہ کیون ایمان لا ئین مصطفی کی آل اطہر پر — سند قرآن کی ہم آیۂ تطہیر رکھتے ہین

فنا — جناب

سواری مین ہمیشہ ساتھ ہم رہتے ہین قاتل کے — وہ اپنے ساتھ ہمکو صورت نخچیر رکھتے ہین
دل و جان و جگر اپنا ہم اوسپہ کر چکے قربان — فقط اک تن مین باقی آہ بے تاثیر رکھتی ہین

فاخر — جناب سید علی صاحب

دل مضطر مین ہم یاد بت بے پیر رکھتی ہین — بغل مین یا الٰہی اوس شوخ کی تصویر رکھتی ہین
عجب کچھ نالۂ شبگیر بہی تاثیر رکھتے ہین — کہ ہجر یار مین شب بھر انہین دلگیر رکھتے ہین

نہ آیا ہو لے بھٹکے بھی ادھر وہ خوبرو اگر ان
گلہ تجھ سے یہی اے خوبی تقدیر رکھتے ہین

شب فرقت مین سو جائین نہ کیونکر پاؤن پھیلا کر
تصور سے مقابل آپکی تصویر رکھتے ہین

پر پیرو پیرنکی جھگہٹ مین کٹی عمر اپنی اے فاخر
بہت اچھی خدا کے فضل سے تقدیر رکھتے ہین

قاضی۔جناب محمد احمد علی صاحب صدیقی شاگرد حضرت فیض

قدم محکم دم ہمدم نظر اکسیر رکھتے ہین
زبان مین ہم زبان فیض کی تاثیر رکھتے ہین

خضر کا مرتبہ الیاس کی تقدیر رکھتے ہین
اگر ہم پیر رکھتے ہین تو ایسا پیر رکھتے ہین

تبائین باہمی تقدیر اور تدبیر رکھتے ہین
جو دی تقدیر ہین تدبیر مین تقدیر رکھتے ہین

یہ دل ہے مردمک ہے یا تصور ہے مصور کا
نظر مین ہم بہر صورت کوئی تصویر رکھتے ہین

دل آزاد پر اپنے نہ قبضہ ہو سکا اپنا
پھر اس منہ پر غرہ ہے دعوے تسخیر رکھتے ہین

ہمین ہے عجز موسی کی صفت عقد لسانی سے
مگر دل مین نہان گنجینہ تقریر رکھتے ہین

تم اپنے گارہی ہو کچھ خبر ہے سیدہ بائین کی
ذرا سمجھو تو کیا پیغام ہم اور زیر رکھتے ہین

تمہارے حسن کی شہرت ہمارے عشق کا چرچا
زمانہ مین یہ دیکھو شور عالمگیر رکھتے ہین

طریقہ کیا بتائین چل رہے ہین بانگ کا رستہ
اگر تم پیر سے پوچھو بتا سبے پیر رکھتے ہین

تمہاری تیغ ابرو کو بھلا کیا جا نہین ملتی
اگر راضی ہو تم اپنا کلیجہ چیر رکھتے ہین

دل اپنے مین بڑھاپے کے جوان ہی دخت رز نائی
جوانان جہان کب احترام پیر رکھتے ہین

قیس

قیس۔ جناب خواجہ بدیع اللہ صاحب صیغہ دار دفتر منقح نواب سپہر آسمانجاہ مغفور

تصور آپکا ہر حال مین پا بہ زنجیر رہتے ہین
خیالی رات دن پیش نظر تصویر رہتے ہین

مزاج میرزای پریتون کے رات دن غش ہون
غزل کے سب مرے اشعار شان میر رہتے ہین

وبال اب زندگانی ہوگئی حلقہ بگوشون کو
وہ میرے پہانسنے کو زلف کی زنجیر رہتے ہین

کہا قاتل سنے وقت ذبح جرات دیکھکر میری
خوشی سے ہی گلا کو ہی تہ شمشیر رہتے ہین

لبون پر آہ آنسو آنکہہ مین اور درد سینہ مین
سوا اسکے کہو کیا عاشق دلگیر رہتے ہین

میسر وصل اوس لیلی منش کا قیس کیونکر ہو
نہ ہم تدبیر رہتے ہین نہ ہم تقدیر رہتے ہین

قیام

قیام۔ جناب حاجی خواجہ قیام الدین صاحب میر منشی سیاہہ ڈیوڑہی صاحبزادہ بلند اقبال

جو ذی تقدیر ہین وہ دولت تدبیر رہتے ہین
خیال آغاز مین انجام کا پا بہ زنجیر رہتے ہین

شکار انکا ہو کیونکر ہما پایہ دل وحشی
کمان ابرو کی رہتے ہین نظر سے تیر رہتے ہین

تہ و بالا زمانہ آجکل ہے اونکے ہاتہون سے
ہمارے نالہ ہاے دل عجب تاثیر رہتے ہین

الٰہی خیر ہو وہ آرہے ہین اونچی بنکر
کمر مین اپنے خنجر ہاتھہ مین شمشیر رہتے ہین

قسم ہی حیدر و صفدر کی میدان قیامت مین
ہین بیگے سرخ رو وہ جو غلام شبیر رہتے ہین

بنا دیتے ہین وہ اپنا سا جسکو دیکھ لیتے ہین
نظر مین عاشق جانباز ہی اکسیر رہتے ہین

خدا کی وہ خدای سے نہین کہتے کبہی مطلب
نظر مین اپنے جو محبوب کی تصویر رہتے ہین

قیام اب خوف کیا ہے نزع و قبر و حشر کا ہمکو

حمایت کے لئے ظل جناب پیر رکھتے ہین

کامل

کامل۔ جناب سید نواب علی صاحب لکھنوی

اگر تم ہے دل اپنے بت سے پیر رکھتے ہین — ہلادین کوہ ہم نالو ہمین وہ تاثیر رکھتے ہین

وہ تنکر یار سے جب دوش پر شمشیر رکھتے ہین — تو سر قدمون پر جھکا کر عاشق دلگیر رکھتے ہین

فلک ہی شان و رفعت مین مزار فیض صاحب بھی — چراغ عرش انجم کی طرح تنویر رکھتے ہین

تلمذ فیض صاحب سے ہے فن شعر مین جنکو — وہ شاعر بلبل شیراز کی تقریر رکھتے ہین

غدائی صاحبان فقر کو وہ فخر بخشا ہے — قدم پر اونکے سر شاہان ذی توقیر رکھتے ہین

کیا کرتے ہین اپنے نفس کو کشتہ جو مستغنی — وہ کب مثل ہوس خواہش اکسیر رکھتے ہین

ہی خدمت جان نثاری اور در جانانہ مسکن ہے — وہ منصب ہے ہمارا اور یہ جاگیر رکھتے ہین

پھنسا رکھتی ہین یون زلف پیچان مین دل عاشق — کہ جیسے صید افگن دام مین نخچیر رکھتے ہین

کسی کروٹ انہین بھی چین سے سونے نہین دیتے — اثر ایسا ہمارے نالہ شبگیر رکھتے ہین

بگڑتی ہے صدا بن بنکے وصل یار کی صورت — پر تدبیر چلتے ہین وہ ہم تقدیر رکھتے ہین

نظر پر دل اسی جانب خریدارونکی پڑتی ہے — مقابل اپنے جب یوسف کی وہ تصویر رکھتے ہین

ولہ

زبان ہر چند منہ مین ہم پے تقریر رکھتے ہین — مگر لب بند ہر دم صورت تصویر رکھتے ہین

یہ ممکن ہے کہ ماضی کا زمانہ حال ہو جاوے — جوانی کی ہوس کیون دلمین اپنے پیر رکھتے ہین

نظر اک شب جو آیا تو وصال یار کا سامان — ہمیشہ دلمین ہم اوس خواب کی تعبیر رکھتے ہین

ہمیشہ قتل عاشق پر وہ یون رہتے ہین آمادہ / کہ باہر جاپڑا او نکل میان سے شمشیر رکہتے ہین

رقیب بد وہ پہلو مین یون اوس شعلہ رو کے ہے / کہ جیسے پاس شمع بزم کے گلگیر رکہتے ہین

عدم کا اشتیاق ایسا ہی ہمکو دار فانی مین / سفر مین شوق منزل جسطرح رہگیر رکہتے ہین

یقین گہٹا مین تلوار کے چلنے کا ہوتا ہے / وہ تیز اپنی زبان ایسی دم تقریر رکہتے ہین

سمجہکر صورت سیماب پہلے تو مجہے مارا / سمجہکر اب وہ میری خاک کو اکسیر رکہتے ہین

خط اقرار وصل اونکا جو قاصد لا کے دیتا ہے / تو بوسہ دیکے ہم آنکہون پہ وہ تحریر رکہتے ہین

ازل سے عشق ہی جنکو خم ابروے قاتل کا / وہی اپنا گلا زیر دم شمشیر رکہتے ہین

کرین پیر مغان سے بیرہ وہ میخانہ مین کیون بیعت / جو کامل مرشد روح الامین سا پیر رکہتے ہین

کاتب

کاتب جناب سید ابراہیم حسینی صاحب مدرس فارسی اسکول تعلقہ بیجاپور موصولہ از بیجاپور

عجب اپنی ہم اے جان جہان تقدیر رکہتے ہین / کہ کام اپنے خلاف مدعا تاثیر رکہتے ہین

رہین پابند کیونکر ہم کسی قید تعلق مین / کہین وحشی بہی پیرون مین بہلا زنجیر رکہتے ہین

بغیر از قم کے صد نامردہ صد سالہ زندہ ہون / لب جان بخش عیسی سے سوا تاثیر رکہتے ہین

بوقت ذبح ارمان دید قاتل کے نکلتے ہین / گلے پر دست نازک ہی جو وہ شمشیر رکہتے ہین

کبہی آیا نہین دل مین تصور ما سوا اللہ کا / مرقع مین ہم اپنی ایک ہی تصویر رکہتے ہین

نہ کیون ہو رشک قارون کو ہماری جاہ و دولت کا / کہ خاک آستان فیض کی اکسیر رکہتے ہین

بنایا ہی بتون کو صانع قدرت نے ہاتہون سے / سراپا نور کی نام خدا تصویر رکہتے ہین

کہلے لالہ نہ کیونکر میری مرقد پر پس مردن
کہ دلمین داغ عشق حضرت شبیر رکہتے ہین

یہان ملبوس عریانی ہے زیب جسم وحشت ہین
نہین کچہ غم جو کاٹے دست دامنگیر رکہتے ہین

بظاہر اونکی آنکہو مین کہین ترکش نہین کاتب
خدا جانے کہان ظالم ہزارون تیر رکہتے ہین

کوثر

کوثر۔ جناب مرزا محمد اسد اللہ صاحب منشی صدر کچہری تعلقداری ضلع اطراف بلدہ

ہم اپنے دلمین دلبر کی نہان تصویر رکہتے ہین
ہمیشہ وصل حاصل ہے عجب تقدیر رکہتے ہین

کیا ہی فقر کی دولت نے مستغنی دو عالم سے
یہی منصب ملا ہمکو یہی جاگیر رکہتے ہین

جو جان باران الفت ہین اشارہ پردہ ابرو کے
سر تسلیم کو اپنے تہ شمشیر رکہتے ہین

پہر میر و قتل کیونکر کرتے ہین عشاق کو دم مین
نہ خنجر رکہتے ہین ظالم نہ تیغ و تیر رکہتے ہین

زر خالص بنا دیتے ہین یکدم مین دو عالم کو
نگاہ فیض مین اپنے وہ یہ تاثیر رکہتے ہین

عطا کرتے ہین دم مین نعمت کونین طالب کو
جہانتک وصف ہین کوثر وہ تیرے پیر رکہتے ہین

گوہر

گوہر۔ جناب مرزا گوہر بیگ صاحب شاگرد ضیاء دہلوی

تری باتون کو سن سب سر تہ شمشیر رکہتے ہین
ترے چلتے ہوے فقرے عجب تاثیر رکہتے ہین

ستم سہتے ہین اونکے جب ہی وہ اپنے نہین ہوتے
ہم اونکو رکہتے ہین خوش وہ ہمین دلگیر رکہتے ہین

تمہارے محو الفت حشر مین کچہ کہہ نہین سکتے
دہن رکہتے ہین لیکن صورت تصویر رکہتے ہین

پس و پیش اونکو میرے قتل مین کیا جانیے کیا ہے
کبہی شمشیر اوٹہاتے ہین کبہی شمشیر رکہتے ہین

ملین کیونکر گہر اوس سے وہان کیونکر رسائی ہو
نہ ہم تقدیر رکھتے ہین نہ ہم تدبیر رکھتے ہین

مزاج

مزاج - جناب حکیم محمد مظفر الدین خان صاحب تلمیذ حضرت فیض

ترے خیار تابان حسن عالمگیر رکھتے ہین
ضیا خورشید کی اور بدر کی تنویر رکھتے ہین

خدا کی شان ہے یہ بت عجب تسخیر رکھتے ہین
محبت انکی ہر طفل جوان و پیر رکھتے ہین

حمایت کرتے ہین اہل صفا ارباب عزت کے
ہین پشت آئینہ کے صفحۂ تصویر رکھتے ہین

عدو کے مرغ جان ہی خال و خط گیسو عدوے دل
کہ دام و دانہ وہ رکھتے ہین یہ زنجیر رکھتے ہین

نہو جو شی کسیکے پاس وہ کیونکر کسیکو دے
وہی توقیر رکھتے ہین جو کچہ توقیر رکھتے ہین

خیال ابروے قاتل مین اپنی عمر کٹتی ہے
کہ سینہ مین بجاے دم دم شمشیر رکھتے ہین

اگر بابت وضعی ہو تواضع اس سے کیا حاصل
کہ بار دوش ہے وہ جو کمان بے تیر رکھتے ہین

دکہا کر زلف مجہ دیوانے کو وہ شوخ کہتا ہے
کہو کس کیلیے ہم پاس یہ زنجیر رکھتے ہین

بہلا دل نے کیا کیا کیون اسے ناحق ستاتے ہو
اگر بالفرض رکھتے ہین تو ہم تقصیر رکھتے ہین

شہید ابرو و مژگان و خط و رخ کے مدفن پہ
گل و ریحان چڑہاتے ہین کمان و تیر رکھتے ہین

اسیر ہین اثر ہے عشق زلف و چشم جادو کا
ادائے چشم آہو حلقۂ زنجیر رکھتے ہین

نیاز و ناز و حسن و عشق کا جلوہ سراپا ہے
کہ ہم اونکے پانو پر سر وہ شمشیر رکھتے ہین

شب تار جدائی بہی نہین تاریک یہان ہوتی
تصور مین ہم اونکی چاند سی تصویر رکھتے ہین

شباہت بر بنوع نفع و ضرر کا شبہہ انا کو
بہم تخمیس تیغی گرچہ شمشیر و سپر رکھتے ہین

مزاج اپنے وہ نقش دل مین خود مصرع یہ طرح ہے
بغل مین ہم جناب فیض کی تصویر رکہتے ہین

معزز۔ جناب غلام محی الدین صاحب ملازم مجلس انتظام کوٹہ جات سرکار عالی

بتو دیکھو تمہارے آگے ہم دل چیر رکہتے ہین
کہ داغون سے بہار خطۂ کشمیر رکہتے ہین

الٰہی کیا کرین ہم کسطرح ہوگا وصال اوسکا
نہ ہم تدبیر رکہتے ہین نہ ہم تقدیر رکہتے ہین

زمانہ ہے ترا عاشق فدای تیری مایل ہے
ہوس تیری اطاعت کی جوان و پیر رکہتے ہین

فرشتے کیون ڈراتے ہو لحد مین آکے تم مجکو
بغل مین ہم رسول اللہ کی تصویر رکہتے ہین

معزز جنکو جاروبی میسر ہے مدینہ کی
وہ دنیا مین بڑا منصب بڑی جاگیر رکہتے ہین

مہر۔ جناب محمد وزیر الدین صاحب جمعدار

گلے مین طوق آہن پاؤن مین زنجیر رکہتے ہین
ترے وحشی ہی کیا وحشت کو دامنگیر رکہتے ہین

قفس سے چھوٹ کر دام اجل مین پہنس گئے جاکر
اسیران قفس کیا بری تقدیر رکہتے ہین

نسیم صبحگاہی سنکے ٹھنڈی سانس بہرتے ہین
اثر اپنا سحر تک نالۂ شبگیر رکہتے ہین

محبت مین ہمیشہ خاک چہنواتے ہین گلیون کی
پریرو عاشقون کو اپنے بے توقیر رکہتے ہین

خدا نے حسن یوسف سے زیادہ حسن بخشا ہے
غزیزا ہیں ماہ کو طفل و جوان و پیر رکہتے ہین

نگاہ شوق سے بس دلکو تڑپاتے ہین یہ ظالم
کمان رکہتے نہین ہین پاس لیکن تیر رکہتے ہین

یہ دیوانون کے طوق آہنی کا ہی اثر شاید
گلی مین سب بتان جہان زنجیر رکہتے ہین

مری بیتابیونکو دیکھکر وہ ہنس کے کہتے ہین
ہم اپنے چاہنے والون کو یون دلگیر رکھتے ہین

جماو رنگ اپنا پھر تم اب بھی ہم جانے
کہ اب ہر قافیہ مین ہم نئی تصویر رکھتے ہین

وفور عشق سے وحشت گریبان گیر رکھتی ہین
مگر سینہ سے لپٹا ہے تری تصویر رکھتے ہین

تمہاری شکل جان پرور ہے دلمین تو بہتر ہے
صفا رہتی ہے آئینہ مین جو تصویر رکھتے ہین

مسلمان جتنے دنیا مین ہین جب مسجد مین جاتے ہین
تو مسجد مین اور دل مین تری تصویر رکھتے ہین

طبیعت جسکی جسکو چاہتی نقش دل ہے وہ چہرہ
گہرون مین لوگ کیون دیوار پر تصویر رکھتے ہین

گمان ہر ایک کو یہ ہے کسیکا ہو نجائے تو
مقید آئینہ مین سب تری تصویر رکھتے ہین

انہین کب ہے بصیرت امتیاز حسن صورت مین
مقابل مین جو یوسف کے تری تصویر رکھتے ہین

اگر مین پوچھتا ہون ان سے حیرت کسکو کہتے ہین
تو وہ ہنس کر مرے آگے مری تصویر رکھتے ہین

کوئی کہدی ہے نظارہ لی لین میری آنکھین بھی
وہ اپنے سامنے اپنی اگر تصویر رکھتے ہین

نہ چلتی ہین نہ پہرتے ہین نہ سنتے ہین نہ کہتے ہین
ترے عشاق بھی خاصیت تصویر رکھتے ہین

مصور سے ادب مین بے ادب اعزاز کیا جانے
کہ آگے آئینہ پیچھے تری تصویر رکھتے ہین

شبیہ یار تم بھی کھچوا لو اے مہر تربت مین
کہ اکثر پاس اپنے دوست کی تصویر رکھتے ہین

نتیجہ فکر جناب سید عنایت الٰہی صاحب موصولہ از تعلقہ حدگانون ضلع ناندیڑ

تد بیری کی حسرت دلمین دامنگیر رکھتے ہین
ترے عاشق بہرحالت تری توقیر رکھتے ہین

مخفی

ازل سے وِرد نام شبر و شبیر رکھتے ہین
صلہ مین اوسکے ہم جنت کی بہی جاگیر رکھتے ہین

قدم رنجہ ہوا اس جانب بہی اے صیاد بہولے سے
تری فتراک کی خواہش بہت نخچیر رکھتے ہین

زبردستی دل وحشی کو میرے چہین لیتے ہین
مگر بت بہی عجب جادو بہری تصویر رکھتے ہین

نہین زر اپنے پلے مین مگر فضل الٰہی سے
خداداد اک طبیعت زاید از اکسیر رکھتے ہین

مجید

مجید۔ جناب محمد عبد المجید صاحب شاگرد جناب پاس

کہان مہر و وفا ہے بت بے پیر رکھتے ہین
ازل سے خو ہی جلادی یہ و دامنگیر رکھتے ہین

تو انکی دل مین پیدا ہو محبت کیا تعجب ہے
کہ عاشق آہ و نالہ مین عجب تاثیر رکھتے ہین

تمنای شہادت مین چلے لاکہون سے مقتل
خدا جانے وہ کس کسکو تہ شمشیر رکھتے ہین

شہادت عاشقون کی جنبش ابرو سے ممکن ہے
ہمارے قتل کرنیکو عبث شمشیر رکھتے ہین

مجید اپنے سخن مین ہے جناب فیض کا فیضان
زبان پر نام حضرت کا دم تحریر رکھتے ہین

میخوار

میخوار۔ جناب محمد عبد الرحمان صاحب شاگرد جناب میکش

تری خاک قدم ہم اے بت بے پیر رکھتے ہین
یہی اکسیر رکھتے ہین یہی اکسیر رکھتے ہین

دل ناداں مچلتا کیون ہے کچہ تجکو خبر بہی ہے
بغل مین ہم ترے محبوب کی تصویر رکھتے ہین

وہ کس ہستی مین ہین کیا چیز ہین کس سے ہے نازانکو
عدو کیا مال ہے اور غیر کیا توقیر رکھتے ہین

ذرا پوچہے تو کوی مین نے کیا اونکا بگاڑا ہی
مری گردن کے اوپر کیون تہ شمشیر رکھتے ہین

مزے سے دن دہاڑے سفت کی مے وہ اڑاتی ہین

ترے میخوار اے ساقی عجب تقدیر رکھتے ہین

مہدی — جناب مرزا مہدی صاحب

وہ قدر و منزلت اونکی جوان و پیر رکھتے ہین
لسان صحف سر پر فیض کی تحریر رکھتے ہین

تری زہد و ریا زاہد سدا محروم رحمت سے
نصیب اونکے ہے رحمت جو کوی تقصیر رکھتے ہین

ہمارے کو گنہ سے درگذر دیکھہ اپنی رحمت پر
ترے در پر جہکا ہے ہم سر تشویر رکھتے ہین

ہے سب خلق جہان خواہان تمہاری نظم کا مہدی
تمہارے شعر سب کیا نسخۂ اکسیر رکھتے ہین

نام — جناب خواجہ سمیع اللہ صاحب شاگرد جناب عصر

نہان سینہ مین گنج معرفت یا پیر رکھتے ہین
بغل مین ہم جناب فیض کی تصویر رکھتے ہین

ہمارے سامنے منہ آئین تو منہ کی ابہی کہائین
رقیب روسیہ کب طاقت تقریر رکھتے ہین

ہوا یہ ابرو خونریز سے اونکے ہمین ثابت
قلم کرنیکو سر عشاق کے شمشیر رکھتے ہین

ابہی چاہین تو پل بہر مین اڑا دین عرش اعظم کو
ہمارے آتشین نالے ابہی وہ تاثیر رکھتے ہین

نہین دستار مین اک تار بہی اب ناظم کو باقی
لباس عاریت کب تیرے دامنگیر رکھتے ہین

منشی نظام الدین احمد صاحب شاگرد جناب عصر

یہی اہل سخن ورد زبان یا پیر رکھتے ہین
بغل مین ہم جناب فیض کی تصویر رکھتے ہین

وہ خوش ہم سے رہین ایسے کہان تقدیر رکھتے ہین
ہمیشہ تیز ہو کر سان پر شمشیر رکھتے ہین

گمان ہوتا ہے سب کو مہر محشر کا قیامت ہے
تمہارے چاند سے رخسار وہ تنویر رکھتے ہین

ازل سے کام ہے ہمنے صفوداری دفتر کن کی
ہم اپنے پاس دست خاص کی تحریر رکھتے ہین

تماشے دیکھتے رہتے ہین ہم نقاش قدرت کے
تصور مین تمہاری چاند سی تصویر رکھتے ہین

نشتر

نشتر - جناب جمال الدین صاحب شاگرد جناب عصر

نظر مین اوسکی ہم آٹھون پہر تصویر رکھتے ہین
حصول مدعا کی اچھی یہ تدبیر رکھتے ہین

زمانہ ہوگیا ہے عشق گیسو چھوٹ کر مجھسے
وہ کیون بوجھ میرے پاؤن مین زنجیر رکھتے ہین

کروگے کسکو گھائل کسکو بسمل کسکو مارو گے
ستم ہے جو کمر مین آہنی شمشیر رکھتے ہین

ہمارے قتل کرنے کے لئے دلدار مدت سے
وہ اپنے ابروے خمدار کی شمشیر رکھتے ہین

ہمارے گھر تلک اگر وہ پچھلے پاؤن جو پلٹے
عجب کمبخت یار وا ہی ہم تقدیر رکھتے ہین

خدا سیدھا ہے جب نشتر تو کیا خوف و خطر ہے پھر
عداوت مجھسے کرلاکھون بت بے پیر رکھتے ہین

نعمت

نعمت - جناب

نہ ابرو نہ مژگان وہ بت بے پیر رکھتے ہین
کمان پیوستہ دو اور چار دستہ تیر رکھتے ہین

کرینگے اک نہ اک دن صید وہ ہر گز نہ چھوڑینگے
ہم انکے واسطے یہ مرغ دل نخچیر رکھتے ہین

جو کچھ لکھا ہی قسمت کا ظہور اوسکا وہی ہوگا
ہم اپنے مقصد دل کچھ لیے تقدیر رکھتے ہین

نظر آئے نہ کیون ہر سمت جلوہ اونکے چہرہ کا
وہ مثل مہر انور حسن عالمگیر رکھتے ہین

بری قید تعلق رہا کرتے ہین دنیا مین
مکان کہین اگر ہم بیدر و زنجیر رکھتے ہین

ادب سے سر جھکا جاتا ہے جنکی آگے شاہون کا ۔ گداے کوچۂ جانان عجب توقیر رکھتے ہین

برنگ مشرق اپنا سینۂ سوزان نہ کیون چمکے ۔ ہمارے داغ دل خورشید کی تنویر رکھتے ہین

کرینگے قتل کس کس کو نہین معلوم اے نعمت
غضب ہی یہ کہ وہ پھر ہات مین شمشیر رکھتے ہین

نعیم۔ جناب

نعیم

محبت تجھسے ایسی اے بت بے پیر رکھتے ہین ۔ کہ سینہ پر کھنچی ہر دم تری تصویر رکھتے ہین

ادہر ہی صید مرغ جان کو اکدن اے کمانکش آ ۔ تمنا تیر سے پیکان کی دل نخچیر رکھتے ہین

حصول مدعا کسطرح سے دسترس ناپید ۔ نہ ہم تقدیر رکھتے ہین نہ ہم تدبیر رکھتے ہین

سیہ تیر ہین وہ آنکھین نہین سرمہ لگاتے ہین ۔ فسان پر قتل عاشق کیلئے شمشیر رکھتے ہین

سنین ناصح کی کیون بک بک جواب اوسکو دین کیونکر ۔ زبان ہم بھی دہن مین جب پئے تقریر رکھتے ہین

کسی سے کچھ پڑھا جاتا نہین جاہل ہو یا عالم ہو ۔ عجب بگڑا ہوا ہم بھی خط تقدیر رکھتے ہین

مکرنا کیون عبث ہی وصل کی وعدہ وفائی سے ۔ سند کیواسطے ایجان تری تحریر رکھتے ہین

کمر کیونکر نہ باندہین نفس کافر کی لڑائی پر ۔ مجاہد ہین زبان پر نعرۂ تکبیر رکھتے ہین

متاع عیش و عشرت عشق مین اوسکے لٹا بیٹھے
نعیم اب پاس اپنے اک دل دلگیر رکھتے ہین

نادر۔ جناب محمد جمال الدین صاحب شاگرد جناب محمد یعقوب علیصاحب سخنور

نادر

ہمارے مارنے کی واہ کیا تدبیر رکھتے ہین ۔ جو خط وہ بھیجتے ہین غیر کی تصویر رکھتے ہین

نظر مین غنیمت ہی او یہہ کہی ہے غیرت اپنی
ترا ہی دہیان ہر جا ہے بت بی پیر کہتے ہین

نگاہ ناز ہی بس ہے ہمارے قتل کرنے کو
کف نازک مین کیون قاتل عبث شمشیر کہتے ہین

ترے عاشق بہی کہلائین جہا نہین چین بہی پائین
عدو کے ہم کہان آفتہ کر تقدیر رکہتے ہین

شب وعدہ جو لائین کہینچ کر اوس شوخ کو گہر تک
مرے کمزور نالی یہ کہان تاثیر رکہتے ہین

شریعت مین ہماری کچہ حقیقت کا بہی پہلو ہے
جو ہم سجدہ مین سر دلمین تری تصویر رکہتے ہین

بڑے بیہودہ ہین تدبیر کرتے ہین پہلی نادر
اور اپنی بانی جور وجفا تقدیر رکہتے ہین

وزیر

وزیر - عالی جناب نواب آصف یاور الملک بہادر

لب معجز نما سے یارہ تاثیر رکہتے ہین
مسیحائی کی گویا بات مین تقریر رکہتے ہین

بن آئی کی ہین باتین کیا وہ خوش تقریر کہتے ہین
رفیق و آشنا بہی ساتھہ ذی تدبیر رکہتے ہین

خوشی ہو جسمین صاحب کی وہی ہی کام بندہ کا
ملازم اپنے آقا کو نہین دلگیر رکہتے ہین

بیان قید فرقت کسطرح قید قلم ہووے
نہین ہم حال کوئی قابل تحریر رکہتے ہین

نظر مین کب جہی اسفل ہے عالی ظرف کا رتبہ
خیال اہل عزت صاحب توقیر رکہتے ہین

رہین سگ فلک مین [illegible] دامن کشان [illegible]
ہمیر کی قسم جو الفت شبیر رکہتے ہین ز

عبث [illegible] ہو پہانسی الف کے مارون کو سمجہو ہی
نہ کوئی جرم ایسا قابل تعذیر رکہتے ہین

بدولت عشق کے سینہ بنا گلزار داغون سے
اگر شک ہو تمہین دیکہو کلیجہ چیر رکہتے ہین

زمینداری ہین حاصل ہے جیسے مقطع دلکی
نہ منصب کی ہین پروا نہ ہم جاگیر رکہتے ہین

تمہارے مصحف رخسار کے حافظ ہوئے جب سے
زبان پر آیۂ والشمس کی تفسیر رکھتے ہین

سنہری رنگ والونکی نظر سے کیمیا ہمکو
نہ ہم مثل ہوس خواہش کی اکسیر رکھتے ہین

نگاہ تیز سے کرتے ہین بسمل دم مین عالم کو
نہ خنجر پاس رکھتے ہین نہ شمشیر رکھتے ہین

بسر عمر دو روزہ صلح کل مین کرتے ہین بیٹھے
عزیز از جان دل ہمکو جوان و پیر رکھتے ہین

خدا کو ہم خدای سے جدا کسطرح سے سمجھین
حقیقت مین دو آنکھین ایک ہی تنویر رکھتے ہین

صفا رنگ خودی سے پہلے کرلین دل کا آئینہ
کدورت وہ مری جانب سے بے تقصیر رکھتے ہین

وزیر عصر ہم دنیا و مافیہا کو سب ہوسے
دل حق بین مین یاد خواجۂ اجمیر رکھتے ہین

وقت

وقت - جناب عبد العلی صاحب - فرزند جناب عصر صاحب -

ہمیشہ دیدۂ ہی کا شغلہ یا پیر رکھتے ہین
بغل مین ہم جناب فیض کی تصویر رکھتے ہین

نہو گر دولت دنیا نہو کیا غم ہے کیا پروا
خدا کا شکر ہے ہم علم کی جاگیر رکھتے ہین

نکل کثرت سے آجاؤ کبھی گوشہ مین وحدت کے
تمنائے دلی ہم تمسے یہ یا پیر رکھتے ہین

ہوئے ہین دردِ دل سے عاشقون کے آشنا شاید
جو وہ پیش نظر دیوان خواجہ پیر رکھتے ہین

سریر فقر پر بیٹھے ہوے آزاد جی اے وقت
قناعت کی بدولت فخر کی جاگیر رکھتے ہین

ہمدل

ہمدل - جناب محمد عبد القادر خانصاحب بھوپالی موصولہ از بلدہ اورنگ آباد

ترے دیوانے پیارے جگمین وہ توقیر رکھتے ہین
کہ جنکو کفش پا سر پر جوان و پیر رکھتے ہین

ترے سودائیوں میں طاقت وحشت ہی اسدرجہ
کہ ٹکڑے کرکے اپنی پاؤنکی زنجیر رکھتے ہیں

تری شیرین بیانی نے جنہیں بسمل بنایا ہے
عوض مرہم دہان زخم پر دہ کھیر رکھتے ہیں

گمان جان نثاری بوالہوس کو یار بیجا ہے
گدہے کی پشت پر عاقل نہیں خوگیر رکھتے ہیں

نہ گھر رکھتے نہ زر رکھتے تمہارے عشق میں جانان
فقط پہلو میں ہمدل اک دل دلگیر رکھتے ہیں

ہنر

ہنر۔ جناب سید محمود صاحب سلمہ تلمیذ خلق۔

وسیلہ آپکا ہم یا جناب پیر رکھتے ہیں
بڑی زور آور اپنی قسمت و تقدیر رکھتے ہیں

جو بدنامی ہو عزت ہی جو رسوائی ہو منصب ہے
ہمیں پرواہی کیا ہے عشق کی جاگیر رکھتے ہیں

سبب کیا وجہ کیا کیوں دیر کرتے ہیں وہ آنے میں
ہمارے آہ و نالے تو بڑی تاثیر رکھتے ہیں

تصدق میری جان تم پر ذرا پردہ اوٹھا دیجے
فدا جو دل سے ہو اوسکو کوئی دلگیر رکھتے ہیں

ہوئی ہیں جان عالم بن گئے ہم ہی انجمن آرا
ہمیں مطلوب ہیں ہم عشق دامنگیر رکھتے ہیں

تری عظمت کے تیری کبریائی کے مقابل میں
زمین پر سر زبان پر اپنی ہم تکبیر رکھتے ہیں

ہمارے عقدۂ مشکل کو یا مشکل کشا کھولو
نہیں کھلتا اگرچہ ناخن تدبیر رکھتے ہیں

جگر پھٹتا ہی دل چھدتا ہے بے پیروں کا سن سنکر
زباں پر اے ہنر ہم نعرہ یا پیر رکھتے ہیں ؛

ہنر

ہنر۔ جناب محمد خان صاحب

جو الفت زلف کی دل میں جوان و پیر رکھتے ہیں
گلے میں طوق ہماری پاؤں میں زنجیر رکھتے ہیں

ہون کیونکہ یہ ہین الطاف و احسان کا ممنون
کنہ سے دور مجکو جو جناب پیر کہتے ہین

ہمارے قتل کرنیکو ہی ابرو و مژہ کافی
کہو کس کے لئے پہر وہ کمان و تیر رکہتے ہین

فقیری ہی مین خالق نے دیا ہی دل غنی ایسا
جہان مین سب ہماری عزت و توقیر رکہتے ہین

ہمارے سامنے غیرو نکو لاکر جو بٹہاتا ہے
عداوت تجہسے کیا ہم اے بت بے پیر رکہتے ہین

ہادی ـ جناب مرزا محمد ہادی حسین بیگ صاحب شاگرد جناب عروج

ہادی

کہین ہین بال سینہ گر کمان و تیر رکہتے ہین
سر و گردن بہی حاضر ہے جو وہ شمشیر رکہتے ہین

ملا کر خاک مین برباد مٹی بہی ہماری کی
توقع تجہسے ہم اب خاک چرخ پیر رکہتے ہین

کریگا سرکشی کون اور لگا بیٹہ سکے گا کس کا
بہلا ہم شمع کے نزدیک کیون گلگیر رکہتے ہین

قصور و حور کے جب مستحق ہی ہو چکے آدم
تو ہم بہی ارث مین اب خلد کی جاگیر رکہتے ہین

جنہین ہم کار سے گیسوے پر خم کے توسل ہے
گلے مین طوق اور وہ پاؤن مین زنجیر رکہتے ہین

جلا دین پہونک دین برباد تجکو اے فلک کر دین
شرر انگیز نالے آہ پر تاثیر رکہتے ہین

رخ روشن پہ پروانہ صفت مرتا ہی ہر کوی
حسینان جہان بہی حسن عالمگیر رکہتے ہین

نہین الفت گیسون سے یہ دل شیدا ہی اونکا
خدایا ہم بہی کیا کمبخت یہ تقدیر رکہتے ہین

بجاے اشک آنکہون سے روان کرتے ہین خون دل
نہان ہادی جو سینہ مین غم شبیر رکہتے ہین

یوسف ـ جناب یوسف علی خان صاحب شاگرد جناب عصر

یوسف

اچھا کیا یار پہلو میں تری تصویر رکھتے ہیں
ہم اپنے دل کے بہلانے کی یہ تدبیر رکھتے ہیں

محبت غیر سے رکھتے ہو تم میرے جلانے کو
گلہ کیا تم سے ہم الٹی ہوئی تقدیر رکھتے ہیں

انہیں کے دیکھنے والوں کے ہم ہیں دیکھنے والے
جو لوح دل پہ کندہ فیض کی تصویر رکھتے ہیں

بس یہ دن ہی کہتے اُٹھیں گے قبر سے یوسف
بغل میں ہم جناب فیض کی تصویر رکھتے ہیں

یوسف

یوسف ۔ جناب یوسف حسینی صاحب شاگرد جناب سخنور ۔

زبان کی جا سے ہم محفوظ نوک تیر رکھتے ہیں
دہن زخمونکی ہیر سے جوہر شمشیر رکھتے ہیں

سراپا شوق بنکر آئے ہیں مقتل میں اے قاتل
سر اپنا سب سے پہلے ہم تہ شمشیر رکھتے ہیں

نہ دیکھی خواب میں بھی بخت خوابیدہ کی بیداری
تری برگشتہ قسمت بھی عجب تقدیر رکھتے ہیں

مسخر ہو جہاں گر تم لگاؤ چشم جادو میں
ہم اپنے دود دل کا سرمۂ تسخیر رکھتے ہیں

کسی ترک شکار آئین کی شہرت ہے جو اے یوسف
ہم اپنے مرغ دلکو صورت نخچیر رکھتے ہیں

قانع

قانع ۔ جناب عبید القادر صاحب معتمد علاقہ نواب لائق الدولہ بہادر ۔

نہ خنجر کی ضرورت ہے نہ ہم شمشیر رکھتے ہیں
مگر پہلو میں اپنے خاطر دلگیر رکھتے ہیں

نہ دیکھو چشم حیرت سے کہ کیا توقیر رکھتے ہیں
کہیں کیا حشر میں بچنے کی کیا تدبیر رکھتے ہیں

بغل میں ہم جناب فیض کی تصویر رکھتے ہیں

شمایل پیر کے مقبول کیوں جن و بشر یارب
تجھکو دیتے ہیں اسپر کیوں زمانے کی نظر یارب

بھلا کیا بات ہی صنعت کی ہمین بشیر یارب — کچھہ ایسے ہوگئے ہم جو اسکو دیکھکر یارب

بغل مین ہم جناب فیض کی تصویر رکہتے ہین

ہم اپنی عقل سے نقشہ اوسیکو وصل کا سمجھے — ہمین پروا نہین ناصح اگر اسکو برا سمجھے

پڑہین تہہر سمجھہ پر کیا ہمارا مدعا سمجھے — برا سمجھی بھلا سمجھی کوی جیسے تو کیا سمجھے

بغل مین ہم جناب فیض کی تصویر رکہتے ہین

ہماری بزم مین اوسنے کوئی ادا آشنا ہوگا — بتاؤ آنکھہ مین نقشہ تو اونکا پھر رہا ہوگا

سمجھہ مین کچھہ نہین آتا کہ پھر کیا ہو گیا ہوگا — تعلق اسکو دل سے او دل سے اسکو کیا ہوگا

بغل مین ہم جناب فیض کی تصویر رکہتے ہین

مین سچہہ کہتا ہون دنیا مین اگرچہ ایسی صورت ہو — فقط صورت نہین سیرت بھی ہو تو ایسی سیرت ہو

نہین معلوم عقبی مین انہین کیسی فضیلت ہو — وہی پھر دیکھہ سکتا ہے جسے چشم بصیرت ہو

بغل مین ہم جناب فیض کی تصویر رکہتے ہین

نہین ہی بے سبب آنکھوں مین بعد مرگ خواب اپنا — ہی آسایش مین گویا اب دل پر اضطراب اپنا

ابھی مٹ جائی اتنا دل پیچ و تاب اپنا — نکیرین آکے پوچھینگے تو سن لینگے جواب اپنا

بغل مین ہم جناب فیض کی تصویر رکہتے ہین

ملا فیضان باطن کیا کہ رتبہ آسمان پر تہا — ہوا محو اسقدر گویا کہ پہنچا لامکان پر تہا

عجب تہی بیخودی مین جبہ اس آستان پر تہا — جب آیا ہوش قاطع کو تو یہ مصرعہ زبان پر تہا

بغل مین ہم جناب فیض کی تصویر رکہتے ہین

تضمین بر مصرعہ طرحی از خوش فکری شعرا

شاعر	مصرع	مصرع
الفت	رہی عدو کی نہ نگہوں سے خوف و وحشت کیا	بغل میں ہم جناب فیض کی تصویر رکھتے ہیں
بانغ	دل بیتاب کی تسکین دینے کیلئے ہر دم	بغل میں ہم جناب فیض کی تصویر رکھتے ہیں
پاس	بغل میں ہم جناب فیض کی تصویر رکھتے ہیں	کہ از بر سورۂ والشمس کی تفسیر رکھتے ہیں
جوہر	دکھائیں کیوں نہ ہم پر تیغ سخن کے اجل جوہر	بغل میں ہم جناب فیض کی تصویر رکھتے ہیں
حافظ	نہیں کچھ حشر کا ہم خوف و دامنگیر رکھتے ہیں	بغل میں ہم جناب فیض کی تصویر رکھتے ہیں
خواجہ	متاع ہر دو عالم پاس اپنے ہیر رکھتے ہیں	بغل میں ہم جناب فیض کی تصویر رکھتے ہیں
خمار	اوسیکو دین سمجھتے ہیں اوسے ایمان سمجھتے ہیں	بغل میں ہم جناب فیض کی تصویر رکھتے ہیں
رحیم	بجائے نامۂ اعمال دیکھے داور محشر	بغل میں ہم جناب فیض کی تصویر رکھتے ہیں
سخنور	پئے بیتابی دل نسخۂ اکسیر رکھتے ہیں	بغل میں ہم جناب فیض کی تصویر رکھتے ہیں
سکر	نہ پوچھو ہم سے کچھ آگے بڑھو ہاں اے نکیرین اب	بغل میں ہم جناب فیض کی تصویر رکھتے ہیں
سلیم	عمل نامہ اگر مانگیں گے محشر میں تو کہدینگے	بغل میں ہم جناب فیض کی تصویر رکھتے ہیں
سید	خدا کے سامنے بھی وقت پرسش منہ سے نکلیگا	بغل میں ہم جناب فیض کی تصویر رکھتے ہیں
شور	فرشتوں کو اگر سے چاہئیں اعمال کا دفتر	بغل میں ہم جناب فیض کی تصویر رکھتے ہیں
عصر	کہاں پہلو میں دل اپنے سمجھو یا ہیر رکھتے ہیں	بغل میں ہم جناب فیض کی تصویر رکھتے ہیں
عزیز	زمانہ میں ہمارا فیض جاری ہو عجب کیا ہے	بغل میں ہم جناب فیض کی تصویر رکھتے ہیں
عزیز	ز قسمت و عزت سبھی تقدیر رکھتے ہیں	بغل میں ہم جناب فیض کی تصویر رکھتے ہیں

عشق	خوشا قسمت رہی طالع جسے تقدیر کہتی ہین	بغل مین ہم جناب فیض کی تصویر رکھتے ہین
فاضل	بجای نامہ اعمال روز حشر اے فاضل	بغل مین ہم جناب فیض کی تصویر رکھتے ہین
قاضی	کوئی دل اسکو کہتا ہی کوئی دلدار کہتا ہی	بغل مین ہم جناب فیض کی تصویر رکھتے ہین
کامل	بتونکی دلمین جاگیر عاشق دلگیر کہتی ہین	بغل مین ہم جناب فیض کی تصویر رکھتے ہین
کتاب	فرشتون سے کہلوائین لحدمین باادب ہوکر	بغل مین ہم جناب فیض کی تصویر رکھتے ہین
مجید	لحدمین روشنی ہوئیگی یہ تدبیر رکھتے ہین	بغل مین ہم جناب فیض کی تصویر رکھتے ہین
منیر	لحدمین اب فرشتے آکے ہمسے کچہ نپوچھینگے	بغل مین ہم جناب فیض کی تصویر رکھتے ہین
نام	نہاں سینہ مین گنج معرفت یا پیر رکھتے ہین	بغل مین ہم جناب فیض کی تصویر رکھتے ہین
نشتر	نہین ہی دغدغہ یارو گناہونکا ذرا دل مین	بغل مین ہم جناب فیض کی تصویر رکھتے ہین
نعیم	دل ظلمت زدہ مین اسلئے تنویر رکھتے ہین	بغل مین ہم جناب فیض کی تصویر رکھتے ہین
وزیر	کلام اپنے کلام فیض کی تاثیر رکھتے ہین	بغل مین ہم جناب فیض کی تصویر رکھتے ہین
وقت	ہمیشہ دیدہی کا مشغلہ یا پیر رکھتے ہین	بغل مین ہم جناب فیض کی تصویر رکھتے ہین
ہمدل	نہ کچہ مال و متاع و حشمت و جاگیر رکھتے ہین	بغل مین ہم جناب فیض کی تصویر رکھتے ہین
ہادی	مریدان عقیدت مند سے ہین دیکہو حضرت کے	بغل مین ہم جناب فیض کی تصویر رکھتے ہین

مصرعہ طرحی

جسکو دیکھا صفت زلف پریشان دیکھا

انصاری

انصاری - جناب عبد الحکیم صاحب شاگرد جناب فارغ

کیا کہوں تم سے کہ کیا خواب پریشان دیکھا
دل کو شیدائے سر گیسوئے پیچان دیکھا

تکلیف کے رحمت کا بھی ہوتا ہے ضرور
ہمنے ہر اک دہن زخم کو خندان دیکھا

پر سمیٹے ہوئے ہے طائر سدرہ ڈر سے
آہ سوزان کا اثر گنبد گردان دیکھا

جا اڑی ہو گئے عش یہ تو سنا ہمنے بھی
طور پر آپ کے گیا موسی عمران دیکھا

دل جلا سینہ میں پہلو میں جگر چاک ہوا
ضبط الفت اثر سوزش پنہان دیکھا

وسعت ہمت ارباب ہمم کے صدقے
خانۂ مور میں مہمان سلیمان دیکھا

سید فیض اتم خلق میں ہے ذات وزیر
کسنے اس وصف کا پتلا و تو انسان دیکھا

پھر کے عالم میں تم انصاری دکن آئے ہو
ہاں کوئی ثانی محبوب علیخان دیکھا

ادیب

ادیب - جناب سید غلام غوث صاحب قادری شطاری

ہمنے گھر بیٹھے ہوئے جلوۂ جانان دیکھا
طور پر تمنے جو اے موسی عمران دیکھا

گھٹ گیا خوف سے دریا کا طلاطم ہیہمت
موجزن جبکہ مرے اشک کا طوفان دیکھا

آگئی یاد تری سبزۂ و کاکل کی بہار
جب گلستان میں سوئے سنبل و ریحان دیکھا

خوشخرامی کی وہ سب چال چلن بھول گیا
کبک نے تجکو جو اے سرو خرامان دیکھا

نفس امارہ ہوا رام تو شکر خدا — دیو کو ہمنے کیا تابع فرمان دیکھا
مین نہ کہتا تھا اسے دیکھکے سکتا ہوگا — ہوگیا دیکھتے ہی آینہ حیران دیکھا

اے ادیب آج مری ہوگئیں آنکھین روشن
فلک حسن پہ وہ نیر تابان دیکھا

اسد

اسد۔ جناب میر مصطفے علیصاحب نبیرہ میر خورشید علیخان مرحوم صاحبزادہ

عشق گلرو مین نہ ثابت کبھی دامان دیکھا — وحشت دل تری ہاتھون سے بیابان دیکھا
مین نے رو کر جو کہا حال پریشان دیکھا — تو وہ ہنس ہنس کے یہ فرماتے ہین ہان ہان دیکھا
لادوا ہے مرض عشق خدا اس سے بچا ے — اسکا دنیا مین کہین ہمنے نہ درمان دیکھا
ہوش جلاد فلک کے نہ رہے کچھ باقی — خنجر ابروے قاتل کو جو عریان دیکھا
رات دن رنج والم سے رہا آباد یہ شہر — کشور دل کو نہ ہم نے کبھی ویران دیکھا
نقد دل لیکے عنایت ہوا اک بوسہ — اسمین فرمایئے کیا آپ نے نقصان دیکھا
نام اوس شوخ کے کوچہ کا ہے بیداد نگر — ہمنے اکثر وہان مظلومون کو نالان دیکھا
دل مرا لیکے بت شوخ نے ہنس ہنس کے کہا — ہمنے دنیا مین نہ تجھسا کوی نادان دیکھا

انور

انور۔ جناب سید عبد الغفار صاحب شاگرد جناب سخنور

جبسے منھ ہم نے ترا اے گل خندان دیکھا — اپنی حالت پہ رقیبون کو بھی گریان دیکھا
رخ جانان کے صفا مین پڑے ہے ہم نے جہان — صورت آینہ ہر ایک کو حیران دیکھا
آہ پر آہ نکلتی ہے غم ہجران مین — پر کبھی دل کا نکلتے نہین ارمان دیکھا

روز محشر مین وہ جنت بہی دلے نہ نظر
جس نے اکبار مرے یار کا ایوان دیکھا

ناتوانی تری فرقت نے دکہای اتنی
طوق گردن مین ہے سمجھا جو گریبان دیکھا

دل تڑپتا ہے مرا آنکہہ ترستی ہے مری
ایک مدت سے نہین تجھکو مری جان دیکھا

روز محشر کے عذابون سے ڈرون کیا انور
مین نے دنیا مین عذاب شب ہجران دیکھا

احمد

احمد ۔ جناب حسین شریف صاحب شاگرد جناب سخنور

تم جو آئے تو دل زار کو شادان دیکھا
اس سے پہلے کبھی دیکھا تو پریشان دیکھا

دل چلا جان چلی آگ جگر مین بھڑکی
ہمنے کیا کیا اثر نالۂ سوزان دیکھا

رنج وغم درد والم یاس و مصیبت حرمان
ہمنے کیا کیا نہ ترے عشق مین ایجان دیکھا

آج ہے وصل کی شب آؤ گلے سے لگ جاؤ
عمر بھر ہمنے عذاب شب ہجران دیکھا

مفت دل لیکے جو دشنام دیے جاتے ہو
ہمنے تمسا نہ کہین صاحب احسان دیکھا

تسلی

تسلی ۔ جناب محمد قطب الدین علی صاحب شاگرد جناب علوی

ایک دو بات مین بس صاف ہی میدان دیکھا
باقی وحشت مین نہ دامن نہ گریبان دیکھا

اور باتین تو ترے عشق مین مشکل نکلین
ایک مرجانا ہی اس راہ مین آسان دیکھا

اور دیکھونگا جو کچہ تیرے سبب دیکھونگا
دیکھا جو کچہ ترے باعث دل نادان دیکھا

ہاے کچہ ایسی کٹی اوسکی ملاقات کی رات
مین تو یہ جانتا ہون خواب پریشان دیکھا

جو ملا سر کو جھکاتا ہی ملا عالم مین
جسکو یہان دیکھا ترا بندۂ احسان دیکھا

منتِ دل پر او طلب سے نہ بچے دلبر بھی
حسن یوسف کو خریدار کا خواہان دیکھا

آنکہ اب دل سے تصور ترا جاتا ہی نہین
یہ نئے رنگ نئے ڈہنگ کا مہمان دیکھا

مہربان آج سے کچہ مجہہ پہ نہین دست جنون
آنکہہ جب کھولے سہے چاک اپنا گریبان دیکھا

پھیکے پکوان ہین پر اونچی ہی دوکانکی ہے قدر
یہان تسلی کوی جوہر کا نہ پرسان دیکھا

تجمل

تجمل۔ جناب سید فیض اللہ شاہ صاحب عرف میر تجمل علی صاحب

جس نے اک بار مدینہ کا بیابان دیکھا
اوس نے پھر کر نہ سوے روضۂ رضوان دیکھا

عاشق عارض پر نور محمد ہون مین
باغ عالم مین نہ ایسا گل خندان دیکھا

خواہش روضۂ رضوان نہوی پہر اوسکو
جس نے اکبار مدینہ کا بیابان دیکھا

اے تجمل شعرا یون تو ہزارون ہین مگر
عصر صاحب سا نہین ہمنے سخندان دیکھا

تقی

تقی۔ جناب مرزا محمد تقی حسین بیگ صاحب شاگرد جناب نفیس

تجھکو مقتل مین جو اے قاتل دوران دیکھا
مین نے حسرت سے سوے خنجر بران دیکھا

کعبۂ دل کو کبھی مین نے نہ ویران دیکھا
گہر مین اللہ کے اب بت تجہے مہمان دیکھا

یاد مین مصحف رخ کی جو مین رویا شب کو
آپکے سر کی قسم خواب مین قرآن دیکھا

ہم نہ کہتے تھے حسینون مین نہین مہر و وفا
تو نے الفت کا مزا اے دل نادان دیکھا

جسکو پایا ترا طالب ترا شیدا پایا
جسکو دیکھا ترا جویان ترا خواہان دیکھا

عصر جناب میر احمد علیصاحب تلمیذ حضرت فیض رحمتہ اللہ علیہ

ہم سے دکھہ ہجر کا جاتا نہیں ایجان دیکھا — بے وصال آپکے ممکن نہین درمان دیکھا

~~نشہ پئے ہوئے تو نہین دماغ عرش پہ~~ — اک بلا کا تمہین اے حضرت انسان دیکھا

کوئی بسمل ہے کوئی تڑپے ہے لوٹے کوئی — کوچہ قاتل کا بنا گنج شہیدان دیکھا

بیمزہ باتون سے نیت نہین بہرتی اونکی — خالی ہوتے ہوے زخمون پہ نمکدان دیکھا

ابرو یار کے کشتون نے نہ مانگا پانی — دم ہی لیتے نہ تہ خنجر بران دیکھا

ایسے ڈوبے کہ نہ اچہلے کبہی بحر غم سے — چاہنے والون نے جب چاہ زنخدان دیکھا

چہ بیانست عیان را کہ ہر اک ذرہ مین — آفتاب رخ محبوب کو تابان دیکھا

جہگڑہ مین سبحہ و زنار کے اوبہی رہے — تم نے کیا آکے یہان گبر و مسلمان دیکھا

لب جانبخش کے ہی عین عنایت جب سے — ہم نے مڑکر نہ سوے چشمہ حیوان دیکھا

ہین جو اغیار بتاتے ہین وہ نزدیک کو دور — ہم نے اول جلوونکا ہی ایمان دیکھا

گنج بے رنج میسر ہو یہ ممکن ہنین عصر — جز وصال اور نہ کچہہ وصل کا سامان دیکھا

ولہ

وحشیون سے ترے آباد بیابان دیکھا — گو بجتا شیرون سے میدان نیستان دیکھا

پرزے دامن کے اڑے چاک گریبان دیکھا — وحشت دل ترے ہاتہون سے بیابان دیکھا

اوس کمان ابرو کے بی تیر نہین کون شکار — کسکو ہوتے نہین اوس ترک پہ قربان دیکھا

رنج و غم سے ترے عاشق کو نہین باقی کام
زندگی نوش کو ہر حال مین خندان دیکھا

پیچ سے زلف کے دیوانے نکلتے ہی نہین
اثر حسن عمل تو نے مریچان دیکھا

اصل کی نقل ہے سب یہان نہین گنجایش غیر
عکس واجب کا ہے یہ عالم امکان دیکھا

گل مین بو ہے وہی درد دل بلبل مین وہی
جلوہ اوس یار کا ہر رنگ مین پنہان دیکھا

لاابالی تری سرکار ہے مولا میرے
پاے ہر مور کو سر تاج سلیمان دیکھا

کیون نہ وحشت کی پڑہین نام پہ لاحول و لا
جمع ساتھ اپنے ہے اک لشکر شیطان دیکھا

کیون نہون حلقہ بگوش آپکے ہمراہ رکاب
توسن ناز کو اڑتے سر میدان دیکھا

ہجر کی شب رہا انگارون پہ اپنا بستر
سینہ داغون سے بنا رشک گلستان دیکھا

جب سے اردوے معلی کو ملی ہے عزت
حضرت فیض سا بہی عصر سخندان دیکھا

عزیز

عزیز جناب مرزا عزیز بیگ صاحب سجادہ تکیہ مغل فقیر شاگرد جناب عصر

جب سے بیٹے لب پان خوردہ جانان دیکھا
بہولکر بہی نہ کبہی لعل بدخشان دیکھا

وحشت دل نہین یہ دست درازی اچہی
چاک دامن بہی ہوا تا بہ گریبان دیکھا

کہین یہ حلقہ بگوشون کو نہ پلہ دوڑاے
توسن ناز نے ہے یار کے میدان دیکھا

زہد و تقوے کے ریاہی نظر آے سب کام
با صفا مین نے فقط حلقۂ رندان دیکھا

کچہ عجب شعلہ رخون کی بہی محبت ہے عزیز
جسکو دیکہا تن عریان دل سوزان دیکہا

عزیز

عزیز۔ جناب سید عزیز الدین صاحب نبیرہ مولوی محمد مظہر صاحب مرحوم

کچھ عجب رنگ زمانیکا پریشان دیکھا — جسے دیکھا اوسے آئینہ ساحیران دیکھا

رنج وغم نالہ و فریاد و فغان و وحشت — ہم نے کیا کیا نہ ترے عشق مین جانان دیکھا

دیکھنے سننے مین یہ فرق مثل ہے مشہور — ہمنے یوسف کو سنا آپکو جانان دیکھا

ہو گیا ٹکڑے جگر اوس کتان کے مانند — اک نظر تمنے جسے اے مہ تابان دیکھا

ہونیکو ہوتے ہین اعراس بہت سے لیکن — عرس کا فیض کے کچھ اور ہی سامان دیکھا

معدن فیض ہین فیاض ہین سب پر روشن — جود و بخشش مین انہین حاتم دوران دیکھا

حضرت فیض کا کیا فیض ہے اللہ اللہ — طفل مکتب کو بھی یہان ہمنے سخندان دیکھا

حضرت عصر سا دنیا مین نہین کوئی عزیز — ہمنے اقلیم سخن کا انہین سلطان دیکھا

عزت

عزت۔ جناب فقیر محی الدین صاحب فرزند عزم صاحب مرحوم شاگرد عصر

دہر کے ہاتھون سے ہر ایک کو نالان دیکھا — جسکو دیکھا اوسے حیران و پریشان دیکھا

دل وحشی جو گیا انکی زلفون مین بسا — عارض یار پہ گیسو جو پریشان دیکھا

مے کے گھر انکی شاید کہ قسم کھائی ہے — ایک دن بھی کبھی اوس بت کو نہ مہمان دیکھا

کبھی تقدیر سے تدبیر موافق نہوئی — دل کے عزت نہ نکلتے ہوئے ارمان دیکھا

عجب

عجب۔ جناب مولوی محمد عبد اللہ صاحب شاگرد حضرت فیض رح

جلوہ گر دیدۂ دل مین رخ جانان دیکھا — آشکارا ہوا کچھ اور جو پنہان دیکھا

غور سے اوسکا ہر اک عارض رخشان دیکھا
حسن مین شمس و قمر سے بہی دو چند ان دیکھا

آئینہ خانہ مین آیا جو مرا آئینہ رو
شکل تصویر ہر آئینہ کو حیران دیکھا

گر گئے نظرون سے بے آبرو ہو کر گوہر
جب ترا وقت تبسم دُرِ دندان دیکھا

قہقہا کبک دری کا ہوا شمشادون پر
جب کے قد سرو کو گلشن مین خرامان دیکھا

دید صیاد نے بلبل کے سئے صد افسوس
نظر یاس سے جب سوئے گلستان دیکھا

رکہی حسرت دیدار عجیب انکہون مین
ایک پل بہی نہ کبہی چہرۂ جانان دیکھا

عجیب ۔ جناب میر غضنفر علی صاحب اہلکار عدالت ضلع ورنگل

عجیب

کیا تصور مین ترا گیسوے پیچان دیکھا
رات بہر ہجر مین اک خواب پریشان دیکھا

یاد کاکل مین ہوی میری شب تار بسر
صبح کو ہمنے برنگ شب ہجران دیکھا

کون دنیا مین نہین مایل گیسوے صنم
کون ایسا ہی کہ جسکو نہ پریشان دیکھا

رخ زیبا سے ترے زلف معنبر جو ہٹی
دامن ابر سیہ مین مہ تابان دیکھا

شوق آوارگی دشت جنون دلمین رہے
ضعف سے راہ مین تہک کر نہ بیابان دیکھا

عاجز ۔ جناب سید وحید اللہ صاحب شاگرد جناب قیام

عاجز

جب لب بام ترا جلوہ نمایان دیکھا
آفتاب آیا سوا نیزہ پہ اے جان دیکھا

رخ پہ وہ زلف کو چہوڑے ہوے بیٹہی جسدم
پردۂ ابر مین خورشید کو پنہان دیکھا

ترے رخسار سی شفافی کہان ہے اسمین
مین نے آئینہ کو آگے ترے حیران دیکھا

ہے غضب اوسکا شب وصل یہ ہنسکر کہنا | بخدا آپ سا کوی نہ پرارمان دیکھا

اسے تقی متفق اللفظ یہ سب کہتے ہین
کوی سلطان دکن سا نہ سخندان دیکھا

تفضل

تفضل - جناب تفضل حسین صاحب -

نہ ولایت نہ بخارا نہ خراسان دیکھا | موسی ندی پہ گیارات کو شیطان دیکھا
آگیا مجکو مرے یار کے دانتون کا خیال | کسی دوکان پہ جب فیل کا دندان دیکھا
قورمہ روٹی ملی اور ملا گلدستہ | ہمنے فیاض کا احسان پہ احسان دیکھا
حضرت شاہ ہین خورشید ہین زرہ لیکن | آج تک زرہ نوازی کا نہ سامان دیکھا

جعفر

جعفر - جناب نواب جعفر حسین خان بہادر صف شکن جنگ

یہ حیا خوب ہے جب تمکو مری جان دیکھا | پردۂ شرم مین بیٹھے ہوے پنہان دیکھا
دُر دندان کے مقابل نہ لب رنگین گے | ہمنے گوہر نہ کوی لعل بدخشان دیکھا
ایک آنسو بھی جو یان دیدۂ گریان سے بہا | ایک عالم مین بپا نوح کا طوفان دیکھا
واہ کیا ہوتی ہے گلہاے مضامین کی بہار | بخزان باغ جہان مین یہ گلستان دیکھا
در دلدار پہ جب پہنچے خدا کی قدرت | پاسبان دیکھا نہ کوی نہ نگہبان دیکھا
میرے بالین سے سرک جاؤ دہل جاؤ گے | مجکو دم توڑتے تمنے جو مری جان دیکھا

جھگڑے رہتے ہین ہر وقت پریزادون کے
وقت کا اپنے تو جعفر کو سلیمان دیکھا

جعفری ۔ جناب سید عباس حسین صاحب

ایک بار آپکا جس نے رخ تابان دیکھا ۔ آنکھ اوٹھا کر نہ سوے مہر درخشان دیکھا
چاندنی رات مین کوٹھے پہ برآمد جو ہوا ۔ کہتا ہر ایک یہ تھا مہر درخشان دیکھا
آج وہ قتل کرینگے تجھے اے دل بیشک ۔ ہاتھ مین اونکے علم خنجر بُرّان دیکھا

جعفری کوچۂ جانان مین جسے جاے ملی
اوسنے بہولے سے نہ پہر روضۂ رضوان دیکھا

جوہر ۔ جناب منشی تلجارام صاحب ناظم عدالت سمستان گرگنڈہ ضلع لنگسگور صوبہ

ترے کوچہ مین نئی طرح کا سامان دیکھا ۔ جہان دیکھا مگر اک گنج شہیدان دیکھا
کسطرح حشر مین یہ ظلم چھپیگا ظالم ۔ تربتر خون مین ترے کشتون کا دامان دیکھا
پہول جھڑتے ہین ترے منہ سے بوقت تقریر ۔ گفتگو مین تری ہمنے چمنستان دیکھا
طائر دل کو مرے پہلو کے اندر رکھکر ۔ کرلیا صید ترا ناوک مژگان دیکھا
جیسے دیوانہ ترا قید سے مرکر نکلا ۔ پہر نہ آباد کبہی خانۂ زندان دیکھا
ہون وہ شوریدۂ قسمت کہ نہین کچہ بنتی ۔ کبہی دل سے نہ نکلتا ہوا ارمان دیکھا

ہمنے بہی ملک بہت چہانا ہی جوہر لیکن
شہ محبوب دکن سا نہین سلطان دیکھا

حشمت ۔ جناب میر حشمت علیصاحب اہلکار دفتر صدر رپٹہ خانہ سرکار عالی

کیا کہین ہمنے جو کیا کیا شب ہجران دیکھا ۔ موت آئی نہین پر موت کا سامان دیکھا

مین نے اپنا ہی نہ کچھ حال پریشان دیکھا
ایک عالم کو تری زلف مین پیچان دیکھا

پرزے پرزے کئے وحشت نے قبا کے ایسے
نہ تو دامن ہی کو دیکھا نہ گریبان دیکھا

وار اوچھا جو پڑا تیغ کا گردن پہ مری تو
تجھپہ قاتل دہن زخم کو خندان دیکھا

طور پر حضرت موسی نے تجلی دیکھی
ہم نے دل ہی مین جمال رخ جانان دیکھا

آہ لب پر ہے تو سینہ مین فغان ہے اے دل
کس مصیبت سے کٹی شام غریبان دیکھا

اُف رے جوبن کہ وہ پہلو مین سماتے ہی نہین
نوجوانون کو عجب حسن پہ نازان دیکھا

ھند مین ہجر سے مرنا ہو نہ کیون دل کو قبول
جسکو دشوار سنا تہا اوسے آسان دیکھا

داغ فرقت کی کہکے گل ہین ہزارون دلبر
سینے پہلو مین یہ سرسبز گلستان دیکھا

کب شب ہجر نہ روشن رہے یہ خانۂ دل
داغکو پہلو مین ہمشکل چراغان دیکھا

پاک طینت نہین ہوتے ہین مکدر ہرگز
کس نے اشکون کو مرے خاک پہ غلطان دیکھا

معرفت سے حق و باطل کو جدا کرتا ہے
حضرت دلکو بڑا صاحب عرفان دیکھا

عدل و انصاف و سخا جود و کرم مین حشمت
میر محبوب علیخان سا نہ سلطان دیکھا

حافظ

حافظ - جناب سید یوسف علی صاحب خوشنویس

جلوۂ یار کو ہر شے مین نمایان دیکھا
کہین ظاہر نظر آیا کہین پنہان دیکھا

طور سے حضرت موسی کو خصوصیت تھی
ہمنے اوس نور کو ہر رنگ مین تابان دیکھا

شوخی و غمزہ و انداز و ادا کو تیرے
ایک سے ایک سوا جانکے خوبان دیکھا

سبزۂ عارض جانان کی ہے کچھ اور بہار
کبھی نوخیز نہ ایسا گل و ریحان دیکھا

یون تو ہوتے ہین بہت شاعر و فاضل حافظ
حضرت فیض سا کہیے کوی انسان دیکھا

حسرت

حسرت - جناب سید مخدوم محمد محمد الحسینی صاحب متولی درگاہ حضرت حسین شاہ ولی صاحب قدس سرہٗ

باغ مین جا کے نہ پھر سنبل و ریحان دیکھا
دیکھکر زلف صنم دل کو پریشان دیکھا

شور محشر کا نمونہ ہے خدا خیر کرے
کوچۂ یار مین ہر شخص کو نالان دیکھا

لب و دندان سے ترے کچھ نہین نسبت نہا
روبرو ان کے خجل سنبل و ریحان دیکھا

تیغ ابرو کا بھی اک وار لگایا بڑھ کر
ڈوبتا دل مین ستمگر نے جو پیکان دیکھا

خال رخسار سے شرمندہ ہوی ہے زہرہ
ماہ کو رخ کے مقابل نہ درخشان دیکھا

جوش وحشت مین جدھر ہات بڑھا چاک ہوا
ہمنے دامن ہی کو دیکھا نہ گریبان دیکھا

نہین امید کہ حسرت بھی رہے دنیا مین
دار فانی مین ہر اک شخص کو مہمان دیکھا

خلیق

خلیق - جناب مولوی سید محمد صاحب قادری تلمیذ جناب خلق

عاشق رخ کو ترے مضطر و حیران دیکھا
بستۂ زلف کو ہر وقت پریشان دیکھا

نور احمد کو ہر اک شئ مین نمایان دیکھا
اول آخر وہ ہے اور ظاہر و پنہان دیکھا

دل مین ارمان ہے مقتول تو امید شہید
ہمنے ایسا نہ کہین گنج شہیدان دیکھا

جمع اسباب سے ہے تفرقۂ دل پیدا
ہوی جمعیت دل جب کہ نہ سامان دیکھا

نخل عمر اپنا کٹا جاتا ہے ہر دم دم مین   ہمنے انفاس کو اک ارۂ بران دیکھا
تو نہین مرہ وہ بات جو پہچانہ ترے قدمون تک   پھوٹین وہ آنکہہ جو تجکو نہ مری جان دیکھا

بیڑی کیونکر کٹے اس قید تعلق کی خلیق
خوش ہر اک قیدی ہے نایاب یہ زندان دیکھا

خاطر

خاطر ـ جناب شاہ محمد محی الدین صاحب قادری امراد اللہی میسوری

عشق اور عقل کو جب دست و گریبان دیکھا   غلبہ شیر سے روباہ گریزان دیکھا
آئینہ مین نظر آیا ہے مجھے روے روشن   چشمۂ آب مین خورشید درخشان دیکھا
یا محمد ترے رتبہ کے برابر ہے کون   مو رہین جملہ رسل تجھکو سلیمان دیکھا
درد مندون سے ترے شرم ہے افلاطون کو   کوئی طب مین نہین اس درد کا درمان دیکھا

کیا سبھی عاشق گیسوے بتان ہین ہے خاطر
جسکو دیکھا صفت زلف پریشان دیکھا

خرم

خرم ـ جناب راے سیتل پرشاد صاحب شاگرد حضرت فیض

نور سے اوسکی مہ و مہر کو تابان دیکھا   روز و شب اوسکی ہی قدرت سے نمایان دیکھا
منفعل یار کے رخ سے گل خندان دیکھا   لب رنگین سے خجل لعل بدخشان دیکھا
شرم سے چھا گئی خورشید کے منہہ پر زردی   بام پر یار کا جب چہرۂ تابان دیکھا
جلوۂ انجم افلاک وہین ماند ہوا   جب چمکتا مرا داغ دل سوزان دیکھا
دشت کی رحم سے بخشا اوسے دامن اپنا   ترے وحشی کا تن زار جو عریان دیکھا

چاہ مین گر پڑے غش کہا کی جناب یوسفؑ | اتفاقاً جو ترا چاہ زنخدان دیکہا
حضرت فیض سا عالم مین کسیکو ہم نے | نہ تو عالم نہ تو فاضل نہ سخندان دیکہا

بخدا کوی بتان مین تجہے ہم نے خرم
کبہی حیران کبہی گریان کبہی خندان دیکہا

خورشید۔ جناب حاجی حافظ خورشید احمد صاحب گویا موی۔ موصوف از مدراس

ایک مین ہی نہین دیوانہ زلف و رخ یار | جسے دیکہا اوسے حیران و پریشان دیکہا
کس زبان سے ہو تمہارے لب رنگین کی ثنا | کوی ایسا تو نہین لعل بدخشان دیکہا
لب خندان سے تمہارے ہے قیامت برپا | مین نے جس شخص کو دیکہا اوسے گریان دیکہا

ذرہ ذرہ کی زبان پر ہو تہین اے خورشید
کوی ہمسانہ محمد کا ثناخوان دیکہا

دارا۔ جناب نواب عظام الدولہ بہادر۔

دامن زلف سیہ مین رخ تابان دیکہا | پردۂ ابر مین خورشید کو پنہان دیکہا
حسن دو روزہ پہ لازم نہین کرنا یہ گہمنڈ | تمکو دیکہا تو عجب حسن پہ نازان دیکہا
کسکے گیسو کا یہ وابستہ ہی کہلتا ہی نہین | دل کمبخت کو ہر وقت پریشان دیکہا
اے فلک تجہسے کسیکی ہی نہ برآئی مراد | مین نے دل سے نہ نکلتی ہوے ارمان دیکہا

شرم سے پیش خدا سر نہ اوٹہایا دارا
مین نے جس وقت سر دفتر عصیان دیکہا

رفعت

رفعت - جناب راجہ راجان مہاراجہ آصف نواز ونت مرلی منوہر بہادر صدر محاسب

قتل عاشق پہ لیے خنجر برّان دیکھا
اونہین کرتے ہوے یہ کار نمایان دیکھا

بات نکلی کہ اودہر تیغ نکل پڑتی ہے
آج اوس بزم مین کچہ اور ہی سامان دیکھا

شرم سی شرم ہے کب رخ سے اوٹھی اوسکی نقاب
ہات مین بہی نہ کبہی تیغ کو عریان دیکھا

چاہ کنعان مین رہا یون تو بڑی مدت تک
کبہی یوسف نے کوئی چاہ زنخدان دیکھا

مجکو دیوانہ بنایا تو ہوے وہ رسوا
مین تو مین اونکو بہی خود مین نے پشیمان دیکھا

اور کیا خاک ہے کوچہ مین ترے اے سفاک
جس نے دیکھا تو یہان گنج شہیدان دیکھا

میر محبوب علی شاہ کے صدقے رفعت
ہمنے ایسا نہ سخن گو نہ سخندان دیکھا

رحیم

رحیم - جناب محمد رحیم الدینخان صاحب فرزند جناب محمد فیاض الدینخان صاحب بہادر

آزما کر تجہے ہر طرح سے ہان ہان دیکھا
دیکھا دیکھا تجہے اے جانکے خواہان دیکھا

دل مرا مثل کتان ہوگیا ٹکڑے ٹکڑے
غیر کے ہاتہ جب اوس شوخ کا دامان دیکھا

بیٹہکر پہلوے اغیار مین اوسنے یہ کہا
مین تو کیا یہ ہین تری جان کے خواہان دیکھا

داغ سینہ مین ہزارون ہین برنگ گل تر
ایسا شاداب نہ عالم مین گلستان دیکھا

ہم نہ کہتے تہے تجہے دل کا لگانا ہے برا
ہوگیا مفت مین سے جان کا نقصان دیکھا

مرا یہ چہیڑ کے کہنا کہ ادہر تو دیکھو
اونکا منہہ پہیر کے یہ کہنا کہ ہان ہان دیکھا

جہوٹے وعدے ہی کیا کرتے ہین جہوٹ کی خو
ہمنے سچا نہ کبہی آپ کا پیمان دیکھا

دل نشین ناوک مژگان ہے کماندار ترا
ایسا ہمدرد تو ہمنے نہین مہمان دیکھا

جسکی تہی کعبہ و بت خانہ مین مدت سے تلاش
اے رحیم ہمنے اوسے دل ہی مین پنہان دیکھا

رحیق

رحیق۔ جناب مرزا انور علی صاحب شاگرد جناب میکش۔

مہربان ہمنے نہ کوئی دل نادان دیکھا
جسکو دیکھا اوسے بس جان کا خواہان دیکھا

اے صبا اپنی طرف سے یہ ذرا کہدے اوسے
ہم نے اک شخص کو تیرے لئے گریان دیکھا

غیب سے فیض اوسے کچھ نہ کچھ ہو جاتا ہے
حضرت فیض کا جس شخص نے دیوان دیکھا

کس قدر آب ہے تیرے لب رنگین مین یار
اسقدر شوخ نہین لعل بدخشان دیکھا

چاک کر ڈالا ہے کیون اپنا گریبان رحیق
سچ بتا خواب مین کس حور کو عریان دیکھا

رسوا

رسوا۔ جناب غلام مصطفےٰ صاحب۔

اول اول تو ترے لطف پہ نازان دیکھا
آخر الامر عدو کو بھی پشیمان دیکھا

تمکو دل دیکے جہان مین نہ کوئی شاد ہوا
جسکو دیکھا تری جانب سے پشیمان دیکھا

کوے قاتل وہ قیامت کی جگہ ہے کہ جہان
ملک الموت کو انگشت بدندان دیکھا

دعوی مہر و وفا غیر کا سچ ہے لیکن
کبھی اوس نے بھی عذاب شب ہجران دیکھا

خوش رہا کوئی ہمیشہ نہ جہان مین افسوس
شادی و رنج بہم دست و گریبان دیکھا

اسقدر رشک عدو جور فلک تیرے ستم
ہمنے کیا کیا نہ ترے عشق مین ایجان دیکھا

چاک کرنا ترے وحشی کو نہ کچھ تھا مشکل		اوس نے کب جامۂ ہستی کا گریبان دیکھا
وہ بھی اپنا نہوا جان گئی خوار ہوے	۱۵	دل لگانے کا مزا اے دل نادان دیکھا

سجدۂ بت مین کبھی یاد الٰہی مین کبھی ؎
کبھی کافر کبھی رسوا کو مسلمان دیکھا

رازؔ - جناب حکیم غیاث الدین خان صاحب شاگرد جناب عجیب -

رازؔ

کوچہ یار مین اک قتل کا سامان دیکھا	کوئی بسمل کوئی گھایل کوئی بیجان دیکھا
زلف پیچان کے قرین عارض جانان دیکھا	پاس کافر کے تماشا ہی کہ قرآن دیکھا
مثل پروانہ کے محفل مین گرا ایک پہ ایک	جلوہ گر تجھکو جہان شمع شبستان دیکھا
پا بگل ہو گیا شمشاد چمن غیرت سے	جب مرے سرو خرامان کو خرامان دیکھا
ترے دیوانہ کا وحشت مین وہ تھا حال تباہ	پرزے دامن تو کبھی چاک گریبان دیکھا
کون دنیا مین ہوا اُس کا پس مرگ شریک	بیکسی کو بھی نہ یہان لاش پہ گریان دیکھا
حسرت و یاس و غم و رنج و تمنا و الم ؎	سات میت کے پس مرگ یہ سامان دیکھا

گر گئے رازؔ مری نظرون سے عالم کے کلام
حضرت فیض کا جس روز سے دیوان دیکھا

رفیقؔ - جناب سید عبدالجبار صاحب شاگرد جناب خلیقؔ -

رفیقؔ

قصر دل مین نہ کبھی جلوۂ جانان دیکھا	کبھی آباد نہ اپنا دل ویران دیکھا

اِک نظر ہمنے جو اُسکا رخِ تابان دیکھا
جان صدقے ہوی اور جسم کو قربان دیکھا

اوسنے آدم کو نہ سجدہ کیا اور یہ حق کو
بے نمازیکو یہان صورتِ شیطان دیکھا

پیاری آنکھونکی مین قربان کہ اِن آنکھون سے
آپنے عرش پہ جا جلوۂ رحمان دیکھا

لبِ رنگین کو ترے کچھ بہی ہے اوسنے نسبت
ہمنے مرجان بہی اور لعلِ بدخشان دیکھا

اچھی باتین ہین دسے منہ نہین اوسکے لایق
اے رفیق آپسا ہمنے نہ غزل خوان دیکھا

رمز

رمز۔ جناب راے بہاری لعل صاحب شاگرد جناب فیض۔

زلف کے اوٹ مین رخشان رخِ جانان دیکھا
شب دیجور مین ہمنے مہِ رخشان دیکھا

ایک بوسہ پہ بکا کرتے ہین عشاق کے دل
کہین ایسا تو کوی مال نہ ارزان دیکھا

انکساری پہ مری اور بہی برہم وہ ہوا
خشمگین ہوکے کہا ہان اجی ہان ہان دیکھا

وصل ہو تو ہے آگ یہ دلکی ورنہ
اس لگی کے لئے کچھ اور نہ سامان دیکھا

آتشِ دوزخ کی نہین اسکی نظر مین کچھ مال
جس نے اس عشق مین سوزِ غمِ ہجران دیکھا

یہ سجاوٹ کہان انسان پری مین بہی نہین
حور تجھ سا کوی دیکھا نہ تو غلمان دیکھا

دل غنی ہو گیا دولت جو گدای کی ملی
جب تو خود آپکو اے رمز سلیمان دیکھا

راز

راز۔ جناب حاجی محی الدین حسین صاحب شاگرد حضرت فیض

تمنے جو کچھ کہ وکہا یاد ہی جانان دیکھا
وصل دیکھا کبہی کہ [illegible] ہجران دیکھا

باغ سے ہوگئی وحشت تو بیابان دیکھا
دل بہلنے کا نہ واں بہی کوی سامان دیکھا

جوشش فصل بہاری و جنون کا ہے اثر
چاک دامن ہے پہٹا جیب و گریبان دیکھا

رو دیا آہ سر راہ وہ دیوانہ ہون
خالی پتہر سے اگر دامن طفلان دیکھا

رنج و غم درد و الم چار رفیق رہ عشق
ساتہہ سے پیر جدا انکو نہ اک آن دیکھا

کل جو تہا دشت ہوا آج وہ سارا دریا
ہان تماشا ترا اے دیدۂ گریان دیکھا

لیلیا میں نے جو بوسہ تو کہا ہنس کے وہ شوخ
تہا جو اغیار کو مشکل تجہے آسان دیکھا

کیجیے گا نہ کبہی قتل سے میرے انکار
خون سے کس کے ہے تو گرشتہ دامان دیکھا

تو نہتا زار حزین میں نے سخن سنجون کو
عرس مین شیفتہ کے دیکھا تو غزلخوان دیکھا

سخنور۔ جناب محمد یعقوب علیصاحب اہلکار دفتر معتمد تعمیرات عامہ وغیرہ

سخنور

دیدۂ دل جو کھلے جلوۂ جانان دیکھا
دیکھنا تہا جسے مشکل بہت آسان دیکھا

سبکو مانند مرے بے سر و سامان دیکھا
ابتو تم نے اثر نالۂ سوزان دیکھا

نہ بہا خانۂ دشمن نہ رکی وہ گہر مین
نام ہی کا تجہے اے دیدۂ گریان دیکھا

اے صنم کوی نہیں عشق سے تیرے خالی
نا مسلمان نظر آیا جو مسلمان دیکھا

غیر کی رام کہانی مین کٹی ساری رات
وصل مین ہم نے عذاب شب ہجران دیکھا

خاک کیا کیا نہ تری راہ مین چہانی ہمنے
گہر کو گہر اور نہ بیابان کو بیابان دیکھا

صبح تک یار ہی آیا نہ اجل ہی آئی
ہم نے کسوقت میں روز شب ہجران دیکھا

تم شب وصل نہ حال غم فرقت پوچھو
جو دکہایا مری قسمت نے مریجان دیکہا

مثل جان پاس سے بہی پاس رہا تو لیکن
عمر بہر ہمنے نہ آنکہون سے مریجان دیکہا

کیون نہ ہم آکے ترے در پہ فرشتہ بنجائین
یہان تو ہر مور کو بہی رشک سلیمان دیکہا

مال اپنا ہے پہ رکہا ہے پرای حسرت
دل کو پہلو مین پڑا رخنہ گر جان دیکہا

مرگیا پر نہ ہٹے پاؤن رہ الفت سے
ایک لاکہون مین سخنور کو مسلمان دیکہا

سید - جناب سید حسین صاحب -

ہون وہ بلبل جو کہلی آنکہہ تو زندان دیکہا
عیش پل بہر نہ بلا موت کا سامان دیکہا

وحشت آباد ہے بستی بہی تری فرقت مین
پرخطر اک نہ فقط کوہ و بیابان دیکہا

اوسکے کوچہ مین گیا دل کی بدولت سید
جاکے مین خضر کے ہمراہ پرستان دیکہا

ساحر - جناب عبد الرحیم خان صاحب - شاگرد جناب عصر

صفحۂ سینہ کو جو دل سے اوٹہایا مینے
ایک اک ذرہ کو خورشید درخشان دیکہا

کشش الفت جانان ہے ادہر حسرت ادہر
دم کو عاشق کے نکلتے نہین آسان دیکہا

کشتیان لاکہون ہین ڈوبے نہ ملا تہل بیڑا
بحر ہستی مین عجب طرح کا طوفان دیکہا

مین نہ کہتا تہا کہ بچہ مین حسینون کے نہ پہنس
مرے کہنے کو نہ مانا دل نادان دیکہا

۳

درد و غم رنج و الم داغ جگر اے ساجد
عاشقوں کے لئے موجود یہ سامان دیکھا

سلیم

سلیم - جناب محمد نظام الدین صاحب -

جس نے عارض کو ترے اے شہ خوبان دیکھا
مثل آئینہ کے اپنے کو وہ حیران دیکھا

خلد میں حور کوئی ہو تو ہو لیکن ہمنے
اس جہان میں کوئی تجھسا نہ تو انسان دیکھا

ترے ہان میں نہیں اقرار میں تیرے انکار
عہد ایسا نہ سنا ہمنے نہ پیمان دیکھا

صاف باطن فقط اک تجھکو نہ دیکھا ہمنے
تری محفل کا مصفا سبھی سامان دیکھا

سیف

سیف - جناب منشی فخرالدین خانصاحب اہلکار دفتر خزانہ صرف خاص شاگرد جناب عصر

خشک لب سوزش دل دیدۂ گریان دیکھا
ہمنے کیا کیا اثر صدمۂ ہجران دیکھا

تیغ کو دست میں انگشت بدندان دیکھا
قتل بے جرم سے قاتل کو پشیمان دیکھا

رفتہ رفتہ ہوئے جھک جھک کی کمان پیری میں
عمر کو بھی صفت تیر گریزان دیکھا

دل جلا نیکو ہیں آنکھیں ہیں ڈبونے کے لئے
دیکھا بریان اسے میں نے اوسے گریان دیکھا

تنگ آتا ہی نہیں قتل جہان سے اوسکو
خنجر ابروے سفاک کو عریان دیکھا

کون ہے وہ جو نہیں دو نو جہا میں ممنون
جسکو دیکھا ترا شرمندۂ احسان دیکھا

ہو گیا دل کو مرے چاند گہن کا دہوکہ
چہرۂ یار کو جب زلف میں پنہان دیکھا

سوزش دل سے ابھر آنے لگی چہاتی اپنی
ہم نے خشکی میں بھی اوٹھتے ہوئے طوفان دیکھا

وہ مدت لئے رہے قسمت کی طرح لیل و نہار

رنگ اے سیف زمانہ کا نہ یکسان دیکھا

سیف

سیف - جناب محمد سبحان خان صاحب جاگیردار شاگرد جناب مزاج

روے روشن پہ ترے گیسوے پیچان دیکھا | پردۂ ابر مین خورشید درخشان دیکھا
جلوہ ہر سمت ترا اے شہ خوبان دیکھا | صورت آئینہ ہر ایک کو حیران دیکھا
یاد آتا ہے مزہ تیغ زنی کا قاتل | دیدۂ زخم کھلا مثل نمکدان دیکھا
چہچہے ہین نہ وہ گل ہے نہ وہ ہے فصل بہار | ذائقہ عشق کا اے بلبل نالان دیکھا

آج دیکھا جسے کل وہ نظر آیا سیف
خانۂ دہر مین ہر ایک کو مہمان دیکھا

سعد

سعد - جناب سید حسین صاحب شاگرد جناب عصر

تیر بخت کبھی ہمنے نہ نمایان دیکھا | ایک دن بھی نہ نکلتے ہوے ارمان دیکھا
گیسوے یار کو جب رخ پہ پریشان دیکھا | سحر و شام کو یک جا سے نمایان دیکھا
وحشی دل کو رہا جامہ دری سے سروکار | جیب ثابت نہ کبھی ہمنے گریبان دیکھا
ایک اک جام پہ سمجھا نہین سو سو آداب | ہمنے اے حضرت شیخ آپکا ایمان دیکھا

سرور

سرور - جناب میر سردار علی صاحب -

مین نے اک خال ترا ابرو سے پنہان دیکھا | پاس تھا یا کہ ہی مہ نو کے نمایان دیکھا
ہوگئی خلق مری جان کی خواہان تو | فائدہ تیری محبت مین یہ اے جان دیکھا
تھا ابھی پہلو مین دلدار ابھی ہون تنہا | یا الٰہی یہ عجب خواب پریشان دیکھا

اے بتو وعدہ خلافی کی کوئی حد بھی ہے
ہمنے پورا نہ تمہارا کبھی پیمان دیکھا

دام میں اک بت کافر کے پھنسے ہو سرور
آپ سا ہمنے تو کوئی نہیں نادان دیکھا

ساقی

ساقی - جناب مرزا محمد تقی حسین بیگ صاحب شاگرد جناب مزاج

جب تصور میں کبھی کوچۂ جانان دیکھا
خود کو بیخود کبھی حیران کبھی نالان دیکھا

اور تو کچھ نہ ترے عشق میں جانان دیکھا
خار پاؤن میں کبھی کوہ و بیابان دیکھا

کیا شرارت ہے کہ محفل سے نکلوا ہی دیا
وصل کا جب مجھے اوس شوخ نے خواہان دیکھا

غم ہی کیا اسکے تجاہل سے وہ گل کہنے لگا
اپنی فرقت میں جو اوسنے مجھے نالان دیکھا

تھی دم ذبح بھی دونون سے محبت مجکو
کہ اوسے گاہ سوئے خنجر بُرّان دیکھا

شوق سے خود تہ شمشیر گلا رکھتا ہون
حوصلہ تونے مرا قاتل دوران دیکھا

یاد آیا وہ صنم شیشۂ دل چور ہوا
ہمنے ساقی جو کبھی عیش کا سامان دیکھا

شاد

شاد - عالیجناب راجہ راجیان مہاراجہ کشن پرشاد بہادر پیشکار و وزیر افواج سرکار نظام

جسکو دیکھا اوسے حیران و پریشان دیکھا
دہر میں ایک بھی بے ننگ نہ انسان دیکھا

مسکراتے ہی گل تر تو ہے روتی شبنم
کوئی اس باغ میں خندان کوئی گریان دیکھا

زلف بکھری ہوئی برات ہی ہوئی کاکل کی
بزم طفلان میں جسے دیکھا پریشان دیکھا

کوچۂ عشق جنون زا ہے بقول غالب
قیس کو پردہ تصویر [illegible] دیکھا

زلف شبگون صنم جب رخ روشن سے ہٹی
سیکڑون ہندؤن مین ایک مسلمان دیکھا

مصحف رخ کی تلاوت مین ہی رہتا دن رات
خال ہندو کو ترے حافظ قرآن دیکھا

جتنے ہین زخم جگر سب ہین ہرے اور تازہ
دل عاشق کو بھلا پھولا گلستان دیکھا

دل پہ داغ مراد یکھکے بولا رضوان
باغ جنت کا جواب ایک گلستان دیکھا

یا خدا ہو غم ہجر انکا بھلا اسکے سوا
کوئی اس دل کی خرابی کا نہ سامان دیکھا

سر کے بل دوڑ گیا شوق شہادت دیکھو
دست قاتل مین جو شمشیر کو عریان دیکھا

رخ سے جب کاکل مشکین کو ہٹایا اوس نے
پردۂ ابر مین خورشید درخشان دیکھا

ہوئی حیرت جو مصور کو عجب کیا اس کا
آئینہ تک تری تصویر کا حیران دیکھا

شعر لاکھون ہی کہے ریختہ مین لیکن شاد
مثل آصف نہ کوئی صاحب دیوان دیکھا

شاہ - جناب سید لعل بادشاہ صاحب قادری شاگرد جناب عصر شاہ

ایک عالم کو اسی جال مین پیچان دیکھا
جسکو دیکھا صفت زلف پریشان دیکھا

فکر دنیا مین گرفتار ہین لاکھون اے دل
دین کا ایک کو مین نے نہین خواہان دیکھا

گلشن عیش پہ ہر اک کے خزان چھائی ہے
باغ عالم مین نہین ایک کو خندان دیکھا

عشق مین عقل کرے دخل یہ ممکن ہی نہین
اچھے اچھے یہان دانا کو بھی نادان دیکھا

رخ محبوب کی الفت مین کہون کیا اے شاہ
صورت آئینہ ہر ایک کو حیران دیکھا

شاعر

شاعر۔ جناب منشی محمد حبیب اللہ صاحب اہلکار محکمۂ نظم جمعیت سرکار

جس نے بے پردہ جمال آپکا اے جان دیکھا
شان اللہ کی بندہ مین نمایان دیکھا

طور پر آپکو جو نور نظر آیا تہا
ہمنے دل ہی مین وہ اے موسی عمران دیکھا

وصل مین کہہ لئے شرماتے ہوے آنکھوں پہ ہاتھ
جب مرے دل سے نکلتے ہوے ارمان دیکھا

جو جفا کرتے ہین وہ اوسکو سمجھتے ہین وفا
ہمنے دل سا تو نہین عشق مین نادان دیکھا

مری آغوش مین شرما کے ہوے اور خجل
اپنے عارض پہ جو اوسنے مرا دامان دیکھا

کعبہ و دیر ترے عہد مین دونو ہین خراب
تجکو غارت گر دین دشمن ایمان دیکھا

یون ہی بن پڑتی ہے جب فضل خدا ہوتا ہے
اے فلک کون مرے گہر مین ہے مہمان دیکھا

وہ قیامت مین جو اٹہلاتے چلے اے شاعر
حشر مین اور بہی اک حشر کا سامان دیکھا

شاہق

شاہق۔ جناب میر امیر علی صاحب

اے خوشا بخت جو مین نے رخ جانان دیکھا
آنکہہ اوٹہا کر نہ سوے مہر درخشان دیکھا

رات کو خواب مین ہمنے مہ تابان دیکھا
صبحکو جلوۂ رخسارۂ جانان دیکھا

ہون وہ دیوانہ گیسو نہ ملا خواب مین چین
آنکہہ جب بند ہوی خواب پریشان دیکھا

آج وابستہ زنجیر کوی دل ہوگا
ترے رخسار پہ گیسو کو پریشان دیکھا

کی کہڑے ہوکے ہر اک موے بدن نے تعظیم
تجکو جب بزم مین آتے ہوے جانان دیکھا

اسکو کہتے ہین برسنا نہ تھمے دم بہر اشک
تونے اے ابر مرا دیدۂ گریان دیکھا

دیکھنے والون سے چھپتی نہین اچھی صورت
حسن کو ہمنے نہ پردہ مین بہی پنہان دیکھا

آمد فصل بہاری مین کیا قید مجھے
ہاے بہی بہر کے نہ صیاد گلستان دیکھا

کبہی دو پھول تو رکھہ کنج قفس مین صیاد
نہ چمن ہمنے نہ مدت سے گلستان دیکھا

مین نے بہی شوق شہادت مین جہکا دی گردن
آپکے ہاتہہ مین جب خنجر عریان دیکھا

بعد مدت کے مری آہ مین تاثیر ہوی
آج کچھہ اوس ستم آرا کو پریشان دیکھا

بود نابود مین وقفہ کوی دم کا بہی نہین
آزما کر تجھے اے عالم امکان دیکھا

مری تربت جو ملی چال بدلکر وہ چلے
نیچی نظرون سے سوے گور غریبان دیکھا

ہو دہوان شمع کا یا دل ہو کسیکا **شایق**
جسکو دیکھا تری محفل مین پریشان دیکھا

شور — **شور۔ جناب منشی گل محمد صاحب شاگرد حضرت فیض موصولہ از گلبرگہ**

رنگ دل عشق مین تیرے عجب ایجان دیکھا
کبہی گریان کبہی خندان کبہی حیران دیکھا

کوی باہر نہوا حکم سے تیرے اے یار
اک زمانہ کو ترا تابع فرمان دیکھا

نہ کبہی شہر خموشان سے پلٹ کر آئی
خوب ہمنے تجھے اے عمر گریزان دیکھا

کر دیا برق کے مانند دلون کو بیتاب
جسطرف ایک نظر تو نے مری جان دیکھا

وہہی زخم دل زار مزیدار تہا **شور**
ہمنے خالی نہ کبہی اسکا نمکدان دیکھا

شایق — **شایق۔ جناب غلام حسین خان صاحب شاگرد جناب عصر**

جب سے عارض کو ترے اے گل خندان دیکھا — آنکھ اوٹھا کر نہ کبھی سوے گلستان دیکھا

وصل کی شب یہ کہا اوسنے گلے مل مل کر — پورے یون کرتے ہین ہم وعدہ و پیمان دیکھا

کوی مرجاے بلا سے نہین پروا تجکو — آزما کر تجھے ایجان کے خواہان دیکھا

دل لگی مین ہے ضرر جی کا نہ ہم کہتے تھے — وہی آخر کو ہوا ایدل نادان دیکھا

سنکے شایق کا سخن کہتے ہین سب اہل سخن
ہمنے اس دور مین ایسا نہ سخندان دیکھا

شوق ۔ جناب میر عبدالرؤف صاحب جعفری اہلکار دفتر تعمیرات عامہ سرکار عالی

شوق

دل کو پابند خم کاکل جانان دیکھا — رات بہر ہمنے عجب خواب پریشان دیکھا

عاشق زلف کو جمعیت خاطر کیسی — جسکو دیکھا اوسے حیران و پریشان دیکھا

اسقدر حسن گلوسوز نے بہڑکائی اگ — آتش عشق سے ہر قلب کو سوزان دیکھا

ہر طرف عافیت و امن کا ملتا تہا نشان — آنکھ اوٹھا کر جو سوے گور غریبان دیکھا

ہم ہوے موسم گل آنے سے پہلے ہی اسیر — ہاے دو دن بھی نہ رنگ چمنستان دیکھا

دل بہا لیگیا سیلاب سرشک آخر کار — کردیا خانہ آباد کو ویران دیکھا

شوق سینہ ہی ترا جسکی بدولت روشن
دل سوزان کو چراغ تہ دامان دیکھا

شکور

شکور ۔ جناب

دعوی حسن مین یکتا رخ جانان دیکھا — آینہ کو بھی ترے سامنے حیران دیکھا

گردش چشم نہین گردش افلاک سے کم
جسکو اس دور مین دیکھا اوسے گریان دیکھا

قتل ہونے پہ مرے کیا ہی تاسف ہی اونہین
دیر تک لاش پر انگشت بدندان دیکھا

اونکو حال دل مضطر جو دکھایا مین نے
مسکرا کر یہی کہتے ہین کہ ہان ہان دیکھا

آگئی نیند جو گیسو کے تصور مین شکور
بستر خاک کو بھی خانہ زندان دیکھا

شرف ـ جناب حاجی سید روشن علی صاحب عطاری شاگرد جناب عصر ـ مولد از رایچور

عشق مین اونکے عجب رنگ کا سامان دیکھا
یعنے ہر شخص کو مین جان کا خواہان دیکھا

یاد عارض مین رہی صبح وطن کی مجھے سیر
ہجر گیسو مین غم شام غریبان دیکھا

دلمین خواہش نہین فردوس کی بطحی کی قسم
مین نے جس روز سے یثرب کا بیابان دیکھا

بعد مدت جو مرے گہر مین وہ لاے تشریف
خانہ دل مین بھرا عیش کا سامان دیکھا

آج کل ایسی زمانہ کی ہوا بگڑی ہے
ہمنے گلشن مین کسی گل کو نہ خندان دیکھا

یک بیک صل علی صل علی کہہ اوٹھا
اے شرف جس نے ترا نعتیہ دیوان دیکھا

شمس ـ جناب سید عبد الرحیم صاحب اہلکار محکمہ آبکاری بلدہ شاگرد جناب سخنور

دل سے سینہ کو جدا جسم کو بیجان دیکھا
ہمنے کیا کیا نہ عذاب شب ہجران دیکھا

کیا ہی تسکین دہ دل عالم امکان دیکھا
جسطرف آنکھہ پڑی جلوہ جانان دیکھا

جب ہوا جوش جنون خاک اوڑائی دل مین
ہمنے مجنون کی طرح سے نہ بیابان دیکھا

دلمین ہے سینہ مین ہے آنکھہ مین ہے جان مین ہے
منتقل درد کو کیا کیا شب ہجران دیکھا

مرے معشوق کے معشوق جہان ہین عاشق | زرد ہر پھول کو ہر شمع کو سوزان دیکھا
تجھسے ملتی ہین تو وہ روپ بدل کر اے غیر | ورنہ مین حسن نہ سکون تو یہ کہی ہان دیکھا

دہو ڈالی اشک ندامت نے سیاہی ساری
حضرت شمس مرا دفتر عصیان دیکھا

صفا

صفا - جناب حسین علیصاحب -

قبر تاریک مین روشن ہے مثال خورشید | داغ دل رشک دہ شمع شبستان دیکھا
ایک بہی تو نہین ثابت قدم کوے وفا | یون تو لاکھون ہی کو مفتون حسینان دیکھا
بیکسی میری ہوی عبرت ارباب جہان | میرے ماتم مین حسینونکو بہی گریان دیکھا
بلبل زار کو صیاد نے جب قید کیا | اوس نے حسرت سے سوے صحن گلستان دیکھا

جو یہان آیا اوسے فکر ہے جانیکی مدام
چمن دہر صفا صورت زندان دیکھا

ضمیم

ضمیم - جناب مرزا بسم اللہ بیگ صاحب

کونسی جا نہین اوس نور کو ایجان دیکھا | مہ تابان تو کہین مہر درخشان دیکھا
عشق احمد مین جو دل سے ہوا مشغول اوسے | سالم و ثابت و بارونق ایمان دیکھا

ضیا

ضیا - جناب مرزا امیر الدین صاحب دہلوی

صدمۂ یاس و غم دوری جانان دیکھا | جو دکھایا ہمین تو نے شب ہجران دیکھا
ہم کہان خار کہان بادیہ گردی کیسی | جوش وحشت کا بہلا ہو کہ بیابان دیکھا

یہ بھی محفل مین کوی دیکھنے مین دیکھنا ہے
دیکھا دیکھی جو مجھے تمنے مری جان دیکھا

ہمتو پہلی ہی یہ کہتے تہے کہ بہہرہے وہ
تو نے سمجھا نہ نتیجہ دل نادان دیکھا

رہبری گم شدگان رہ الفت کی نہ کی
جائے آنکو بہی خضر بیابان دیکھا

اب نکر وعدہ نہین ہی ترے وعدہ کا یقین
آزمایا تجھے ہمنے ترا پیمان دیکھا

سو ستم اوسکی ہے اور اوسی ظالم سے ملا
اپنے دل سا بہی نہ ہم نے کوی نادان دیکھا

ہم نے کرنیکو تو کی حشر مین فریاد ستم
دل مین نادم ہوے جب اوسکو پشیمان دیکھا

تو ہوا ہے نہ کسیکا نہ کسیکا ہو گا
خوب سے ہمنے تجھے ای فتنہ دوران دیکھا

ہوی تسکین ضیا بجھ گئے آنسو اپنے
آگیا صبر جو دشمن کو بہی گریان دیکھا

ولہ

جو ملا آپ سے حال اوسکا پریشان دیکھا
انتہا یہ ہے کہ اغیار کو نالان دیکھا

تیغ عاشق پہ لگانیکو لگا تو بیٹھے پر
ہوش جاتے رہے جب خم نمایان دیکھا

جس نے نظارہ کیا اوسکا گیا ہاتھ سے دل
جس نے دیکھا اوسے پہر اوسکو پریشان دیکھا

وصل اوسکا ہمین ممکن نہین اغیار کو ہے
ایک عقدہ کہ ہے مشکل کہین آسان دیکھا

چٹکے جیب جائین کڑی جھیلی ای آن نہین
ابھی دشمن نے کہان صدمہ ہجران دیکھا

چل دیے جوش مین ہم آگے جدہر منہہ اوٹھا
کوہ دیکھا نہ جنون مین نہ بیابان دیکھا

اوس دغا باز نے دل ہمسے قسم کہا کے لیا
دیدیا ہم نے بہی جب ہاتھون پہ قرآن دیکھا

سوے بھی ہم تو پریشانی خاطر نہ گئی
خواب بھی ہجر مین دیکھا تو پریشان دیکھا

لیکے دل پھر گئے اور اوس پہ قسم بھی کہا ئی
جائیے جائیے بس آپکا ایمان دیکھا

جور مین تیرے کہین لطف کا پہلو پایا
لطف مین تیرے کہین جور کو پنہان دیکھا

نہ ضیا رنج سے رنجیدہ نہ راحت سے ہے خوش
ہم نے اس شخص کو ہر حال مین یکسان دیکھا

ضیغم۔ جناب محمد عبد اللہ خانصاحب داماد شرف الدولہ مرحوم

ضیغم

دور گیسو مین تمہارا رخ تابان دیکھا
ہمنے کفار کے ہاتھون مین یہ قرآن دیکھا

ہم جان کتنون کو اور کتنون کو بیجان دیکھا
کس ستم کا یہ ترے کوچہ مین سامان دیکھا

دل مین ہر پھر کے ہمارے ہی رہا کرتا ہے
تو نے اچھا یہ ٹھکانا غم ہجران دیکھا

مر گئے سیکڑون تجھپر مگر ایجان ہمنے
ایک کا بھی نہ نکلتے ہوے ارمان دیکھا

اوس نے جسوقت الٹ دی رخ روشن سے نقاب
ابر سے صاف نکلتے مہ تابان دیکھا

آج کیون صورت آئینہ تجھے سکتا ہے
کیا کوئی ہوش ربا دیدۂ حیران دیکھا

منھہ چھپانے ہوے کیون رہ ُ فانوس مین ہے
تو نے کس ماہ کو اے شمع شبستان دیکھا

ہم ستم دیدہ کہان وشت بلا خیز کہان
اے جنون تیری بدولت یہ بیابان دیکھا

ہی بہار دل پر داغ خزان سے محفوظ
ہم نے سرسبز ہمیشہ یہ گلستان دیکھا

آبلہ پا جو مین دیوانہ گیا صحرا کو
تیز ہر ایک سر خار مغیلان دیکھا

ڈوب مرنیکی مرے یوسف دل کو سوجھی
اوسکے حسن کا جب چاہ زنخدان دیکھا

ہم وہ آوارۂ صحرائے محبت ہین جنون — آنکھہ اوٹھا کر نہ کبھی سوے گلستان دیکھا
نزع کے وقت جو وہ آئے مرے بالین پر — جان کے ساتھہ نکلتے ہوے ارمان دیکھا

رکھدیا سامنے آئینہ اوٹھاکر ضیغم
اپنی یکتائی پہ جب یار کو نازان دیکھا

طاہر

طاہر۔ جناب سید فرخندہ علی صاحب محافظ دفتر مجلس بالگذاری

دست رنگین کو ترے جس نے مرجان دیکھا — کف مریم نہ کبھی پنجۂ مرجان دیکھا
حسن اپنا ہی کبھی اپنا عدو ہوتا ہے — اپنے ہی آب مین ڈوبا دُرِ غلطان دیکھا
دیکھہ اسے حسن کے باعث سے فقط یوسف نے — رشک اخوان چہ کنعان غم زندان دیکھا
طایر ہوش جنون اپنا نشیمن سمجھا — تا بدامن جو مرا چاک گریبان دیکھا
لب جانبخش کے بوسہ مین ہے عمر جاوید — کیا مزا آنکھہ سے گر چشمۂ حیوان دیکھا
ناطقہ بند عنادل کا ہوا گلشن مین — ہوش لالہ کے اڑے جب لب جانان دیکھا
سیر کی تاب انہین فرط نزاکت سے کہان — آنکھہ اوٹھا کر نہ کبھی سوے گلستان دیکھا
صورت عکس ناد ہر مین آئینہ ہے — جس نے دیکھا اوسے خود آپکو حیران دیکھا
لفظ و معنی گل و بلبل ہین تو غنچے نقطے — سب نے مطلع کو مرے باب گلستان دیکھا
قافیہ قاف اگر ہے تو پری مضمون ہے — جس نے دیکھا مرے دیوان کو پرستان دیکھا
ڈالک پیاد بہاری کے چلی نکہت گل — تار باران جو بندہا تا بہ گلستان دیکھا
کاکل بوتل کے اڑے بزم مین پریونکی طرح — ابر اڑتا صفت تخت سلیمان دیکھا

کبھی عاجز کی نہ امید برآئی افسوس
مہرباں ہوتی نہ تمکو کبھی ایجان دیکھا

عشق

عشق - جناب محمد حبیب اللہ صاحب اہلکار دفتر معتمد صاحب صرفخاص

خط سے تمکو نہیں تراچاہ زنخدان دیکھا
ہمنے ظلمات مین یہ چشمۂ حیوان دیکھا

ہے ہمنے طرفہ اثر الفت پنہان دیکھا
سینہ مین دلکی جگہ داغ نمایان دیکھا

رحمت عام کا یارب تری کیا کہنا ہے
بن کے مجرم بہی کسیکو نہ پشیمان دیکھا

تادم مرگ نہ گیسو کا تصور چھوٹا
اک نہ اک روز نیا خواب پریشان دیکھا

ہم نہ کہتے تھے کہ ہی جان کا نقصان ایمین
عشق کا تونے مزا کیون دل نادان دیکھا

دہونڈتا ہون دل گم گشتہ کو اک مدت سے
کہین تم نے تو نہین اسکو مری جان دیکھا

دل ہی شی لیکے مکرنا پہر اس اعجاز کیساتھ
آپ سا ہی نہ کوئی صاحب ایمان دیکھا

سچ بتا اے فلک پیر کہین مشق جفا
تونے مجھسا ہی کوئی بے سروسامان دیکھا

صدمۂ عشق بہی اے عشق ہے لذت افزا
میٹھا اس درد کو اس زخم کو خندان دیکھا

فاضل

فاضل - جناب مولوی قطب الدین محمود علی صاحب ابو العلائی

اونکی زلفون سے بپا حشر کا طوفان دیکھا
جسے دیکھا اسی سودے مین پریشان دیکھا

کون ہی تیرا زمانہ مین جو مشتاق نہین
دل مین ہر اک کے تری وصل کا ارمان دیکھا

شہرۂ عام ہے بیداد زمانہ مین تری
پھر بہی مائل تری جانب کو ہر انسان دیکھا

نگہ و ناز و ادا عشوہ و انداز و حیا ‏— دل فریبی کا ہر اک چیز مین سامان دیکھا

گر مکرتے ہو تو اسکی نہین کوئی تدبیر ‏— غیر کے گھر تمہین جاتے ہوے ہان ہان دیکھا

عرش سے فرش تک ایسی نہین ہرگز کوئی شی ‏— موج زن جسمین نہ کچہ جلوۂ جانان دیکھا

فانی ‏— فانی۔ جناب منشی محمد احمد صاحب شاگرد جناب علوی

اک نظر جس نے تجھے دشمن ایمان دیکھا ‏— پہر اوسے ہمنے نہ ہندو نہ مسلمان دیکھا

ہاتھ رکھکر مرے سینہ پہ وہ فرماتے ہین ‏— ایسی حسرت کبھی دیکھی نہ یہ ارمان دیکھا

سنتے تہی عشق مین یون ہوتا ہے یون ہوتا ہے ‏— جو سنا تہا وہی آخر کو مریجان دیکھا

گر گیا دل کوئی یا کہل پڑا کوئی فتنہ ‏— بار بار آپنے کیون گوشۂ دامان دیکھا

لوگ اسمین یہ کہتے تہے ہمین دکہلا کر ‏— ایسے ہوتے ہین جو ہوتے ہین پرارمان دیکھا

جان دینا رہ الفت مین تو ہان آسان ہے ‏— اور تو ہمنے کوئی کام نہ آسان دیکھا

جو پہنسا اسمین بہٹکتا ہی رہا ساری عمر ‏— کوچۂ عشق عجب بہول بہلیان دیکھا

چہپکے جاتے تو ہو میخانہ کو فانی صاحب
کیا مزا ہو کہ جو کہدی وہ کہ ہان ہان دیکھا

فایق ‏— فایق۔ جناب محمد عثمان صاحب۔

آہ و زاری کے سوا کیا شب ہجران دیکھا ‏— تیری الفت مین فقط جانکا نقصان دیکھا

ایجنون تیری بدولت ہی بیابان دیکھا ‏— تیرے ہی ہاتہو سے پیر زمرا دامان دیکھا

کوچۂ زلف مین دل کو مرے ملتی نہین راہ ‏— دوستو ہمنے عجب بہول بہلیان دیکھا

یہ وہ آبادی ہے جسکی ہے ترقی ہر روز
منزل ملک عدم تجکو نہ ویران دیکھا

حور ہو یا کہ ملک ہو کہ پری ہو کیا ہو
ہمنے تمسا نہین حاشا کوی انسان دیکھا

ساتھہ ہی عارضۂ عشق ہوا دامن گیر
اک نظر ہمنے جہان عارض جانان دیکھا

حق کو دیکھا سر مو شک نہین باقی آمین
جسنے رویا مین رخ شافع عصیان دیکھا

نہین ملتا دل و ایمان کا پتا فایق کو
اک نظر تو نے جو غارت گر ایمان دیکھا

قاضی

قاضی جناب مولوی محمد احمد علی صاحب صدیقی شاگرد حضرت فیض

آئے دنیا مین کھلی آنکہ مری جان دیکھا
جسکو دیکھا تری صورت پہ نمایان دیکھا

ہوے جب اشک روان آنکہ سے طوفان دیکھا
جب کھلی آنکہ تو اک حشر کا سامان دیکھا

نیچ اور اونچ زمانے کے نظر مین آئے
اونچی قامت پہ جو پہنچا ترا دامان دیکھا

حیرت آمیز ہے ذی روح کا گو حسن و جمال
مجکو حیرت یہ ہے آئینہ کو حیران دیکھا

ای پر پر وہی تفسیر ہے فیض [illegible] کی
ایک عالم کو ترے سایہ کا خواہان دیکھا

اور ہی دیکھتے ہین دیکھنے والے بخدا
ہم نے ہی کم نہین دیکھا تمھین انسان دیکھا

ہی عجب چیز یہ دید آنکہہ ہی کھلجاتی ہے
رنگ کو عالم نیرنگ مین پنہان دیکھا

دیکھنا انکو جو منظور بہر صورت ہے
اس سے کیا بحث ہی پیدا کوی پنہان دیکھا

ترا قشقہ ترا زنار پرستش تیری
ہے مرادین مرا مذہب و ایمان دیکھا

دیکھنا دیکھہ مین دیکھو کوی کر دکھلائے
اسطرح دیکھیے جو کوی تو کہو ہان دیکھا

اس سے پوچھے تو کوئی کس نے بنایا قاضی
جب اسے دیکھا تو میخانہ میں غلطان دیکھا

قیس ۔ جناب خواجہ محمد بدیع اللہ صاحب صیغہ دار دفتر تنقیح سرکار آسمانجاہ

قیس

ملک ہستی میں تماشا ہی اسے جان دیکھا	جسکو دیکھا صفت زلف پریشان دیکھا
دق ہوی سل ہوی رسوا ہوئے اور جان گئی	یہ مزا آپ کی الفت میں مری جان دیکھا
اونکی زلفونکی تصور میں رہی بدخوابی	نیند کچھ آئی بھی تو خواب پریشان دیکھا
دار فانی یہ ہے یارب تو رہیگا پھر کون	دیکھا جس شخص کو میں نے اوسے مہمان دیکھا
کبھی تڑپا کبھی بیٹھا کبھی لیٹا ایجان	لطف کیا کیا کہوں تمسے شب ہجران دیکھا
دوست جتنے ہیں تمہارے وہ ہیں دشمن میرے	جسکو دیکھا تو مری جان کا خواہان دیکھا
طلب بوسہ پہ وہ گالیاں دیتے ہیں مجھے	مدت العمر کا نکلا یہی ارمان دیکھا

عصر صاحب کی غلامی کی بدولت اے قیس
داد دینے لگے اب تجکو سخندان دیکھا

قیام ۔ جناب حاجی خواجہ محمد قیام الدین صاحب میر منشی سیاہہ مبارک

قیام

باغ میں اوس گل خندہ کو جو خندان دیکھا	بلبل زار دل زار کو شادان دیکھا
ماسوا ہیں تری محکوم تو وہ حاکم ہے	یعنے ہر اک کو ترا تابع فرمان دیکھا
حسرت و یاس و الم سے ہی کی آبادی ہے	خانہ دل کو نہ اپنے کبھی ویران دیکھا
تیر مژگان سے ترے آہوی دل ہے زخمی	تیغ ابرو پہ ہر اک کو ترے قربان دیکھا

کوچہ یار کی پوچھو نہ حقیقت کو قیام
آیا جاندار یہان جو اوسے بیجان دیکھا

قاسم - جناب میر قاسم علیصاحب

قاسم

بیٹھے ہر روز بتون کو یہان مہمان دیکھا
خانہ دل کو کسیدن بہی نہ ویران دیکھا

پھر گیا نامہ مرا لیکے وہین سے قاصد
در دلدار پہ دشمن کو جو دربان دیکھا

خوب رویا مری مرقد کو لگا کر وہ گلے
اپنے عاشق کو تہ خاک جو پنہان دیکھا

کربلا یار کا کوچہ تو نہین ہے ایدل
جا بجا ہم نے وہان خون شہیدان دیکھا

جھیلنے آفتین لاکھون ہی پڑینگے قاسم
دل لگانا ہی کوی آپنے آسان دیکھا

قانع - جناب سید عبد القادر صاحب وکیل معتمد نواب لایق الدولہ بہادر

قانع

ناز و انداز و کرشمہ تو ہے سب مین لیکن
جو کسی مین نہین وہ تم مین مریجان دیکھا

آج کیا مین ہی چھپا ہوے سنخے آیا ہون
دل مین شرما کے کہوک کو پر ارمان دیکھا

قانون - جناب مرزا فتح اللہ بیگ صاحب اہلکار دفتر خزانہ صرفخاص

قانون

مرے مرنے پہ کسیکو بہی نہ گریان دیکھا
زلف جانان کا فقط حال پریشان دیکھا

صدقے ہوتے تہے بہار گل و سنبل ہر دم
باغ مین جب تمہین بن ٹہن کے خرامان دیکھا

کسطرح دون انہین تشبیہ رخ جانان سے
حور مین نے نہ کوی دیکھیے نہ غلمان دیکھا

آتش غم مین تڑپتا ہی رہا شب کو رقیب
اوس پریوش کو جو گہر مین مرے مہمان دیکھا

جو سخن سنج ہین وہ فضل و اعلی ہین مگر	عصر صاحب کے برابر نہ سخندان دیکھا
لیکے دل صاف مکر جاتے ہو کیا ہی واللہ	ہمنے تم سا نہ کوئی صاحب ایمان دیکھا

یار کا حسن خداداد ہی کیا ہے **قانون**
کوئی ایسا نہ پریزاد نہ انسان دیکھا

کامل

کامل۔ جناب سید نواب علی صاحب لکھنوی۔

جس نے وا بند نقاب رخ جانان دیکھا	صورت آئینہ ہم نے اوسے حیران دیکھا
اونکے دانتون کو جو رشک در غلطان دیکھا	سرخی لب سے خجل لعل بدخشان دیکھا
ہمنے اوس ترک کی جب تیغ کو عریان دیکھا	خون مین ہر عاشق جانباز کو غلطان دیکھا
لیکے دل ہاتھ مین کی ہمنے پرستش ایسی	ہوگیا وہ صنم آخر کو مسلمان دیکھا
بے گنہ خون کئے سیکڑون جانبازون کے	پر نہ اوس قاتل عالم کو پشیمان دیکھا
نظم جب قاتل و مقتول کا افسانہ کیا	شہر سے شہر ہر اک دست و گریبان دیکھا
خط نہ لکھا نہ خود آئے نہ بلایا مجھکو	بھیروت بہی نہ تمنا کوئی ایجان دیکھا
عمر بھر اوسنے کنوین صورت یوسف جہانکی	جس نے اک چاہ ترا چاہ زنخدان دیکھا
جب سے وحشت ہوئی اک جا نہ لیا ہمنے قرار	کوہ و صحرا کبھی دیکھا کبھی زندان دیکھا
شادی و غم ہے گلستان جہان مین توام	کبھی پژمردہ گلون کو کبھی خندان دیکھا
فصل گل مین بھی ملا سنبل و شبنم کو نہ چین	اے نالان تو چمن مین اوسے گریان دیکھا
تارے گن گن کے شب ہجر بسر کی ہمنے	تمکو پہلو مین نہ جب اے مہ تابان دیکھا

دل کے داغوں کا مرے جس نے گلستان دیکھا
پھولکر بھی نہ پھر اوس نے چمنستان دیکھا

وله

گل جہان بلبل نالان کو غزلخوان دیکھا
آج برباد خزان سے وہ گلستان دیکھا

جب کہا اوسنے مرا حال پریشان دیکھا
ہنس کے بولے وہ عجب ناز سے جی ہان دیکھا

قتل میرا جو نہ منظور تہا تجکو قاتل
کھینچکر میان سے کیون خنجر بران دیکھا

عمر بھر جسکی محبت کا بھرا دم ہمنے
اوسی سفاک کو پھر جان کا خواہان دیکھا

صاف آئینہ صفت منھ پہ ہین اور دلمین غبار
ظاہر و باطن احباب نہ یکسان دیکھا

وجد مین آکے وہ سمجھا مرے خامہ کی صریر
جسنے بلبل کو گلستان مین غزلخوان دیکھا

ہنس دیا ناز سے بیساختہ منھ پھیر کے وہ
کج ادائی پہ جو اپنے مجھے گریان دیکھا

جان مشتاق تو آفت مین سکتے دیکھی
وصل کا پر نہ نکلتے ہوے ارمان دیکھا

ہم نہ کہتے تھے کہ ملنے مین بتون سے ہے خطا
نہ کہا مان کے کیون ایدل نادان دیکھا

تہا شب وصل صنم مین جو مہیا **کامل**
صبح ہوتے ہی نہ وہ عیش کا سامان دیکھا

کاتب

کاتب جناب سید ابراہیم حسینی صاحب مدرس مدرسہ تعلقہ تلجاپور

روے جانان کو تہ کاکل پیچان دیکھا
جلوہ گر ابر مین خورشید درخشان دیکھا

چاندنی رات مین آیا جو خیال عارض
نگہ یاس سے روے مہ تابان دیکھا

ایک مجنون تہا وہان سیکڑون مجنونکو یہان
آگے آگے ترے ناقہ کے حدی خوان دیکھا

تیر تلوار چھری بانک کٹہاری خنجر
جمع کثرت سے مرے قتل کا سامان دیکھا

وہ بہی ہوگا کوی امید بر آتی جسکی | اپنے دل کے نہ نکلتے کبھی ارمان دیکھا
قحط سالی مین ہر اک چیز گران تہی لیکن | دل مرا تہا جسے بازار مین ارزان دیکھا
عشق مین روے درخشان کے افق کو ہمنے | کونسی صبح نہین چاک گریبان دیکھا
چشم جانان کی محبت نے جو مارا مجکو | سبزۂ قبر مرا وقف غزالان دیکھا
واہ رے شوق شہادت کہ جہکالی گردن | دست قاتل مین اگر خنجر بران دیکھا

کوی بیفکر نہین زیر فلک اے کاشف
جسکو دیکھا اوسے دنیا مین پریشان دیکھا

کوثر - جناب مرزا محمد اسد اللہ صاحب میر منشی دفتر ضلع ...

نہ ملا غیر کفن مملکت دہر سے کچھ | ساتھ دارا و سکندر کے یہ سامان دیکھا
شاہ سے تا بگدا سب ہین تمنا مین اسیر | ہمنے ہر دل کو بھرا حسرت و ارمان دیکھا
کفر و دین کا کل و رخ سے ہین او سکی ظاہر | برہمن دیر مین کعبہ مین مسلمان دیکھا

مے ٹپکتی ہے ہر اک کے سر مخمور سے آج
ہمنے اوس ساقی کوثر کا یہ احسان دیکھا

گہر - جناب مرزا گوہر بیگ صاحب

گل رخ تیرا جو اے سرو خرامان دیکھا | پہر جدہر دیکھا گلستان ہی گلستان دیکھا
جسے دیکھا نہ یہ مرتا سے پلایا اوسنے زہر | کچھ دہان اسکے سوا اور نہ درمان دیکھا
خواہش خلد برین وہ نکریگا ہرگز | جسنے اک بار مدینہ کا بیابان دیکھا

ہمسے ناکام محبت بہی ہوں گے تھوڑے
خواب مین بہی نہ کبہی وصل کا سامان دیکہا

عشق مین کسکے گہرا اپنے کو بدنام کیا
بخدا ہمنے نہ تجہسا کوئی نادان دیکہا

مزاج - جناب حکیم محمد مظفر الدین خان صاحب تلمیذ حضرت فیض

تہی یہ تعبیر جو شب خواب پریشان دیکہا
صبح ہوتے ہی عیان عارض جانان دیکہا

کیون نہ ہستی مین عدم والونکی دلچسپی ہو
خوابمین بہی جو دیکہا تہا وہان یہان دیکہا

مبتلا سچ ہین اس باغ کے ہین خورد و بزرگ
تنگدل غنچہ کو اور گل کو پریشان دیکہا

دام اقبالک ای شاہ دکن آصف جاہ
شان و شوکت مین تمہین رشک سلیمان دیکہا

بے نقابی سے ترا نور ہوا موج ہوا
ماہ کو مثل چراغ تہ دامان دیکہا

وحشت دلکی زرا دست درازی دیکہو
آستین دیکہی نہ دامن نہ گریبان دیکہا

روش باغ پہ بلبل نے تجہے گل سمجہا
بولی قمری کہ عجب سرو چراغان دیکہا

دلکو شکل گل و آئینہ و شبنم پایا
کبہی خندان کبہی گریان کبہی حیران دیکہا

مرحبا دیدۂ تر رحمت باری صد بار
اشکباری مین تجہے موسم باران دیکہا

پہول سے منہہ پہ ترے دیکہی جو افشان کبہا
زر گل اور زر سرخ کو یکسان دیکہا

لالہ سان داغ محبت سے دل افسردہ رہا
یہ وہ گل ہے نہ کبہی اسے خندان دیکہا

رہنے والون نے ترے کوچہ کی ای حور لقا
آنکہہ اوٹہا کر نہ سوے روضۂ رضوان دیکہا

ولہ

مزاج

چشم جادو کو تری جان کا خواہان دیکھا
نگہ شوخ کو غارت گر ایمان دیکھا

آئے ہستی مین عدم گاہ سے مرنے کیلئے
زندگانی کو غرض موت کا سامان دیکھا

صورتین دیکھتا پھرتا ہے بہت آئینہ
مگر اس نے بھی نہ مجھسا کوی حیران دیکھا

گر گئے اوسکی نظر سے مہ و مہر و انجم
بام پر جس نے ترا روے پر افشان دیکھا

ہنس کے گل چٹکیون مین غنچے اڑا دیتے ہین
رنگ نالونکا ترے بلبل نالان دیکھا

وحشت دل نے کیا تا در باغ استقبال
پاؤن رکھتے ہی گلستانمین بیابان دیکھا

عالم ہستی موہوم تھا اک عالم خواب
آنکھ جسوقت کھلی اور ہی سامان دیکھا

داغ تنہای شب دنکو جلاتا ہے چراغ
ایکدن بیکسی گور غریبان دیکھا

سبزہ پشت لب جان بخش ہوا جلوہ نما
خضر کو متصل چشمۂ حیوان دیکھا

خاکسارون نے ترے عشق مین اے رشک چمن
گل سرخ اور گل سرخ کو یکسان دیکھا

دیکھئے باغ مین گر اوس رخ سادہ کو مزاج
کہین سعدی کہ گلستان مین گلستان دیکھا

مہر - جناب محمد وزیر الدین صاحب جمعدار -

مہر

سارے اعضا کو پس مرگ پریشان دیکھا
کشتۂ زلف نے رنگ شب ہجران دیکھا

اک زمانہ تری رفتار کا شاکی ہے فلک
کس نے ظالم تجھے کرتے ہوے احسان دیکھا

بعد قتل اپنے شہیدون کے وہ فرماتے ہین
ایک ادنی مری تلوار کا احسان دیکھا

ایک بوسہ پہ یہ کہنا تری حسرت نکلی
تو نے کب دل سے نکلتے ہوے ارمان دیکھا

ہجیان اوڑ گئے جب ہاتھہ اوٹھا وحشت مین — نہ تو دامن نظر آیا نہ گریبان دیکھا

عشق سبزان چمن باد خزان نے کہویا — ہمنے جس باغ کو دیکھا اوسے ویران دیکھا

لطف نیرنگ دکہاتی ہے خزان اور بہار — نظر غور سے ہمنے ہی گلستان دیکھا

دیدبازی نے تمہاری تمہین بدنام کیا — ہمنے جو پہلے کہا تھا وہ مریجان دیکھا

سود آخر یہ ہوا جان گئی فرقت مین
مہر عشق بت سفاک کا نقصان دیکھا

مخفی

مخفی - جناب سید عنایت الٰہی صاحب - موصوف از تعلقہ صدگانون

فکر دنیا مین ہر اک شخص کو حیران دیکھا — سچ تو یہ ہے کہ زمانہ کو پریشان دیکھا

ذکر طوسی بہی سنا چرچہ عیان دیکھا — ثانی فیض نہ دنیا مین سخندان دیکھا

ہان عبادت کی بدولت ہی نظارہ ہوتا — اپنے کشتہ کو نہ پہر تم نے مریجان دیکھا

جز تفکر مرے پاس آنہین حاصل کیا ہے — جس سے دیکھا مجھے مین اوسکو پریشان دیکھا

روبرو آپکی زلف اور خط عارض کے — ہمنے خاشاک سے کم سنبل و ریحان دیکھا

کس پری رو کو دیا دل کہو کیسے ہو نثار
ہمسے مخفی نہ رکہو کسکو مریجان دیکھا

مہدی

مہدی - جناب مرزا مہدی صاحب -

اثر عشق بہم عاشق و معشوق مین ہے — جلتے پروانہ کو اور شمع کو گریان دیکھا

ہر بشر کو ہی یہان صورت تصویر سکوت — آئینہ خانہ مین دیکھا جسے حیران دیکھا

جوش زن طبع رسا تیری جو ہے اے مہدی
حضرت فیض کا شاید کہین دیوان دیکھا

میخوار — جناب محمد عبد الرحمن صاحب شاگرد جناب مائل

میخوار

اے بہ راحت جان مین ترے قربان دیکھا | تو مرے دل مین ہے مہمان مریجان دیکھا
یون تو افسانے بہت سنتے چلے آئے ہین | کافر عشق کو ہوتے نہ مسلمان دیکھا
کبھی پوچھا بھی کہ کیسے ہو کہان رہتے ہو | تم نے کب میرا نہین حال پریشان دیکھا
ایکدن ناز سے کہنے لگے مجھسے آکر | تم کو ہنسنے نہ کسی روز بھی خندان دیکھا
باتین کرتے تھے عدو سے وہ تمہین تو کل تھے | ہمنے سو بار کہینگے یہی ہان ہان دیکھا

مجید

مجید — جناب محمد عبد المجید صاحب —

چشم عبرت سے جو رنگ گل عرفان دیکھا | دل مین پھولا ہوا وحدت کا گلستان دیکھا
خواب مین جبکہ مدینہ کا بیابان دیکھا | ہو گیا دلکو یقین روضۂ رضوان دیکھا
دل بھی اپنا ہی عجب آئینۂ عیب نما | جب کیا اسمین تصور رخ جانان دیکھا
دار فانی مین کہان نام و نشان رہتا ہے | اسمین دیکھا جسے دو روز کا مہمان دیکھا

باغ جانے سے مجید ہمکو نہین کچھ مطلب
سیر گلشن ہوی جب کوچہ جانان دیکھا

نظم

نظم — جناب مولوی سید حیدر علی صاحب طباطبای پروفیسر عربی مدرسہ عالیہ نظام کالج

جلوہ گر آنکھ مین بھی دل مین بھی پنہان دیکھا | دیکھا دیکھا تجھے او فتنۂ دوران دیکھا

دل کے آئینہ مین ہم نے رخ جانان دیکھا
طور پر آپ نے کیا موسیٰ عمران دیکھا

تھمنے پایا نہ قدم طول امل کے ہاتون
کاٹے کوسون پہ مسافر نے شبستان دیکھا

رشک ہے مجھکو تری جامہ دری پر اے موج
جسطرف ہاتھ بڑہا اپنا گریبان دیکھا

جنبش پا سے ملخ سے جو اوٹھی گرد ہے
مین نے ہمین بخدا تخت سلیمان دیکھا

دیکھا نشتر کوی کاری تو زبان تشنیع
دیکھا پتھر کوی بہاری تو وہ احسان دیکھا

دل بھر انکو بہانہ ہے زرا سا کافی
رو دیے بزم مین شیشہ کو جو گریان دیکھا

عالم وجد مین کھینچا تھا ابھی دامن یار
آگیا ہوش تو اپنا ہی گریبان دیکھا

قسمت دہر مین لکھی ہوی ہے ویرانی
ہین نیے ہر خاک کے ذرہ مین بیابان دیکھا

جانیوالو نہین اودھر کے تو سبھی تھکے لیکن
سب کے آگے تجھے اے عمر گریزان دیکھا

عکس عارض سے کیسکے یہ ہوا جوش صفا
آب آئینہ مین اٹھتے ہوے طوفان دیکھا

کچھ نہین جانتا کیا ہجر مین گذری مجھپر
آنکھ کھولی تو طبیبون کو ہراسان دیکھا

پاؤن سے قبر بناتے ہین وہ پاؤن سے کبھی
جان دینے کا مزہ کیون دل نادان دیکھا

قہر تھا پاے نگارین کا وہ ٹھوکر لینا
فتنہ حشر کو بھی خون مین غلطان دیکھا

تو کنارہ پہ کھڑا ہو جو رہا چھوڑ کے راہ
تو نے اے سرو چمن کس کو خرامان دیکھا

کشتنی تھا کہ نہ تھا لطف نہ معلوم مگر
قتل کے بعد ستمگر کو پشیمان دیکھا

نام جناب خواجہ سمیع اللہ صاحب شاگرد جناب عصر

نام

دشت وحشت مین اڑتے دیکھکے مجنونکو جو اس | تا بدامن جو مرا چاک گریبان دیکھا
چشم الطاف وعنایت سے تو تونے افسوس | ایک دن بھی نہ کبھی سوے غریبان دیکھا
لاوبالی تری درگاہ سے اللہ اللہ | کرتی ہر مور کو دعوے سلیمان دیکھا
ہے کہ رہب ایسی رہ عشق جناب عالی | ہوشمندون کو یہان ہمنے پشیمان دیکھا

نام روشن ہوا اور فیض ابد اوسکو ملا
جس نے صندل مین یہان آ یا چراغان دیکھا

نشتر

نشتر جناب جمال الدینخان صاحب شاگرد جناب عصر

قول کا تجھکو تو سچا نہ مری جان دیکھا | مین نے سو بار ترا وعدہ و پیمان دیکھا
وہ نہ دشمن کو بھی ایکاش دکھا خالق | ہمنے ان آنکھون سے جو کچھہ شب ہجران دیکھا
سب کو ہوتی ہے بری بات سے خفت لیکن | اک تجھے اپنے کئے پر نہ پشیمان دیکھا
ہم تو کہتے تھے حسینون سے نہ مل بہر خدا | چاہ کا تونے مزا ایدل نادان دیکھا
اوس پہ سے شب وصل کسیدن یارو | حیف دل کا نہ نکلتے کوئی ارمان دیکھا
دھجیان جامہ کے سے ہین وحشت مین مدام | جیب دیکھا کبھی ثابت نہ گریبان دیکھا

کچھہ عجب رنگ زمانہ کا ہے بدلا نشتر
جسکو دیکھا اوسے مطلب ہی کا خواہان دیکھا

نعیم

نعیم جناب

اک نئی شان سے ہر دم تجھے ایجان دیکھا | جلوہ تیرا کہین ظاہر کہین پنہان دیکھا

نجد میں بھی نہ ملا مدفن مجنوں کا پتا — اے جنون ڈھونڈ پھرا سارا بیابان دیکھا

جب ملائی تری صورت سے شبیہ یوسف — ماہ اوسکو تجھے خورشید درخشان دیکھا

صاف ثابت یہ ہوا چاند گہن میں آیا — سایہ زلف میں جب وہ رخ تابان دیکھا

حرم و دیر میں سبکو ترا جویا پایا — کلمہ پڑھتا ترا گبر و مسلمان دیکھا

دوڑ کر شوق شہادت میں گلا رکھدینگے — دست قاتل میں اگر خنجر بران دیکھا

شاعری کھیل ہے اس دور میں بچوں کا نعیم
طفل مکتب کو بھی اب ہمنے سخندان دیکھا

نجیب - جناب میر برکت علی صاحب

نجیب

اوس نے جانا بخدا چشمہ حیوان دیکھا — اے صنم جس نے ترا چاہ زنخدان دیکھا

رات بھر ایک رضائی میں لپٹ کر سوئے — کیوں مری جان کہو لطف زمستان دیکھا

تھی نظر میں جو ترے عارض گلگوں کی بہار — آنکھ اوٹھا کر نہ کبھی سوئے گلستان دیکھا

ضبط ہر چند کیا پر نکل آئے آنسو — مجھکو محفل میں جو اوس شوخ کے گریان دیکھا

خانہ دل میں ہوا صبر کا رہنا دشوار — غیر کے گھر میں جو اوس شوخ کو مہمان دیکھا

اے پری جسکو نظر آگئی محفل تیری — اوسنے مڑکر نہ کبھی سوئے پرستان دیکھا

پڑ گیا ہات جدھر سب کے اڑائے پرزے — جوش وحشت میں نہ دامن نہ گریبان دیکھا

دمبدم نبض مری دیکھ رہے ہیں اپنی — مار کر مجھکو ہوئے خود وہ پشیمان دیکھا

زمزمے بھول گئے بلبل خوش لہجہ نجیب

محفل یار مین جب مجکو غزلخوان دیکھا

نظم — جناب رائے تہاکر پرشاد صاحب شاگرد جناب تائب لکھنوی۔

عشق گیسو مین عجب رنگ کچھ ایجان دیکھا — جب ذرا آنکھہ کھلی خواب پریشان دیکھا

وای کیا کیا نہ مصیبت ہوی ہمپر شب غم — مگر آئرنہ کبھی تمنے مری جان دیکھا

وحشت دلکی بدولت یہ ہوا فخر نصیب — جو خضر نے نہ سنا تہا وہ بیابان دیکھا

لاکھہ وعدے کئے پر ایک بھی ایفا نہوا — تمسا بھی کوی نہ وعدہ شکن ایجان دیکھا

ایسی بیدردی سے قاتل نے کیا قتل مجھے — ملک الموت کو انگشت بدندان دیکھا

جی اوٹھی مردہ صد سالہ لحد مین ایجان — تم نے جسوقت سوے گور غریبان دیکھا

سیکڑون نظم بلائین ہوی دل پر نازل
گر کبھی خواب مین گیسوے پریشان دیکھا

وزیر — عالیجناب نواب میر وزیر علیخان آصف یاور الملک بہادر تلمیذ جناب عصر

آپکے اطلاق سے کیا عالم امکان دیکھا — جسکو دیکھا یہان دو روز کا مہمان دیکھا

دور مین اوس مہ بیمہر کے سکتے مین ہین سب — صورت آئینہ ہر ایک کو حیران دیکھا

کہتے واجب ہین کسی اور ہی ممکن کیا شئے — ایک کو مین نے نہ اس حال کا پرسان دیکھا

وحشت اکے ہمہ تن پہ چڑھا جس دن سے — اری لیلی ترے مجنون نے بیابان دیکھا

اوٹھہ گئی پردہ دلبر سے دوئی کی جو نظر — کعبہ و دیر کو ایک خانہ ویران دیکھا

کہئے کس طرح نہوا وصل کا خلعت حاصل — مین نے کس رات نہین آپکو عریان دیکھا

ماہیت سے کوئی آپ اپنی نہیں ہے آگاہ | دیکھا جس بندہ کو اللہ کا خواہان دیکھا
ہے جو آغاز رخ صاف پہ سبزہ کی بہار | اس طرح کا نہ مجھنے کوئی قرآن دیکھا
رکھدیا روز ازل بار امانت سر پہ | حق نے اس کام کا آدم ہی کو شایان دیکھا
سنتا رہتا ہوں انہیں کانوں سے کلام دل شنو | بیدہان آپ کا کوئی نہ زبان دان دیکھا
پایا اپنی سے گذر یار کو میں اپنی میں | کام مشکل نظر آتا ہوا آسان دیکھا
دخل کس طرح خدائی میں خود یکا ہو وے | جس نے اس نفع کو جانا وہی نقصان دیکھا
کبھی معنی ہے کبھی لفظ کبھی ہے مضمون | ایک صورت پہ نہیں چہرہ انسان دیکھا

کیوں نہ محتاج ہوں سب اس کی دولت کے وزیر
خواجہ ہند کو کونین کا سلطان دیکھا

واصف

واصف - جناب محمد علی صاحب شاگرد جناب یاس

زار بلبل کو تو گل چاک گریبان دیکھا | جسکو دیکھا چمن دہر میں نالان دیکھا
دام نخوت میں پہنسے گبر و مسلمان دیکھا | صلح کل ہے جسے مشرب رندان دیکھا
جلوہ یار تو کچھ طور پہ موقوف نہ تھا | دیکھنے والے نے ذرہ میں نمایان دیکھا
مرے دل سے کوئی پوچھے اثر عشق بتان | ناصحا آپ نے کب ناز حسینان دیکھا
عندلیبان چمن نغمہ سرائی بھولے | ترے عاشق کو جو گلشن میں غزلخوان دیکھا
مرض عشق کی تدبیر نہ ہوگی ناصح تو | انہیں عیسی کو بھی مجبور و پریشان دیکھا
غرض کی ہیں نے محبت میں اثر ہوتا ہے | ہنسکے فرماتے ہیں بس کیجیے ہاں ہاں دیکھا

مرجع اہل سخن ملک دکن کیون نہ رہے
کوئی سلطان دکن سا نہ سخندان دیکھا

یہ جہان پہنچ گیا وہان نہ فرشتے پہنچے
لامکان پر گذر حضرت انسان دیکھا

دونو عالم میں نہیں اور کوئی شئی وصف
کچھ اثر عشق میں کچھ ناز حسینان دیکھا

وفا

وفا - جناب ابناجی راو - شاگرد جناب قیام -

ایک حالت پہ نہیں حالت دوران دیکھا
کہیں آباد اسے اور کہیں ویران دیکھا

ہوگئی سیکڑون عاشق کی شہادت دل میں
تیغ ابرو کو ترے جب سر میدان دیکھا

وہیں روپوش ہوا ابر سیہ میں جاکر
رخ روشن کو ترے مہ نے جو تابان دیکھا

ہوگیا شرم سے اک آن میں پانی پانی
مہ نے جب چہرۂ جانان کو درخشان دیکھا

وقت بد میں نہ دیا ایک نے بھی ساتھ کبھی
اے وفا جب تو مرا حال پریشان دیکھا

ہنر

ہنر - جناب محمد خان صاحب -

نہ فقط دیدۂ نرگس کو ہی حیران دیکھا
جسکو دیکھا ہے ترے دیدار کا خواہان دیکھا

فیض سے بیعت آغا کے کھلا باب کمال
حال سب ظاہر و باطن کا نمایان دیکھا

جو تصور میں رہا زلف و رخ جانان کے
لطف صبح وطن و شام غریبان دیکھا

زندگی فضل الٰہی سے فراغت میں کٹی
بے ہنر ہو کے ہنر ہمنے یہ سامان دیکھا

ہمدل

ہمدل - جناب محمد عبدالقادر خان صاحب بھوپالی موصولہ از اورنگ آباد

دام مین پھنس کے جو بلبل نے گلستان دیکھا
چاک کرتا ہوا ہر گل کو گریبان دیکھا

جس نے اک روز ترا گیسوے پیچان دیکھا
مثل سنبل اوسے ہر روز پریشان دیکھا

اوٹھ گیا دیدہ دل سے جو دوئی کا پردہ
جسطرف آنکھہ پڑی جلوہ جانان دیکھا

حسن ذاتی بھی چھپائے سے کہین چھپتا ہے
چار پردون مین سے خورشید کو تابان دیکھا

زلف جانان کی محبت جو ہوئی ہمدل کو
وحشت دل کا ہر اک سلسلہ جنبان دیکھا

ہادی

ہادی - جناب مرزا محمد ہادی بیگ صاحب شاگرد جناب مزاج

حضرت فیض کا جب گلشن دیوان دیکھا
خالی گلہاے مضامین سے نہ دامان دیکھا

حضرت فیض کا عرس متبرک ہے یہہ
دیدہ دل نے مرے جلوہ یزدان دیکھا

چادر نور سے پر نور یہ تربت دیکھی
اور انجم کیطرح لطف چراغان دیکھا

دیکھنے والونکی آنکھونمین رہا کرتے ہین
ورنہ ہر چشم کو با دیدہ حیران دیکھا

دعوت حضرت فیاض مین آئے ہین جو لوگ
حضرت فیض کا مین نے انہین مہمان دیکھا

ہے یہ دربار بھی اوس مرشد کامل کا دلا
کہ جہان شاہ و گدا دونو کو یکسان دیکھا

وحشت جوش جو بڑہا یاد رخ جانان مین
صبح محشر کیطرح چاک گریبان دیکھا

وہ ترا حسن خدا داد ہے اللہ اللہ
جسکو دیکھا ترے دیدار کا خواہان دیکھا

تو سلامت رہے دنیا مین مدام ای قاتل
دم سے آباد ترے شہر خموشان دیکھا

بخدا کعبۂ دل بنگیا مندر ہادی تو
رات دن اوس بت بے پیر کو مہمان دیکھا

یوسف

یوسف۔ جناب محمد یوسف علی خان صاحب شاگرد جناب عصر

یون تو دنیا مین ہزارون ہی ہوے اہل کمال — فیض صاحب سا نہ استاد سخندان دیکھا
عشق ابرو نے رکھا سایہ مین تلوارونکے — جان بچنے کا یہان کوی نہ سامان دیکھا

یوسف

یوسف۔ جناب یوسف حسینی صاحب شاگرد جناب سخنور۔

اک نظر جسنے جو وہ گیسوے پیچان دیکھا — عمر بھر حال دل زار پریشان دیکھا
محویت کو بھی تری رخ سے ہوی محویت — آئینہ نے تجھے با دیدہ گریان دیکھا
کر دیا مجھکو نحافت نے مری پوشیدہ — ورنہ کیا کیا نہ مجھے آپ کا دربان دیکھا
رنج فرقت سے پس مرگ جو ہاتھ آئی نجات — موت کو ہم نے بڑے عیش کا سامان دیکھا
چمن دہر کا اک رنگ نہین ہے ہرگز — گل کو خندان کہین سنبل کو پریشان دیکھا

پا بزنجیر ہوے ہم سے ہزارون یوسف
واہ کیا معجزۂ گیسوے جانان دیکھا

جودت طبع سخن طرازان برین مصرع طرحی

شبلی	ایک عالم کو ترے عشق مین حیران دیکھا	جسکو دیکھا صفت زلف پریشان دیکھا
نقی	اے پری کسکو محبت مین نہ حیران دیکھا	جسکو دیکھا صفت زلف پریشان دیکھا
جعفر	دل گرفتو نکا ترے ہاے عجب نقشہ ہے	جسکو دیکھا صفت زلف پریشان دیکھا
جعفری	فارغ البال نہ کوئی نظر آیا مجھکو	جسکو دیکھا صفت زلف پریشان دیکھا
حشمت	کوئی مضطر کوئی بیتاب ہی محفل مین تری	جسکو دیکھا صفت زلف پریشان دیکھا
حافظ	ایک کیا تمکو کہون لاکہون کو ایجان دیکھا	جسکو دیکھا صفت زلف پریشان دیکھا
خلیق	گردش دہر تجھے بھول بھلیان دیکھا	جسکو دیکھا صفت زلف پریشان دیکھا
دارا	دہر مین کسکو ہے جمعیت خاطر حاصل	جسکو دیکھا صفت زلف پریشان دیکھا
رحیم	اک فقط تو ہی نہین اے دل نالان مضطر	جسکو دیکھا صفت زلف پریشان دیکھا
رفیق	چاک دامن ہی کوئی دل ہے کسیکا بیتاب	جسکو دیکھا صفت زلف پریشان دیکھا
سبقت	فارغ البال نظر آیا نہ دنیا مین کوئی	جسکو دیکھا صفت زلف پریشان دیکھا
سعد	ایک بیفکر نظر آیا نہ دنیا مین مجھے	جسکو دیکھا صفت زلف پریشان دیکھا
شرف	فارغ البال نہ اک شخص کو ایجان دیکھا	جسکو دیکھا صفت زلف پریشان دیکھا
عزیز	گردش دہر سے ہر شخص کو نالان دیکھا	جسکو دیکھا صفت زلف پریشان دیکھا
قیس	ملک ہستی مین تماشا یہی ایجان دیکھا	جسکو دیکھا صفت زلف پریشان دیکھا
نعیم	ایک عالم کو ترے عشق مین حیران دیکھا	جسکو دیکھا صفت زلف پریشان دیکھا
نظم	باغ عالم کو خزان نے کیا پامال ایسا	جسکو دیکھا صفت زلف پریشان دیکھا
وزیر	جمع خاطر نہ کسی ایک کو جانان دیکھا	جسکو دیکھا صفت زلف پریشان دیکھا
یوسف	جمع خاطر کوئی یوسف نہ دکہا دنیا مین	جسکو دیکھا صفت زلف پریشان دیکھا

اعلیحضرت مدظلہ العالی

التماس

ناظرین باتمکین سے پوشیدہ نہین کہ گلدستہ فیض ہر سال کس آب و تاب سے نکلتا ہے۔ سال گذشتہ مشاعرہ مین تقریباً (۲۵۰) غزلین پڑہی گئین جو بعد انتخاب بنظر اختصار ناظرین کے ملاحظہ مین پیش ہین۔ سال حال کے طرحی مصرعے درج ذیل ہین۔ شاعران نازک خیال سے امید ہے کہ ۱۴ رجب سنہ حال (بیرون لال دروازہ حیدرآباد دکن) مزار شریف پر تشریف فرما ہوکر اپنے کلام سے سامعین کو محظوظ فرماوینگے۔ اور جو صاحب نہ آسکین اپنا کلام محمد فیاض الدین خان صاحب المخاطب مشرف جنگ بہادر مددگار معتمد صاحب دفتر صرف خاص وپیشی کیخدمت مین روانہ فرمائین تا شریک گلدستہ ہوکر ہدیۂ ناظرین ہو۔

مصرعہ ہائے طرحی

زاکسیر قناعت خاک را زری توان کردن	قافیہ۔ سر
نازل مزار فیض پہ رحمت خدا کی ہے	قافیہ۔ خدا

CALL No. { ٨٩١٫٤٣١٠٨ ضن ۲۲۲ گ س } ACC. No. ٥٦٣٥٣
AUTHOR ضیغم، محمد عبداللہ خاں، مرتب
TITLE گلدستۂ سفر ہمایوں

THE BOOK MUST BE CHECKED AT THE TIME OF ISSUE

Date	No.	Date	No.

MAULANA AZAD LIBRARY



ALIGARH MUSLIM UNIVERSITY

-:RULES:-

1. The book must be returned on the date stamped above.
2. A fine of Re. 1/- per volume per day shall be charged for text-books and 10 P. per vol. per day for general books kept overdue.